

LETTERS TO INDIAN YOUTH.

خطوط بنام جوانانِ ہند

پنجاب لیجسٹریٹک سوئیٹس کے لئے

لویانہ

امریکن شن پرس میں سٹرایم وایلی صاحب کے

اہتمام سے چھاپے گئے

۱۸۹۰ء

جلد ۲۰۰۰

دفعہ سویم

GIFT

89142



U114888



خطوط بنام جوانان ہند

ایزیرے عزیز دوستوں دین عیسوی کی راستی پر چند خیالات
کو بطور خطوط لکھتا اور اس کام کو بڑی خوشی سے شروع کرتا ہوں۔ میں
کی بات اس باب کی چیزوں کی حالت میرے دل کو اضطرابی وغیر
سے اس طرح بھرتی ہیں جیسے چند اور اشخاص کے دل کو۔ اس ملک
میں بہت سے جوانوں کو علم کے شغل میں ہم بڑی سرگرمی سے مصروف
دیکھتے ہیں جن میں سے بہتوں نے اکثر علوم میں ترقی بھی کر لی ہے مگر علم
انگریزی کا شوق ہر روز بڑھتا جاتا ہے۔
علم بہت جلد پھیلتا جاتا ہے چنانچہ فرنگستان کے علم و تہذیب بکثرت

۳

پہنچ ہوئے اور اہل یورپ کے خیالات بجائے ان خیالوں کے جو
ہزار ہا برس سے یہاں متواتر رہے تھے بڑی تیزی سے مروج
ہوتے جاتے ہیں۔ موج طغیانی پر سر اور خیالات جدید کی دھارا جہ
جاری ہو رہی ہے بڑی تیزی سے جاسکتی بلکہ ہر طرح کی سعی و کوشش کو
جو اس کی ترقی کی مانع ہو بھاریگی۔ اس سرگرمی کا ذکر کرنا جس سے
اکثر اہل ہند کے جوانوں نے مختلف علوم کو شروع کیا ہے بہت خوشی
کی بات ہے اور جس قدر تحقیقات و سرچھنے ہیں ان کے لئے نہایت
ہی قابل تفریح ہوتی ہیں۔ میں امید ہے کہ علم کا حقیقی شوق اکثر جوانوں
کے دماغ میں جو پھیل رہا ہے پھیلتا چلا جائیگا۔ لیکن کوئی خیال راستی
کی محنت سے عمدہ تر نہیں اور نیزہ کوئی پیشہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا
اگر آپ سچائی کی تلاش کریں اور دوسروں کو بھی اس کی اطلاع دیں
یہ بہت سی دلگش بات ہے کہ اکثر جوانان اہل ہند بڑی ہوشیاری
سے راستی کی جستجو میں ان علوم کے فروغ سے مصروف ہوئے
ہوئے ہیں جن پر سے بظہر و شہرہ میں پڑنا ہم ایک بھاری بات

اگرچہ باوجود اسکی فضیلت و برتری کے اُنکے خیالات میں کم گد رتی ہو
یعنی دین کی بابت دے کم غور کرتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے
بڑے بڑے شہروں میں عجیب اختلاف اقوام کا پایا جاتا ہے اور دے
ایک دوسرے سے کسی خاص روش کے سبب تمیز کی جاتی ہیں
یعنی اپنے عجیب رنگ و طعناں اور ذرات سے ۴

مثلاً شہر ممبئی کے ایک بازار میں کیا ہی دلچسپ تماشا ہر روز
غروب آفتاب کے وقت عائد کیا جاتا ہے جیسا کہ میں ایشیا افریقہ اور
یورپ کے ہر ایک حصہ سے اکثر لوگ رنگ و رنگ کی پگھلی پوشاک سے
آراستہ و پیراستہ ہو کر کھڑے ہیں جو بذات خود شاذ ہیں اور
ایک دوسرے کے مقابلہ سے عجیب بہار نظر آتی ہے اور اس قسم کا
اختلاف خوشنما نظر آتا ہے و انا آدمی کو اس سے ذرا بھی تکلیف نہیں
ہوتی۔ الغرض اہل عرب و فارس و چین و ملائیم و اہل ایٹیا و
ترکستان ہر ایک خواہ اپنے ملک کا لباس و عادات قائم رکھے
ایسے اختلاف سے کچھ بھی نقص نہیں ہو مگر ایک اور اختلاف ہے جو

ہیں مختلف خیالات سے رنجیدہ کرتا ہے یعنی دینی اعتقاد و عمل کی
نسبت بھاری اختلاف جو ہمارے ارد گرد ہو رہے ہندوستان کے
ہر ایک شہر میں تین تین بڑے فرقے ہیں یعنی عیسائی و ہندو و اسلام
علاوہ اوروں کے جو کم قدر ہیں اختلاف مذکورہ بالا جو مذہبی طرز و
میں پایا جاتا ہے اور بعضی زیادہ ہو بہو نسبت اس ناموافق شکل و
رسومات اور زبان کے جو ہمارے ملک کی مختلف اقوام میں موجود ہے
اور ہر دین والے بڑے مذہبی اختلاف پر نہایت ہی افسوس
ہو تم قہمند ہو مگر تاہم مجھے امید ہے کہ اس خیال میں میری رائے
سے متفق ہو گے۔ یہ سچ ہے کہ ہندو و دیگر عام عقیدے کو قناد و مطلق
خدا نے انسان کی مختلف اقوام میں انواع و اقسام کے مذہب
مقرر کئے ہیں اور ہر ایک قوم اپنے طریق بھالنے سے خدا کی مہربانی
بجائی حاصل کر سکتی ہے مگر کوئی عقلمند تعلیم یافتہ ہندو ایسے خیال کو
قبول نہیں کر سکتا۔ چنیوں کی ذاتی حالت آب و ہوا کے درجے یا ملک
پر کچھ نہیں ہے یعنی ہندوستان و انگلستان میں کیسلی ہوتی ہیں۔

اُس بزرگ واجب الوجود کے اوصاف بھی ماسی طرح سے ہیں۔
 اسکی مرضی کل آج اور ہمیشہ تک غیر متغیر رہتی ہے جیسی مریض زندگی
 سے وہ چاہتا ہے اور جو عبادت وہ قبول کرتا ہے ہر وقت وہ ہر جگہ اس پر
 ہو مگر مذہبی طریقہ جو ہندوستان میں مروج ہے بہت سی باتوں میں
 ایک دوسرے سے بالکل برعکس ہونا طریقوں میں سے ایک ہے جس
 بات کی اجازت دی دوسروں نے اسکی مخالفت کی ہے اور جس کام کا
 مرضی پہلی حاصل کر کے کو ایک سے حکم ملا ہے اوروں نے اسے غضب
 الہی کا باعث ٹھہرایا ہے یہ نہ بالکل ناممکن ہے کہ میرے مختلف طریقے
 راست ہو سکیں اگر ہم میں سے بعضوں نے راستی کو اختیار کر لیا ہے
 باقی سب لوگ بالضرر و جو غلطی و فریب کے معتقد ہو گئے ہیں تو نہایت
 ہی افسوس کی بات ہے کہ ایسی معمول دین جیسے معاملہ میں موجود ہو
 کہ چونکہ دین سب باتوں سے بدرجہ کمال ملتی اور افضل ہے۔ ایک لفظ
 سو کہ اس سے کیا مطالبہ ہوتا ہے دین میں خدا اور اُس کے اوصاف
 اور مرضی کی بابت بتلاتا ہے اور آدمی کی حاصل کی بابت

پہلی ہمارا رشتہ خدا سے اور ہمارا فرض اس زندگی میں اور اس
 پوشیدہ دنیا کی بابت جو ہماری منتظر ہے وہ جب کہ اس فانی دنیا
 کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائینگے۔ ہماری ہستی اس دنیا میں صرف چند
 سالوں کے لئے محدود ہو جائے گی اس بات کا جاننا نہایت ہی
 ضروری کہ زندگی کے بعد کیا ہوگا اور کس نوع سے ہم اس پیچیدہ
 تبدیل کے لئے تیار ہوں جو موت کے وقت واقع ہوگی ہمارا بانی
 ہم سے کیا مطلب کرتا ہے اور کس طرح ہم اسکی مہربانی حاصل کر سکتے
 ہیں یہ سوالات جن میں ہر شخص مانگا کہ زیادہ ہی جاری و سگیں
 ہیں بہ نسبت انکے جو دنیاوی چیزوں سے متعلق ہیں +

تلاش علم مفید ہے اور اپنے موقع میں ضروری مگر تلاش دین
 از بس ضروری ہے پس دین بہت ہی ضروری مگر اگر اس میں غفلت
 کرتے ہیں بہت سے اپنے متین دنیاوی چیزوں میں مصروف
 رکھتے ہیں اور صرف اپنی چند روزہ حاجات کے لئے کام کرتے ہیں
 جسم کی خواہشوں پر رنج کی ضروریات سے زیادہ سوچتے ہیں تھوڑے

شخص اس بات کا انکار کر سیکے کہ دین ضروری ہو مگر ہمارا ایسا کام
 کرتے ہیں گویا کہ دین بالکل نکتہ ہر آدم زاد کے بد خیالات بہت ہی
 مضبوط ہیں اور اکثر اوقات انکی سختی عقل و تیز کی آواز کو ڈوبا دیتی ہے۔
 اور بہت سے جو محمد کہے جانے سے لرزہ کھاتے ہیں تاہم الحاد میں
 زندگی بسر کرتے ہیں یعنی وہ کبھی خدا کی بابت نہیں سوچتے۔
 پس کوئی خاص خطرہ ہو جو ہندوستان کے تعلیم یافتہ جوانوں کے
 راستوں میں حائل ہو رہا ہو۔ یہی دین کی خاموشی ہو جس کا ذکر کر رہا ہوں
 مجھے گمان ہے کہ تم اس بات میں مجھ سے متفق ہو گے کہ حالت دین
 تعلیم یافتہ جوانوں کے درمیان طریقہ ذیل میں بیان کی جائے۔ اکثر
 وہ اُن بڑے بڑے اختلافوں سے واقف ہیں جو مختلف دینی طریقوں
 میں جو اس باطن میں رہتے ہیں موجود ہیں اور وہ متعجب اور سادہ
 بھی مان لیتے کہ ان طریقوں میں سے صرف ایک ہی سچا ہو سکتا ہو
 اور یہ بھی قبول کرتے ہیں جب یہ سوال آپز بار بار کیا جاتا ہو کہ
 دین کے مختلف طریقوں کو مقابلہ کرنا چاہئے تاکہ یہ بات ظاہر ہو

کوئی دین حکم ثبوت پر قائم ہو مگر اب انکے درمیان جنہوں نے مذہب
 پادریان میں تعلیم پائی ہو اور انکے جنہوں نے اُن مدرسوں میں تعلیم
 پائی ہو جہاں دینی شغل پر کچھ توجہ نہیں کی جاتی یا اختلاف واقع
 ہو رہا ہو یعنی جن اشخاص نے مشن اسکولوں میں چار پانچ برس تک
 براہ تعلیم پائی ہو وہ ان کے اعلیٰ مقصد سے واقف ہو کر قائل بھی ہو گئے
 ہیں کہ دین عیسوی خدا کی طرف سے اہل عامی ہو مگر کس کسے جنہوں
 نے اُن مکتبوں میں تعلیم پائی ہو جہاں دینی تعلیم بالکل ترک ہو اس
 مقصد سے وہ بالکل ناواقف ہیں۔ تعلیم یافتہ پارسی اپنے مذہب
 کی راستی پر شاید نصف یقین کرتا اور آدھا ایمان لاتا ہو گا اور پڑھا
 ہوا ہندو بھی اپنے دین پر آدھا یقین کرتا اور نصف ہی ایمان لاتا
 ہو گا کئی بد القیاس اور مذہب والے۔ ان جوانوں میں سے بعض
 دینی کتب کو بھی نہیں دیکھتے اس بات کے قائل نہیں کہ دنی کو کوئی کار
 ہو یا خدا نے کوئی اہل عام دیا ہو بعض مانتے ہیں کہ اگر کوئی مذہب
 حقیقت خدا کی طرف سے ہو تو گمان غالب ہو کہ وہ دین عیسوی

ہو گا کہ یہ نہایت ہی شایستہ اور دانا تو مول کا ایمان ہو۔ ایک عام
 گمان ان جوانوں میں یہ بھی ہو کہ سب دینوں میں کچھ باتیں اچھی
 اور کچھ خراب ہیں مگر دراصل ان اشخاص کا دل جنہوں نے ایسی
 جگہ تعلیم پائی ہو جہاں مذہبی تعلیم نہیں ہوتی بہت ہی گھبراہٹ
 میں ہو اور مذہب و مذہب ہو رہا ہو بالکل نہیں جانتے کہ کس کو مانیں اور کس کا
 انکار کریں۔ بیشک یہ بڑے بے رنج کی حالت ہو۔ پر مجھے پہلے ناہیستہ
 ہو کہ نمونہ یہہ ماہاجیہ کا کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ جن جن الاسلام
 دین کو اپنے خیالات سے ترک کرتے ہیں یہہ تو دونوں پر صادق
 آتا ہے جنہوں نے نہ شن اسکولوں میں تعلیم پائی اور جن نے دوسری
 جگہ میں اللہ تعالیٰ شن اسکولوں کے طالب علم دین عیسوی کے دعویٰ
 سے بخوبی واقف ہیں بہت ہی کم ایک کی پاکیزگی اور دوسرے
 کی مضبوطی کا انکار کرتے ہیں مگر انکو معلوم ہو کہ اگر دین عیسوی سچا
 ہو تو ہم باطل پر ہیں۔ اس لئے کہ دین عیسوی انکو ہم دین رہنے سے
 منع کرتا ہو اور توبہ کرنے سے منع پر ایمان لائے بہت کم پائے اور رسمی

کلیسیا میں داخل ہونے کو فرماتا ہو وے اس بات کے کرنا کیونکہ
 نہیں ہیں جانتے ہیں کہ یہہ ہم پر فرض ہو مگر ادائے فرض سے شرماتے
 ہیں اور ان فدیوں کو ادائیں کر سکتے جو دین عیسوی میں مطلوب
 ہیں اس کے احکام سخت معلوم دیتے ہیں اس کا خیال کرنا دشوار ہو پس ایسے
 وے انکو فراموش کر دیتے ہیں اگر یہہ حال غالب علمائے شن اسکول کا
 ہو تو انکی بابت کچھ تعجب نہیں جنہوں نے ایسی جگہ تعلیم پائی ہو جہاں
 مذہب کی بابت کچھ غور نہیں کیا جانا اگر وے اپنے خیالات سے
 یہہ مفقہ بالکل ترک کریں مگر یہہ حال نہایت ہی محبوب اور
 خطرناک ہو۔

۱۔ دو دستہ مجھے امید تھی کہ تم اس راہ نہ چلو گے تم
 خدا کی تعریف کرنے کو پیدا کئے گئے ہو مٹھا لاؤ اور اعلیٰ فرض
 اسکول تلاش کرنا یعنی یہہ کہ اسکی بابت ہمیں کس پر ایمان لانا ہو
 اور کونسا فرض بجا لائے کہ وہ حکم دیتا ہو اس میں غفلت کرنے سے
 تم نہایت ہی خطا کا ہوتے ہو اگر تم میں یہہ بھی یقین ہو کہ ہر برس جیتے

رہ گئے تو بھی دین میں بے پردائی کرنا بہت ہی مجرب اور خطرناک
 ہے۔ بہتے سابل کی سی ہوتی ہوگی درحالیہ ممکن ہے کہ تمہاری زندگی
 اسی وقت تمام ہو دے۔ اکثر اوقات مجھے اس ملک کے جوانوں
 کی موت سے نہایت ہی غلطی ہوا ہے جو ہمہ صفت موصوفت تھے مگر جنہوں
 نے خدا اور دین کے دعوں کو ترک کیا تھا۔ میرا ایک دوست بہت
 ہی بہوش یا ریتھا اور اس وقت میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے
 جس نے بار بار اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس سنجیدہ تلاش کی طرف توجہ
 ہوں اور دین عیسوی کے شبوڑوں کو آتماؤں جو وقت کے موقع ملے
 افسوس کہ اسکو کبھی موقع نہ ملا ترقیہ نصرت سے پہلے ہی رہتا گئی
 کون جانتا ہے کہ تم جہاں چند سطروں کو پڑھ رہے ہو ناگاہ کسی قہقار
 بیماری میں گرفتار ہو گے جو آواز دہر پڑتی ہے۔ بیشیہ کہ صبح کا سویر
 طلوع ہو شایہ تمہاری لاش چتا پر کمی جائے اور بعد ازلے ہوتا
 کے آگ لگائی جائے اور نوراً خاک سیاہ ہو جائے افسوس اس وقت
 غیر فانی روح کہاں ہوگی وہ تو راستباز حاکم کے سامنے لوٹی ہوگی

ان کاموں کا جواب دینے کو جو اس نے جسم میں کئے ہیں یعنی اس وقت
 کا غفلت میں کھویا اور اس نصیحت پر دھیان نہ لگایا اور خدا کے
 حکموں کو ناچیز اور حقیر جانا میں اتنا اس کرتا ہوں کہ ان باتوں پر سوچ
 تمہارے خالق نے تمہیں قوی باطنی بنائے ہیں جسکے سبب تم چہیات
 پخصلیت رکھتے ہو انہیں تہذیب عقل و تہذیب عنایت کی ہو اس کو استعمال
 میں لاؤ اور غور کر و تیز کی آواز کو سنو جو ہمہ گواہی دیتی ہے کہ تمہارا
 اعلیٰ فرض خدا کی تلاش ہو راستی کو تمام چیزوں میں موصوفت
 خصوصاً اسے دین میں تلاش کرو اسے موصوفت موصو اور مال و دھان
 سے عزیز بناؤ تلاش کہ خدا تمام تمہاری تحقیقات میں تم کو برکت دیوے

دوسرا خط

دُعای مانگنے کی نہایت ضرورت

عزیز دوستو۔ میں فرض کرتا ہوں کہ تم اس معاملے کی نہایت ضرورت کے جس کی تحقیقات ہونے پر ہر مقرر ہو۔ اور کہ تم صدق دل سے ان باتوں کو سنا چاہتے ہو جو اس کے بیان میں اہم الکجا ہیں مگر تحقیقات کے ذکر کرنے سے پیشتر یہ جاننا کہ ایک وجود جس میں چاہتا ہوں کہ تم بدل توجہ ہو۔ تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ ایک اعلیٰ ہستی جو جسکی ہمدردی میں اس کے تمام کاموں میں آشکارا ہیں اور وہ یقیناً اپنی مخلوقات کی رحوں کی ہر ایک آرزو پر بخوبی نگاہ رکھتا ہو۔ تم یقین رکھتے ہو کہ ایسی ہی سے دُعا مانگنا بطرح سے واجب ہے۔ زندگی کے تمام کاروبار میں دُعا مانگنا ضروری ہے۔

ضرور یہ جب کہ ہم ان بھاری کاموں میں مشغول ہیں جو کہ ہماری ملاقات اور ہمتی پر متعلق ہیں۔

پس مذہب کی تحقیقات کے شروع میں دُعا مانگنا نہایت ہی ضرور ہے۔ یہ اور فروتنی دل سے خدا کے حضور میں حاضر ہوا کسی منت کر دو کہ تمہاری تحقیقات میں رہنمائی کرے اس سے اتنا اس کر دو کہ وہ تمہیں فروتن اور کشادہ اور تعلیم پذیر دل بخلا دے درخواست کر دو کہ وہ تمہیں سے تمام مقصد اور دل کی سختی دفع کر دیوے۔ مناجات کر دو کہ تم نصف پچائی کو پہچان لو بلکہ اسے فضل سے اُسے پیار کرتے ہوئے فروتنی اور سید سے دل سے قبول بھی کر دو اور راستی سے اسکا اقرار کر دو۔

عزیزو میں امید رکھتا ہوں کہ تم ان سب باتوں کی تدارک پہنچانے میں مدد ملے گی کہ تمہیں اس غلطی دہراہ میں جس کا بیان پہلے خط میں پہنچا کرتا رہا جو ایک بات یقینی ہے یعنی یہ کہ اگر تم دین کی تحقیقات کے شروع اور اسکی مدد میں سرگرمی سے

خدا کی برکت نہ مانگو تو مطلقاً امید نہیں ہو کہ سچائی کی پہچان تک
 کبھی پہنچے گے۔ اگر خدا تعالیٰ سے تم اس امر میں درخواست کرتے کہ
 راضی اور فکر مند نہیں ہو کہ وہ اپنا روشنی بخش فضل تم کو عطا فرماوے
 تو ان خطوط کے مطالعہ کی تکلیف مت کر دو کیونکہ ایسی حالت میں
 تم کو ایک بڑے پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ
 کسی شخص کو جو دعائے مانگنا نہیں چاہتا کسی طرح کا روحانی فائدہ پہنچانا
 میرے اختیار سے باہر ہے اور میں پیشتر تم سے صاف صاف کہتا ہوں
 کہ اگر تم ان خطوط کو دعا کے ساتھ نہ پڑھو گے تو تم انہیں فقط ٹھٹھوں
 میں اٹاؤ گے پس میں پھر تہااری رحمت کرتا ہوں کہ دعا مانگو اگر تم ایسا
 کرو گے خدا ضرور تہااری سنجیدگی کیونکہ لکھی ہوئی انگوٹھیں ملیگا اور نڈھٹو
 کہ تمھاؤ گے +

الہام کا بیان

کیا عیسوی مذہب الہام ربانی سے ہو کہ نہیں

یہ وہی سوال ہے جس کے جواب دینے میں اب ہم کو کوشش
 کرنا ہے پہلے ہم لفظ الہام کے معنی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کے
 اصلی معنی گھولنا یا ظاہر کرنا ہے۔ اس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا متصرف
 طور سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ یوں وہ اپنی خلقت کے کاموں میں
 جو ہماری چاروں طرف میں کیا مقصد ظاہر کرتا ہے اور یوں وہ آدمیوں
 اور اپنی رزاقی کے کام میں آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً ہم آفتاب پر
 بغیر اس بات پر قائل ہونے کے کہ اس کا خالق ضرور دان اور قادر ہے
 لگا ہ نہیں کر سکتے ہم سچائی اور جھوٹ پر بغیر دل میں یہہ سوچنے
 کے غور نہیں کر سکتے کہ ایک خدا کو پسند اور دوسرا ناپسند ہے
 پھر جس کہتا ہوں کہ لوگ لفظ الہام کو اس طرح سے استعمال

میں لاسکتے ہیں یعنی کہ وہ الہی ہستی مرضی حقیقت کے اشاروں پر
متعلق ہو جو مطابق بیان بالا کے حاصل ہوئے ہیں لیکن حقیقت
میں لفظ الہام اس طرح صرف کبھی کبھی یا شاید شاذ و نادر استعمال
میں لایا جاتا ہو۔ جب کہ ہم کسی دینی رسم کی بابت کہتے ہیں کہ وہ
الہام ربانی سے ہی ہم اس اظہار کی طرف جو خدا انسان کی عقل
و تشبیہ پر اپنی خلقت اور رزاقی کے عام کاموں میں ظاہر کرتا
ہو اشارہ نہیں کرتے ہیں لفظ الہام سے ہمارا مطلب آدربہی
ہو جو ان سب باتوں سے علیحدہ ہو یعنی یہ کہ خدا کس فی اللہ
موسے اپنے تئیں اپنے مخلوق پر ظاہر کرتا ہی ہر ایک بنو سلمان
اور پارس الہام کے یہ معنی آسانی سے سمجھ گیا یہ عربی لفظ الہام
جس سے مسلمان لوگ واقف ہیں بھی منہ رکھتا ہو اور عمومی لوگ
معتقد رکھتے ہیں کہ توریت و زبور و انجیل و قرآن اس طور سے
نازل ہوئے اور ہندو لوگوں کا یہ قول ہو کہ وید و شاستر ہیں وہ الہام
شامل ہو جو خدا نے ہندوؤں کو دیا پارس یقین کرتے ہیں کہ زدا و ستا

الہام سے جو عیسائی لوگ یقین کرتے ہیں کہ وہ کتاب و جہل یعنی
(مقدس کلام) کے نام سے مشہور ہو خدا کی مرضی کا صحیح الہام ہو
اکثر متنفوں نے الہی الہام کے اغلب اور ضرور ہونے کا
حوالات کے ساتھ بیان کیا ہو ہیں اس خط میں اس مضمون پر لفظ
مختصر ذکر کروں گا بعض خیالات اس برکت کی دلپسندی پر آئندہ خط
میں مذکور ہو جائیں گے اس مقام پر الہی تعلیم کے ضرورت کے کافی دلیل
ظاہر ہوں گی اگرچہ آج تقادوں کا جو کہ ہمارے شہروں میں دین کی
بابت میں ذکر کریں تو اس بے انتہا تقاد و شک و قضیہ کے
درمیان خدا کی مرضی کا کوئی با قدرت اظہار کیسا دلپسند ہونا
چاہئے اور حلیم و تعلیم پذیر لوگوں کو ایسا اظہار بالضرور نہایت ہی
خاطر لین ہو گا۔ یونان کے سب سے اچھے اور دانائے سرف
ایسے آسمانی پیغام کے از بس مشتاق تھے اور وہ مدد جسکے واسطے
افلاطون حسرت کرتا تھا بیشک ہندوستان کے جوان بافسان
اسے حقیر نہیں جان سکتے +

یہ بات سوچنے کے لائق ہو کہ الہام کے مقدمہ میں عیسائی
ہندو و محمدی و پارسی سب کے سب کسی قدر باہم متفق الزامے ہیں
وہ سب ایک ہی رائے کہتے ہیں بظان کافر و دہرہ کے۔ کانکر کتنا
ہو کہ انسان کو آسمانی الہام ضرور نہیں عیسائی محمدی و اور پارسی
ہم دوازمہ کے جواب دیتے ہیں کہ آسمانی الہام ہی آدم کو نہایت
ضرور ہو گا نہ کہبتا ہو کہ خدا نے حقیقت میں کوئی الہام نہیں
دیا ہو +

یہ چاروں مذہب واسطے بول اٹھتے ہیں کہ اس نے الہام
دیا ہو یہاں تک و متفق الزامے ہیں اور یہہ اتفاق بڑا بھاری ہو
کیونکہ جو تا اگر کسی بات میں بھی وہ سب ایک دل ہو سکتے ہیں اس
کتاب کی جس میں یہ نہایت ضرور و دلچسپانہ بار الہی مرضی کا
افنی تحقیق شامل جو عیسائی ہندو محمدی و پارسی صاف دلی
گمزنیک اندیشی سے اپنی اپنی رائے کی لغات میں بیان کریں اور
دیکھیں کہ پتہ الہام کی تلاش میں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے

ہیں کہ نہیں یقیناً اسے معذور پر غصہ نہ کی کچھ ضرورت نہیں ہو۔
اگر ہم اسکی تحقیق تکرار فرما دیں اور غصے سے کریں تو بڑی غلطی میں پڑینگے۔
ہر ایک کو شش کرے تاکہ بھائی کی مدد کرے نہ کہ دشمن پر غالب آوے +
وہ دلائل جو کہ اس بات کے ثبوت میں لائے جا سکتے کہ پہل
میں الہام ربانی شامل ہو کثرت میں ان سب کو قلعہ بند کرنا ضرور نہیں ہیں
چاہتا ہوں کہ اس ضمن خاطر پسند کو ان خطوں میں مختصر لکھوں جس سے
مطلب صاف معلوم ہو جاوے علم ریاضی کا مسئلہ اکثر پانچ
پچھتر قسم کی دیلوں سے ثابت ہو سکتا ہو مگر ریاضی دان ایک ہی
کامل دلیل سے راضی ہو دیتے ہیں راضی ہو دینگا اگر غم کو محمدی
مذہب کے ثبوت میں مباحثہ کرینگا ایک ہی قائل کرنے والا سلسلہ
دے سکوں +

میرا مقصد یہ نہیں ہو کہ ہر ایک بات جو اس ضمن پر قابل
کہنے کے ہو تمہارے سامنے رکھوں مگر یہ کہ مختصر طور پر ایک ایسی
دلیل لکھوں جو اس قابل ہو کہ غم قائل ہو جاوے۔ اگر غم اس سے زیادہ

مفضل بیان اس معنوں کا چاہتے ہو تو ان تصنیفات کا مطالعہ کرو
جنہیں اسکی تحقیقات لطائف کے ساتھ مذکور ہوئی ہو +

پہلے ہم ان تفریق قسم کی دلائل پر متوجہ ہوتے ہیں جو کہ دین
میسوی کے ثبوت میں متعل ہیں۔ وہ تین طرح کی ہیں پہلی ظاہری
دوسری باطنی تیسری تجربہ کاری۔ ایک متخیل سے یہ بات
صاف معلوم ہوگی فرض کرو کہ اس شہر کے کسی جوان کو ایک ضروری
پیغام ملے جس کا مقصد ہو کہ وہ اسکے باپ کی طرف سے جو کسی دور
کا نوہیں جو اس معاملے میں وہ جوان دو طریقے سے دریافت کر سکتا
ہو کہ یہ پیغام فی الحقیقت میرے باپ کا ہو کہ نہیں۔ پہلے وہ پیغام
لانیوالو کی معتبری دریافت کر سکتا ہو۔ وہ پوچھتا ہو کہ آیا یہہ لوگ
راست و دانائیں اور میرے باپ کے جان بچان ہیں اور اس
مقام سے خوب واقف ہیں جہاں سے وہ اپنا آنا بتلاتے ہیں وغیرہ
اور اس شخص سے جو وہ قاصدوں کی معتبری پرکرتا ہو ایک پیغام کی
حقیقت کو دریافت کر سکتا ہو۔ دوسرے وہ جوان خاص پیغام ہی

کی تحقیق کرتا ہو کہ وہ باپ کی ناموری پیشہ اور ارادوں کے مطابق
ہو کہ نہیں۔ اغلب ہو کہ ہر ایک جوان ایسے ماجرے چرچا اور ذکر
ہوا جڑی خبر وادی سے قاصدوں کی معتبری اور ایک پیغام کی حقیقت
کی تحقیقات کرے۔ اس سے پیشتر کہ وہ اپنے دل میں اس خبر کی پجائی
اور مطلقان ٹھہراوے۔ مثلاً اگر اسکو یہ خبر ملے کہ باپ توب المارگ
ہو اور آرزو کہتتا ہو کہ بیٹا اپنا کاروبار چھوڑ کے میرے پاس جلد آوے
ایسی حالت میں وہ جوان بے شبہ پوچھ چکا کہ آیا اس بات کے واسطے
کوئی چٹھی ہو یا نہیں اگر کوئی چٹھی تھی دیکھا دے تو وہ اس کے دستخط
کو جانچ چکا تب اس بات کو بھی دریافت کر چکا کہ جو معنوں خط میں
ہو خاندان کی بابت بھی درست ہو کہ نہیں پھر وہ قاصدوں سے
استفسار کر چکا کہ فی الحقیقت وہ اسکے باپ و خاندان اور گانوں
وغیرہ سے واقف ہیں کہ نہیں تب ان سب باتوں کو ملا کے تیز کر چکا
کہ مجھے باپ کے پاس جانا پاتا ہے کہ نہیں یہم بھی اسی طرح عمل کرتے
ہیں جب ہم کسی دین کی دلیلوں کی تحقیق کرتے ہیں جو کہ دعویٰ الہام

ربانی کار کھتا ہو عیسوی مذہب ایسا ہی ایک پیغام ہو جو خداوند
عیسیٰ مسیح اور اس کے رسولوں کی معرفت ہم تک پہنچا یا گیا اور آسمانی
ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو خداوند عیسای مسیح اور اس کے رسول اقرار
کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ پس ہم ان کا مدعی
کی ماہیت و متبرئی معلوم کرنے کا موقع انکی راستی و ظیورہ کی
دریافت سے معلوم کر سکتے ہیں یہی مظاہرہ دیلوں کی تحقیق کرنا
ہو یا ہم پرچہ کہتے ہیں کہ یہ پیغام جو وہ پہنچاتے ہیں خدا سے نابل
ہو کہ انہیں۔ موجودات اور عقلی شہادت سے ہم اپنے خدا کی بابت
کچھ جانتے ہیں اسی سبب سے ہم عیسوی مذہب کا پیغام تم اس اگاہی
سے جو ہم کو ملی ہو مقابلہ کر سکتے ہیں اور یوں بھی دریافت کر سکتے کہ
یہ وہ باتیں کہاں تک یکساں ہیں یہہ باطنی دلیل کی تحقیق ہو۔
دلیل تجربہ وہ ہے جو کہ امتحان اور تجربہ کاری سے حاصل ہوتی
ہو ہم تھوڑی دیر بعد اس کا مفصل بیان کرینگے۔ یہہ دو قسم کی دلیلیں
بھاری ہیں اور چاہئے کہ دونوں بڑی خبر داری سے مطالعہ کیا دیں

مگر جو ان مسئلہ شیوں کو چاہئے کہ مظاہرہ دیلوں سے شروع کریں
اس واسطے کہ اس قسم کی دلیل کے مطالعہ کرنے میں ہمارا لحاظ
صاف تو تاریخی استفساروں کی طرف رجوع ہوتا ہو جسکی بابت
مش اور تواریخی حقیقتوں کے نقل و نقل جمعی حاصل کرنا آسان ہو۔
کیا خداوند عیسای مسیح کبھی موجود تھا اور کیا اس نے وہ کام
کئے جنکے لئے جانیکا لوگ دعویٰ کرتے ہیں یہہ سوال تواریخی تفتش
کے طور پر جو آئندہ سوال سے مطابقت رکھتا ہو یعنی کیا انیسویں
فیصد کبھی موجود تھا اور کیا اس نے وہ کام کئے جنکا کرنا لوگ اس کے
حق میں بتلاتے۔ چاہئے کہ ہم اس تواریخی استفسار کا فیصلہ
کر چھ طرح سے کہ ہم کسی اور تواریخی استفسار کا فیصلہ کرتے ہیں۔
پس ہم عیسوی مذہب کی مظاہرہ دیلوں سے شروع کرینگے
یعنی دوسرے خطائیں اور تمہارے قائل ہونے تک یہہ بات
ثابت ہوگی کہ وہ حقیقتیں جو کہ میل ہیں مندرج ہیں قابل اعتبار کے
ہیں۔ مقدمہ کہ سب سے لاشک تواریخی ماجرہ سے ہیں۔

ہم دریافت کرینگے کہ یہ بات کہ خداوند مسیح زندہ رہا اور
مر گیا یہود کے ملک میں جس زمانے میں کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں اور
کہ اُس نے وہ کام کئے جو کہ اسکی بابت مندرج ہیں اس بات کی مانند
سراسر یقینی ہیں کہ جو یسوع مسیح نے انگلستان پر چڑھائی کی یا کہ شہزادی
بانی سلطنت مرہٹوں نے سرکشی کر کے بادشاہ اورنگزیب کا
مقابلہ کیا +

تیسرا خط

نئے عہد نامے کا ذکر

اے عزیز دوستو۔ تم جانتے ہو کہ جس کتاب کو عیسائی لوگ
مانتے اور ابھام ربانی سے جانتے ہیں پیل کہلاتی ہو۔ پیل میں دو
عہد ہیں یعنی عہد عتیق جسے توریت بھی کہتے ہیں جو اولاً زبان عبرانی

میں لکھی گئی دوسرا انجیل یا عہد جدید جو اولاً زبان یونانی میں لکھی
گئی۔ اور ہم اپنی تحقیقات توریت یا انجیل سے شروع کر سکتے ہیں۔
شاید پہلے انجیل کی تحقیقات کرنا زیادہ آسان اور دلچسپ ہوگا +
جبکہ کوئی کتاب جس میں کوئی عمدہ مضمون مندرج ہو کر ہم کو
دیہاتی ہو تب ہم پہلے یہ سوال کرتے ہیں کہ کس نے اسے تصنیف
کیا اور کب اور کہاں پہلے نمودار ہوئی عیسائی لوگوں کا
قول ہے کہ انجیل کو تصنیف ہوئے سترہ سو برس ہوئے۔ مگر ایسی
بھاری قیاس میں قول پر راضی ہو جانا واجب نہیں ہو جانا چاہئے
کہ اس قول کی بنیاد کیا ہو۔ کیا معلوم شاید یہ کہ کتاب صرف
چار یا پنج سو برس ہوئے کہ لکھی گئی ہو۔ ہم صاف صاف دریافت
کرنا چاہتے ہیں کہ سطح سے ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب سترہ سو برس کی ہو
بڑی خوشی کی بات ہو کہ اس امر میں کوئی شک نہیں ہو کوئی
ہندوستانی جو ان کو کہ ان دیلوں کو بنو مڑھا لکھ کر پگیا اس مضمون
کو جسکی تحقیقات ہوئے پر ہر نام و کمال سمجھ لیکھا +

انجیل کی قدامت اور اصلیت

انجیل کی قدامت اور اصلیت ان ترجموں سے جو اب تک
موجود ہیں ثابت ہوتی ہیں کہیں خوب معلوم ہو کہ پادری صاحبوں نے
ہندوستان میں پہلے کاترجمہ مختلف و متفرق زبانوں میں کیا
اور جیسے اردو فارسی ہنگائی تامل وغیرہ۔ نہ فقط تھوڑے دنوں
سے عیسائی لوگ فکر مند و مشتاق ہوئے کہ انکی مقدس کتاب مختلف
زبانوں میں ترجمہ ہو اور اسکی آگاہی حتی المقدور پھیل جاوے بلکہ
عیسائی مذہب کے اصلاح کے وقت جو سولہویں صدی میں
واقع ہوئی مشہور پادری کو تھمر صاحب نے جرمنی زبان میں
پہلے کاترجمہ کیا و نیز اکثر اور عالموں نے اسکا ترجمہ فرانس انگلستان
ہالندارک اور یورپ کے اور اور ملکیوں کی زبانوں میں کیا۔
سب ترجمے جواب مستعمل ہیں یورپ کی تمام کلیسیاؤں میں جو آئے

رومن کاتھولک کے قریب اسی زمانے کے ہیں۔ پس کوئی یہ خیال
نہیں کر سکتا کہ پہلے بعد ہونے ان ترجموں کے تصنیف ہوئی۔

نگارہ جہات مذکورہ بالا کے سوائے ہمیں کے اور بھی قدیم تر ہے
موجود ہیں جو متفرق زبانوں میں کئے گئے یعنی عربی فارسی ارجی
کاشیک اچھی اوپک سہ بائی لاطینی کاتھک انگریز کسن وغیرہ
اکثر انہیں سے بہت قدیم اور مختلف زبانوں میں ہیں بلکہ انگریز کسن
ترجمہ آٹھویں صدی کے شروع میں جس کو قریب گیارہ سو برس کے
ہوئے تیار ہوا۔ اور کاتھک چوتھی صدی میں جس کو پندرہ سو برس
گزرے۔ اور نئی ترجمہ قریب اُس وقت کے ہوا جبکہ اُسی تو مرنے
دین عیسوی کو قبول کیا جو چوتھی صدی کے نصف میں واقع ہوا۔
اچھی اوپک ترجمہ چوتھی صدی کے شروع میں کیا گیا۔ لاطینی
ترجمہ اولاً دوسری صدی میں ہوا پھر ایک عالم جرمن نامی ناسکو
چوتھی صدی کے آخر میں دوبارہ کیا۔ یہ دینی زبان میں دوسرے بہت مشہور
ہیں جن میں سے ایک دوسری صدی کے شروع میں بلکہ غائب پہلی صدی

کے آخر میں کیا گیا یعنی بعد پیدائش خداوند مسیح عیسیٰ کے ایک سو برس سے بھی کم میں جس کو سترہ سو برس سے زیادہ گزرے۔ انجیل کے اس سے زیادہ قدیم ترجمے ضرور نہ تھے فی الحقیقت ان سے زیادہ قدیم ترجمے غیر ممکن تھے کیونکہ جدیدی کنائیں جو اس میں شامل ہیں اصلی سلسلے کے بعد اور یونانی انیس سے تریس سلسلے کے ضعیف ہوئیں یہ ہم کو یہ اس زمانے تک پہنچاتے ہیں جس میں سریانی ترجمہ کیا گیا +

پس یہ متفرق ترجمے ایک دوسرے سے اور اصل یونانی سے مقابلہ کئے جاسکتے ہیں البتہ یہ ترجمہ صاحب وحی نہ تھے اسلئے آٹکے ترجموں میں کچھ غلطی ہوئی غیر ممکن نہ تھی کوئی انیس سے غلطی سے بالکل محفوظ نہ رہا کبھی کسی ایک کتاب کا مضمون اچھی طرح سے سمجھ میں نہ آیا جب تک کہ اصل یونانی کتاب کا مطلب دیکھا نہ گیا۔ جو شخص کافی علم رکھتا ہو ان متفرق ترجموں کے مقابلہ کرنے سے

دریافت کر لیگا۔ پہلے کہ وہ اچھی طرح سے باہم مطابقت رکھتے ہیں دوسرے کہ ان سہول کی ایک ہی اصل ہو +

حقیقت میں انجیل کے قدیم ترجمے باہم ایسی مطابقت رکھتے ہیں جیسا کہ یحنا کی دہرٹی اور اور ترجمے جو زبان مال میں ہندوستان کے درمیان پادری صاحبان نے اصل یونانی سے کئے +

تم دیکھتے ہو کہ اوپر کے بیان سے کونسی بائیں ثابت ہوتی ہیں پہلے انجیل کی قدامت۔ ہم نے سنہ عیسوی تک انجیل کا سلسلہ لگایا ہو اگر چاہیں تو اسکی متفرق کتابوں کا سلسلہ اس سے بھی قدیم تاریخ تک لگا سکتے ہیں مگر یہ ضرور نہیں +

دوسرے ثابت ہو تا ہو کہ انجیل اصل بالابتدیل اور بے تحریف ہو یعنی یہ کہ وہ ایسی ہی جوتیسی کہ وہ شروع میں تھی کوئی شخص خیال نہیں کرسکتا کہ متفرق ترجموں میں اس مقصد سے کچھ تبدیل ہوئی کہ وہ آپس میں مطابقت رکھیں۔ سکن لوگ انگلستان میں اور کات لوگیشیا میں ابی سینیا لوگ افریقہ میں ارمنی لوگ

پہاڑا راراطھ کے گرد فوج میں تشریف لائی لوگ مسو پڑا یہ یعنی ارم نہ ہیں
 میں اور دکن ہندوستان کے لوگ سب کے سب انجیل کے
 ترستے اپنی اپنی زبان میں رکھتے ہیں۔ پس کیا ممکن ہو کہ یہ سب
 قومیں باہم مشفق ہوں یہوں اس مقصد سے کہ ہلکا اپنے اپنے ترجموں
 کی نظر ثانی اور تبدیل کریں تاکہ سب ترجمے ایک دوسرے سے
 مطابق ہو جائیں۔ ایسا خیال محض بیجا اور سب جہوں سے
 ایسی بات غیر ممکن ہو۔ جب ترجمے تیار ہو گئے تو بار بار ان کی نقل کرنے
 سے اغلب و قریب قیاس ہو کہ کچھ فرق پڑا ہو گا مگر باہم دیکھا جائے
 کہ وہ اب تک عجیب مطابقت رکھتے ہیں۔ پس اس سے ثابت
 ہوتا ہو کہ وہ سب ایک ہی اصل سے بنائے گئے ہیں۔ و نیز یہ ثابت ہوتا
 ہو کہ نہ تو اصل کتاب اور نہ اسکے ترجموں میں کسی سطح کی تبدیل واقع ہوئی
 یعنی اوپر کے بیان سے ان ترجموں کی اہمیت اور تبدیلی ثابت ہوئی۔
 دوسرے طور پر انجیل کی قدانت اور اصلیت اس کے قدیم
 فلسفیوں سے جو نامہ حال تک موجود ہیں ثابت ہوتی ہو۔

پندرہویں صدی میں چھاپنے کا فن ایجاد ہوا تب سے چھاپہ
 کے وسیلے سے یورپ کے ملکوں میں پمیل کی نقل بکثرت کی گئی۔
 اس سے پیشتر کتابیں اکثر قلم سے نقل کی جاتی تھیں اس سبب سے
 انکا کثرت سے ہونا غیر ممکن تھا تم نے مسکرت اور اوٹلی نسخے اکثر
 دیکھے ہوں گے اور نہ جانتے ہو کہ ہندوؤں کی دینی کتابیں فقط خطی
 دونوں سے چھپنے لگی ہیں اکثر نقلیں وید پر لون کی جو سب دونوں کے
 پاس ہیں قلمی ہیں۔ اس لیے اور یہ تمام یورپ اور ایشیا کے متفرق حصوں
 میں پمیل کی قلمی نقلیں موجود ہیں جو چھاپے کی ایجاد سے پیشتر کی گئی
 تھیں اور یہ نقلیں بکثرت ہیں۔

یورپ کے عالموں نے کچھ سات سو برس سے زیادہ انجیل
 کے قلمی نسخوں کو ملاحظہ کیا اور جو یونانی زبان میں ہیں اور انیس سے
 بعض بہت ہی قدیمی ہیں۔ ایک قلمی نسخہ جو الکزیڈر یا کے نام سے
 مشہور ہے و انگلستان کے عجائب خانے میں محفوظ رکھا جا رہا ہے
 ساتویں صدی میں بلکہ بعض عالموں کی رائے میں اس سے بھی پہلے

لکھا گیا تھا۔ ایک اور مشہور قلمی نسخہ کتب خانہ روم میں بحفاظت رکھا ہوا
ہو سکتا ہے۔ بابت قومی یقین ہو کہ پانچویں صدی کے آخر میں نقل
کلیا گیا۔ تم دیکھتے ہو کہ ہم اس طرح سے پانچویں صدی تک تسلسل
لکھاتے ہیں کیونکہ حقیقتاً یہاں انجیل کا ایک قلمی نسخہ ہوا اور اسکی
اسی قدامت قومی دلیلوں سے ثابت ہو۔

اب تم بالظہور پوچھو گے کہ عالم لوگ قلمی نسخوں کی قدامت کس طرح
سے ٹھہراتے ہیں اور یہ بھی پوچھو گے کہ کیا یہ حساب قابل اعتبار
ہو کہ نہیں یا کہ قدامت ٹھہرانا صرف اسکل پتہ ہو کہ نہیں۔ گزشتہ
شبہ کہ ہمیں پہلے خیال پر متواتر اس کام میں نہیں ہو قلمی نسخوں کا
زمانہ دریافت کرنے کے لئے متفرق طریقے ہیں۔ مثلاً وہ شہر
جس پر کہ وہ لکھا گیا ہو کیا ہو آیا وہ کاغذ پر یا رقیع یعنی چرم ہو۔ اگر
کاغذ ہو تو کس قماش کا۔ دسیا ہی وغیرہ اور لکھنے کی پیاداری
اور اسکی قسم و صورت اور شکل اور حرفوں کی قطع یہ سب اسباب
کے دریافت کرنے کے وسیلے ہیں۔ ان باتوں کی تحقیق ٹری خبر داری

سے جو گئی ہو اور وہ سب نتیجے جن پر علماء متفق الہ اسے میں کا قابل اعتبار
کے لائق ہیں۔ مگر خاص ارجحس پر ہیں چاہتا ہوں کہ تم غور کرو یہ
ہو کہ وہ قاعدہ جس کے مطابق پہلے کے قلمی نسخوں کی قدامت ٹھہرائی
جاتی ہو وہی جو جس سے کہ یونانی و لاطینی شاعری و نثر میں نسخوں
کی قدامت ٹھہرائی جاتی ہو۔ انجیل کے قلمی نسخوں کی قدامت کسی
طریقہ سے جانچتے ہیں جس سے ہو مر با سروس کے قلمی نسخوں کی قدامت
معلوم کرتے ہیں اگر ہم انجیل کے قلمی نسخوں کی قدامت کی بابت غلطی
ہیں پڑے ہوئے ہیں تو اور سب قلمی نسخوں کی بابت بھی غلطی کرتے ہیں
اور اگر ہم اسی رائے یونانی اور لاطینی نسخوں کی بابت صحیح ہو تو انجیل کی
بابت بھی ایسی ہی ہو۔

خیر ایسا بیان قلمی نسخوں اور اس شہادت کی بابت جو وہ
انجیل کی قدامت پر دیتے ہیں کافی ہو بنام کر دو کہ کس طرح
وہ اسکی اصلیت اور بے تبدیلی کو بھی ثابت کرتے ہیں۔

انجیل کی بے تبدیلی

معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کے متفرق نسخے ایک دوسرے سے عجیب مبالغہ کرتے ہیں میں نہیں کہتا کہ وہ ہر ایک حرف و لفظ میں یکساں ہیں خفیہ فرق تو موجود ہے جو متفرق قرأت کے نام سے مشہور ہے مگر ہم باسانی سمجھ لو گے کہ وہ کس طرح اور کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ کوئی کاغذ نقل کے واسطے پیش لایا گیا ہو تو ایک کاتب دوسرے کے دیا جاوے ایسا کہ وہ سب ایک ہی اصل سے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی نقل تیار کریں اغلب ہو کہ میں میں سے ایک انگلی اپنی نقل صحیح تیار نہ کر سکا ایک اہل میں دوسرے لفظ میں تیسہ کسی حرف یا لفظ کے چھوڑ دینے یا بڑھا دینے میں غلطی کر گیا پس یہیں کا غلطیاء ہو گئے جن میں متفرق قرأت شامل ہو گئیں اب تم دیکھتے ہو کہ یہ بہ طور سے پیدا ہوئی اور غور کرو کہ یہ قدر بھاری میں اغلب ہو کہ میں نقلوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بات میں نادرست ہو۔ پس یہ

بات کہنی کہ ان نقلوں پر کچھ اعتبار رکھنا نہ چاہئے درست ہو کہ نہیں۔ فرض کرو کہ اصلی کاغذ لکھو گیا اور ان میں نقلوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو غلطی سے خالی ہو تو ہمیں اس اصل کاغذ کا ٹھیکہ مضمون و صحیح عبارت دریافت ہو سکتی ہو کیونکہ نقلوں کے ملاحظہ کرنے سے واضح ہو گا کہ ایک نقل میں ایک لفظ ایسی جگہ میں ہو جو اور کسی میں اس موقع پر پایا نہیں جاتا ایسی حالت میں ہم ضرور کہیں گے کہ اسی ایک نقل میں اس جگہ غلطی ہو اور باقی ۱۹ میں صحیح ہیں۔ اب نقلوں میں غلطی تو ہر جگہ یکساں نہیں اور اسی طرح ایک نقل دوسری کو شک کرتی کہ ہم نقل کاغذ اسی طرح سے ملاحظہ کرتے ہیں اور آخر تک کچھ شک نہیں رہتا کہ ہم اس اصل کاغذ کے مضمون و عبارت سے خوب واقف ہیں اسی طرح سے عالم لوگ انجیل کی نقلوں کو ملاحظہ کرتے ہیں اور متفرق نسخوں کو جو تمام ملک میں پائے جاتے ہیں۔ غالبہ کر کے فرق نکالتے اور صحیح عبارت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ فرق جو متفرق نسخوں میں پایا جاتا خفیہ سا ہے سب سے ناقص

فلسفہ ایمان کی ایک بات یا ایک اخلاقی حکم کو نہیں بجا کرنا ہو اکثر فرق جو صرف اطلاعیں ہو جیسا کوئی آدمی لفظ چاٹو کو قاف سے اور کوئی کاف سے لکھتا ہو ہر چند کہ دونوں صحیح ہیں تو کون کہہ سکتا ہو کہ اس میں غلطی ہوئی ۔

الفرض خوب غور کرنا چاہئے کہ کسی قدیم مصنف کی تصنیف خواہ لومانی خواہ لاطینی زبان کی ہو موجود ہو اس قدر بے نقص نہیں ہو جس قدر کہ عباسیوں کے پاک نوشتے بے نقص ہیں۔ مثلاً ابن عربی پاریسی اور عربی کتابوں میں عیسائی پاک نوشتوں سے کہیں زیادہ اختلاف پایا جاتا ہو ۔

انجیل کی قدامت اور اصلیت کا تیسرا ثبوت ان اشارات اور اقتباسوں میں جو قدیم عیسائی لوگوں نے اپنے نوشتوں میں کئے پایا جاتا ہو جو کم معلوم ہو کہ حال کے عیسائی مصنف کیسی اکثریت سے قبل سے اقتباس کرتے ہیں خاص کر جبکہ وہ علم الہی پر مبنی لکھتے ہیں علم حضرت کے ان مصنفوں کی کتابوں میں جو زیادہ اصلاح

سے لیکے آج تک تصنیف ہوئی ہیں اغلب ہو کہ انجیل کی ہر ایک عبارت کو انہوں نے بار بار اقتباس کیا ہو۔ ویسے ہی زمانہ اوسط کے مصنفوں کی تصنیف میں توریت و انجیل سے بہت اقتباس پائے جاتے ہیں۔ ہم اسی طرح سے زمانہ قدیم تک تسماعی لکھنے والے ہیں مثلاً چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے شروع میں ایک بہت ہی مشہور مصنف اگستین نامے تھا اسکی تصنیف میں پیل کی آیتیں اس قدر پائی جاتی ہیں جیسا کہ زمانہ حال کی تصنیفوں میں۔ ایک صدی اس سے پیشتر مسیحی کے قریب یوسیسوس نامے بہت ہی مشہور مصنف تھا اس نے بار یک بیانی سے انجیل کا مطالعہ کر کے اکثر آیتیں اپنی کتابوں میں مندرج کیں۔ (دوسو برس کے عرصہ میں جو درمیان اس زمانے اور انجیل کے پورے ہونے کے وقت واقع ہو آئیں سے زیادہ مشہور مصنف ہوئے جنکی تصنیفات اب تک موجود ہیں وہ سب پیل سے اقتباس کرتے ہیں چنانچہ بعض آیتیں سے بہت ہی کثرت

سے۔ انیس سے اکثر علماء اور ایسی جگہوں میں رہتے تھے جو ایک دوسرے سے بہت ہی دور تھے جیسے کہ شہر لائیس کا رتبہ لکزنبرگ یا انطاکیہ وغیرہ پھلی بات سے معلوم ہوتا ہو کہ عیسائی نوشتوں کی آگاہی اس زمانہ میں بہت دور تک پھیل گئی تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ ان مصنفوں کی گواہیاں ایک دوسرے سے کچھ تعلق نہیں رکھتی ہیں۔

ہم انجیل کی قدامت اور اصلیت کا چوتھا ثبوت ان اشاروں اور اقتباسوں سے جنہیں قدیم بیدین لوگوں نے کئے رکھتے ہیں۔ مصنف جکا ذکر پہلے ہو چکا عیسائی تھے انہوں نے نیپل کے بیان اور حمایت میں لکھا۔ مگر ان زمانوں میں کسی ایک بیدین مصنفوں نے دین عیسوی کے خلاف کتابیں لکھیں۔ عیسوی مذہب کے سب سے بڑے تین مشہور مخالف قدیم زمانے میں تیسری اور چوہین نامے تھے جو تین چوتھی صدی کے درمیان پارفری تیسری صدی اور سولتس دوسری صدی میں ہوا۔

اس سبب سے کہ سولتس تینوں میں قدیم ہو، ہم اسکی تصنیف پر زیادہ غور کریں گے اسکی کتاب کے حصوں میں جواب تک موجود ہیں کم سے کم انہی اقتباس انجیل سے پائے جاتے ہیں۔ انجیل کی بڑی بڑی حقیقتیں جیسے مسیح کا پیدا ہونا پہلے ماسا دای کرنا صغیرہ دکھانا موت اور اس پر قیاب ہو کر جی اٹھنا انحضرت مسیح کی زندگی کا ایک مختصر احوال سولتس کی کتاب میں شامل ہو رہا لکھنا ہو کہ ہم نے ان باتوں کو تیسری (یعنی تیسویں) دینی کتابوں میں سے اقتباس کیا ہو کر سولتس مذہب عیسوی کا ایک عالم جو پانچویں صدی میں تھا ٹھیک ٹھیک لکھنا ہو کہ سولتس اور پارفری ہمارے پاک نوشتوں کی قدامت پر کافی گواہی دیتے ہیں۔ کیونکہ نوشتے جنکے خلاف وہ لکھتے ہیں حقیقت میں انکی بے جا جاری نہیں ہوئے۔

اس صحیح موافقت سے جو نیپل اور ان اقتباسوں کے پیچ ہو چکر سولتس نے لکھا ثابت ہوتا ہو کہ یہ نیپل وہی ہو جس کا

مطالعہ کس نے نسخہ کے قریب کیا وہ اس فقرہ کے موافق محاورہ استعمال کرتا ہو۔ جیسی اپنی ہی زبان سے انہیں باتوں کو صاف صاف اظہار کرتا ہو جس طرح سے کہ تم نے لکھا ہو ایسی باتوں سے انجیل کی اصلیت صاف ثابت ہو۔

اور عزیز دوستو! میں نے گذشتہ خط میں از روئے دلائل انجیل کی قدامت اور اصلیت ثابت کی ہر سو تو ریت کی باتوں کے ثبوت میں بھی دیسا ہی سلسلہ دلائل عمل میں لایا جا سکتا ہو مگر فی الحال حرف انجیل کی تحقیقات کرنا ہو۔

اب مقام غور ہو کہ ہم اس تحقیقات میں کہا تک پہنچے ہیں ہم نے دیکھا ہو۔ پہلے یہ کہ انجیل کی کتابیں اسی زمانے میں چمکے عیسائی لوگ کہتے ہیں لکھی گئی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جس صورت میں وہ لکھی گئیں ویسی ہی ہم تک پہنچی ہیں۔

پس ثابت ہو کہ انجیل میں بہت سی کتابیں شامل ہیں جو پہلی صدی میں تصنیف ہوئیں اور آج تک ویسی ہی میں جیسی پہلے لکھی گئیں۔

اب یہاں ایک جملہ ہو کہ جو کچھ اس کا مضمون ہو خواہ دینی تو اخلاقی یا اور کچھ فقط اس کی قدامت ہی کے سبب سے

چوتھا خط

نیا عہد نامہ اس کا مضمون اور اس کی معتبری

اور عزیز دوستو! میں نے گذشتہ خط میں از روئے دلائل انجیل کی قدامت اور اصلیت ثابت کی ہر سو تو ریت کی باتوں کے ثبوت میں بھی دیسا ہی سلسلہ دلائل عمل میں لایا جا سکتا ہو مگر فی الحال حرف انجیل کی تحقیقات کرنا ہو۔

اب مقام غور ہو کہ ہم اس تحقیقات میں کہا تک پہنچے ہیں ہم نے دیکھا ہو۔ پہلے یہ کہ انجیل کی کتابیں اسی زمانے میں چمکے عیسائی لوگ کہتے ہیں لکھی گئی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جس صورت میں وہ لکھی گئیں ویسی ہی ہم تک پہنچی ہیں۔

پس یہاں ایک جملہ ہو کہ جو کچھ اس کا مضمون ہو خواہ دینی تو اخلاقی یا اور کچھ فقط اس کی قدامت ہی کے سبب سے

آسے مغرزاو رقد رنہ سمجھنا چاہئے اس لئے آسے کھو لکھ دیکھیں
کہ آسین کیا ہو +

پہلی بات جو ہم دیکھتے ہیں یہ ہے کہ آسین متغیرن اٹھ مصلحتوں
کی تصنیفیں ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ قریب نصف انجیل کے عیسوی
مذہب کے شروع ہونے اور آسے پھیلنے کے بیان میں ہزاروں
باقی خطوط ہیں جو خصوصاً ایک بزرگ رسول نے جو مذہب عیسوی
کے شروع میں شہر تھا لکھے ہیں ذرا سامتا مل کرنے پر واضح ہوگا
کہ ضرور ایسی کتاب کیا ہی دلپسند ہوگی اگر کوئی ایسی کتاب جیس
نواسخ اور خطوط کسی دین کے خواہ ہندو یا نانی لاطینی یا چینی کی
جو اٹھارہ سو برس کا عرصہ گزرا کہ لکھی گئی دستا ب ہو تو دانا
اور عالم لوگ تمام دنیا میں ایسی کتاب کو ایک عمدہ خزانہ سمجھکر
بڑے شوق سے لینگے۔ اکثر علماء مالک شرفی نے اس کی کے
سبب سے جو مشرقی ملکوں کی قدیم تواریخ نوشتوں میں ہالی عاتی
ہو افسوس کیا ہو اور خطوط تو فی حقیقت موجود ہی نہیں ہیں چنانچہ

یہی باعث ہو کہ قیوم ہندوستان فارس عرب اور اور بہت ملکوں
تاریکی چھا رہی ہو جسکی بابت اہل علم کمال افسوس کرتے اور آسے
دور کرنے کی کچھ امید نہیں رکھتے۔ فرض کرو کہ اس وقت ایک
ایسی کتاب پائی جاوے جسکی بابت یہہ ثابت ہو کہ تریب اس
وقت کے لکھی ہوئی ہو جسکے زور اسطر یا پدہ ظاہر ہوئے اور جیس
آکی فصل کیفیت اور صاف احوال اور نیزہ خطوط جو ان شخصوں
کے شاگردوں کی طرف سے لکھے گئے مندرج ہوں۔ تو اس
انکشاف سے کیسی شکر یک اور کیسی سرگرمی عالموں کے درمیان
ہوگی کہ اس بے بہا القیمہ کابیان اور ترجمہ تفسیر کریں لیکن اگر ایسی
سرگرمی اس کتاب کی بابت جو کہ زورداشت اور تہذہ کے مذہبوں سے
متعلق ہو ضرور ہو تو کتنی زیادہ سرگرمی اس کتاب کی بابت جو مذہب
عیسوی کے سے رسم کے شروع اور پھیلنے پر بعد روشنی بخشی ہو
ہوئی چاہئے جس نے انسانی عقل کی ترقی اور بنی آدم کے انجام
پر خواہ پتہ خواہ جو مٹا کر کیا ہو اور پوئی تاثیر کرتی ہوگی +

یہہ نادکر کتاب ہم کو کیا سکھاتی ہو اور ایسے کیا خبر ہو۔
 اس میں علاوہ آدو باتوں کے عیسائی مسیح کی پیدائش۔ حالات
 زندگی و موت۔ مردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان چڑھ کر جانا
 احوال مندرج ہو۔ وہ ہمیں خبر دیتی ہو کہ مسیح نبی کوناری کنیا سے
 پیدا ہوا اور اس نے عجیب و غریب تعلیم دی اور نبی آدم گناہوں
 کے لئے اپنے تئیں کھارے ہیں گزراں دیا اور موت کے بعد زندہ
 ہو کر اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا اور بعد اسکے انہیں یہہ حکم دیا کہ
 تمام قوموں میں جا کر میری اس تعلیم کی منادی کرو انکی نظروں کے
 سامنے آسمان پر چڑھ گیا سوائے اسکے میں آگاہی تھی کہ کس طرح
 سے اسکے شاگرد اپنے استاد کے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد اسکے نام
 میں منادی کرنے اور ہر جگہ دینے میں مشغول رہے اور یہ بھی کہ اس طرح۔
 پر عیسوی مذہب دنیا میں پھیل گیا۔

اب ان حقیقتوں کی مختصری ہو کہ انجیل میں درج ہیں غور طلب
 ہو۔ آبادہ کتاب تھی یہہ تو بجا شہادت ہے ہنسا ہو کہ وہ قدوسی

ہو اگر اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ تھی اور یہہ بھی کہ وہ تو انجیل پر
 پر سب تو انجیل تھی نہیں ہوتی۔ پس یہہ کتاب صحیح تو انجیل ہو کہ نہیں
 انجیل کی اصیت و مختبری دلائل و دلیل سے ثابت ہوتی ہو۔
 اقول اس بات سے ثابت ہو کہ مسیح کی کیفیت چار متفرق
 تو انجیل میں یہہ ایک دوسری سے کچھ تعلق نہیں رکھتی ہیں اور ظاہر
 ایک دوسری کی نقل بھی نہیں ہیں تو بھی انکی کیفیت اور ماحول میں
 عجیب مطابقت ہو اگرچہ علیحدہ علیحدہ الفاظ سے ایک احوال کو بیان
 کرتی ہیں تاہم انہیں مطلقاً ناموافق نہیں ہو۔ اکثر کسی تو انجیل کو
 معتبر سمجھا جاتا ہو جب کہ اس کی کیفیت کی فقط ایک ہی کتاب ہو مثلاً
 رومی سپہ سالار پیوپا فیکس کی لڑائیوں کا بیان فقہ ایک اسکے
 ہم وقت مصنف یعنی پالیس نے لکھا اور اسکے اس باعث سے
 معتبر مشہور ہو کہ پالیس سپہ سالار کا رفیق تھا اور اس کی کیفیت کے بیان
 کو جس کو چشم خود دیکھا۔ مسیح کا بیان اسکے چار ہم وقت مصنفوں نے
 لکھا انہیں سے دو ایسی تھیں اور چوتھا مسیح کے مد امی زینت تھے

اور ان ماجروں کو بچشم خود دیکھتے تھے۔ تیسرا مرقس بطرس جواری کا رفیق تھا اور چھٹھا سوزج لوتا پلوٹوس رسول کا دامادی رفیق اور ہم سفر تھا۔

ایسا کہی نہیں ہوا ہے کہ کوئی تو انہی کیفیتوں کا ایسا مختل اور صحیح بیان ہوا ہو جیسا کہ ان ماجروں کا جو کہ مسیح کے احوال میں شامل ہیں۔

انجیل میں فقط ایک اور تو انہی کتاب میں جس کا نام رسولوں کے اعمال میں جسے پلوٹوس کے رفیق لوتانے لکھا اسی میں خاص کر پلوٹوس کا حال جو مصنف کا دوست اور ہم سفر تھا سندرج ہے۔

دوسرے طور پر انجیل کی اصلیت مصنفوں کے مقام اور کیفیت ثابت ہے۔

وہ ان حقیقتوں کے دیکھنے اور معلوم کرنے کا کافی موقع اور وسیلہ رکھتے تھے اور ان کے مقام اور درجے ایسے تھے کہ وہ اس آگاہی کو درست سے کہہ سکتے تھے۔ انجیل کے مصنف کسی تدبیر کی بات

جو کہ ایام سلف کی تاریکی میں چھپا اور کسی بابت نقطہ نظر اس قدر سستی ہاں یا نہیں کہا جاسکتا نہیں لگتے ہیں اور نہ کسی دور ملک وغیرہ کی بابت بلکہ ہر ملک کے انکی تواریخ میں وہ باتیں ہیں جو کہ اسی وقت واقع ہوئیں اور جنکو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا اور یہ باتیں نہ صرف لکھنے والوں کو معلوم تھیں کیونکہ وہ ماجر کو نے میں نہیں ہوا بلکہ خاص وہ واقعہ جنگا وہ بیان کرتے ہیں یہ رسول اور یہودیہ دیس کے آؤ شہروں میں ہوا جبکہ وہ رومی سپاہیوں کی حراست میں تھے اور رومی حکام ٹری خبر داری سے انکی حفاظت کرتے تھے۔ یہہہ ماجر سے جنگا بیان ہوا ہی ہزاروں آدمیوں کے دو برو جو انکی تحقیق کرنے کے قابل اور اپنی گواہی دینے پر تیار تھے واقع ہوئے۔ تم فوراً اس اظہار کی قدر معلوم کر دے گی کہ میں ایک بات کا جو اس کے برخلاف ہو صاحب کے احوال میں ہو کر کر دے گا۔ محو یوں کا بیان ہے کہ وہ صاحب ایک ہی رات میں کتے سے یہ وسلم کو اور وہاں سے آسمان پر پہنچا اور طرح طرح کے عجائبات

و نکھر پھر لوٹ آئے۔ اس پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کس طرح سے یہ بات
 نہایت ہو سکتی ہو۔ کس نے انکو دکھایا کہ ان عجیب سفر میں
 محمد صاحب کے ساتھ رہا کیا انکے اصحابوں میں سے کوئی انکے
 ساتھ گیا یا انہیں سے جو اس کا بیان کرتے ہیں کسی نے کچھ جواب
 دیا ہے تو کوئی نہیں بخیر کہ وہ میں تو اس حوالہ کی بابت نہ قرار کرتا ہوں بلکہ ان
 فقط انکا کہنا ہوں کہ یہ ہر حال بہ اسانی سچ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ
 فی الحقیقت یہ کہہ کرنے میں واقع ہوا اور جو اس پر یقین رکھنے میں وہ
 محمد صاحب کے کہنے سے اور یہ یقین غلط ہو +

اگرچہ چند ان عجیب حقیقتوں میں سے جو خداوند عیسیٰ مسیح کی
 بات لکھی گئی ہیں پوشیدگی میں واقع ہوئیں جیسے اسکی آزمائش
 بیابان میں تو بھی انہیں سے بہتری آنشکا ماحول میں آئیں نے ہزاروں
 آدمیوں کے سامنے علانیہ تعلیم دی اور مجربے دکھلائے۔ لیکن
 اسکے شاگردوں نے اسکی تعلیم دینے کا احوال قلم بند کیا وہی ہزاروں
 کہہ سکتے تھے کہ انکا بیان صحیح تھا یا نہیں مسیح کے مجربے ظاہر کئے

گئے اور اکثر لوگ گواہی دے سکتے تھے کہ اس نے حقیقتاً آدمیوں
 کو دیکھے اور رنگڑوں کو چلنے اور بہرہوں کو شلنے کی طاقت بخشی ہے
 اسکے مسیح کے حالات میں موتوں نے اپنی اپنی کتابوں کو لکھا ہے وہ یہ
 میں جاری کیا یعنی اسی ملک میں جہاں پہلے سب ماجرے واقع
 ہوئے پس اس وجہ سے یہودی اور رومی جو ملک یہودیہ میں تھے
 تھے ہر ایک غلطی کو جو انکی تصنیفوں میں پاتے دریافت کر کے ناکش
 کر سکتے تھے +

اگر ایسا قابو پاتے تو وہ بیشک کرتے۔ اگر انجیل نویسوں کی
 تصنیفوں میں کوئی بھی غلطی ظاہر ہوتی تو یہودی لوگ جو عیسائیوں
 کے جانی دشمن تھے اور اب بھی ہیں کیونکہ انہوں نے خود مسیح کو مردہ
 ڈالا اور یہی مذہب کو تمام روئے زمین سے اٹھا دینا چاہتے تھے
 فوراً اس غلطی یا ماجرہ اخلاف واقع کو مشہور دیاں کر دیتے۔ غیر
 قوم بھی اس زمانے میں عیسائیوں کو ستانے اور انکے اعتقاد اور
 ایمان پر حملہ کرتے تھے پس اگر انجیل کے مصنف حق سے زیادہ فقط

ایک ہی بات میں قدم بڑھاتے یا اگر وہ اُن باتوں کو جو مذہب سیسی کو خفیہ نشانی ہیں کچھ زیادہ کر کے بیان کرتے یا اگر ایسی باتوں کو جو بظاہر بے معنی کا باعث معلوم ہوتی ہیں ایک لفظ یا ایک ہی شوشہ تک کم کرتے یا اگر وہ مسیح کی بابت ایسے عجوبے دکھلانے کی طاقت کا جو ہمیں یہ یقین دعویٰ کرتے یا چال چلن میں کچھ بالائے کرنے تو عیسوی مذہب کے دشمن ایسی غلطیوں کو بڑی سرگرمی سے گرفت کرتے تاکہ مصنفوں کی معتبری پر حریف لادیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اُنکے دشمن ایسا کام بالکل نہ کر سکے۔ تیسرے طور پر انجیل کی اصلیت اور معتبری مصنفوں کی فصلت اور ابرو سے ثابت ہوتی ہو۔

ہم کچھ کہتے ہیں کہ وہ اُن منتقین کی واقفیت کا جو انہوں نے بیان کہیں کافی موقع رکھتے تھے۔ میں اب بیان کروں گا کہ وہ بالیقین متناقض تھے کہ اُن موقعوں کو اچھی طرح سے صرف میں لادیں اسلئے کہ وہ معتبر اشخاص تھے +

یہ بات اُنکی نقل خفیہوں سے ثابت ہے ہر ایک بے تہمت

پڑھنیوالے کے یہ بات خاطر نشین ہوگی کہ اُنکی تمام تصنیفات میں صفائی و پیرالی صاف دلی و پیمانی محبت اور خلوصیت و بیہیضی و بے تحشی صاف صاف ظاہر ہیں جو وہ کسی بات کو بالائے سے بیان کرتے اور نہ کسی کو کم کر کے چھپاتے۔ اپنے استاد کی فروتن پیدا کرنا اور اسکی مغلسی اور اپنی ہیست حالی اور ہیست اعتقاد کا اپنے استاد کو متحور ٹری دیر کے لئے چھوڑ دینا اور اُس کا انکار کرنا اور اسکی صلیبی موت جسے کہ یہود اور غیر قوم دونوں تمام زمانوں میں مسیح اور مسیحوں کے حق میں بڑی شرم کی بات سمجھتے ہیں و نیز اُنکے ایسی باتیں جو یا حد و یکہ افسانہ کی طبیعت شان و شرکت کے خلاف ہیں انجیل نویس صاف صاف لے کم و کاست بیان کرتے ہیں۔ اگر ہم اُنکی سبزی اُن قاعدوں سے جائز نہیں جس سے ہم اور لوگوں کی معتبری جانچنے میں تو بے شبہ وہ بڑے معتبر اور درست گفتار ٹھہرتے ہیں +

پس یہ بات اُنکی نقل عبارت اور اُنکی تمام چال چلن

سے ثابت ہو۔ وہی مثل اور پیروان مسیح کے اپنے اعتقاد کے سبب
 بیشمار سخت مصیبتوں میں گرفتار ہوئے یعنی اخراج بدنام ہونا تسلیم کرنا
 قید میں پڑنا طح طرح کی اذیتوں کے ساتھ جان سے مارا جانا قتل
 کے عیسائیوں کا حصہ تھا یقیناً ہر کچھ پڑھنے والے قدیم زمانہ کی تاریخ
 سے آگاہ ہونگے پس اگر ایسا ہو تو وہ جانتے ہیں کہ یہہ باتیں عموماً
 مانی جاتی ہیں عزیز دوستو تم غور فرمنا کہ جو کہ تمہارے دیس کے
 لوگوں کو جو اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے عیسائی ہو جاتے ہیں
 کیسی کسی سخت عیبیں پہنڈتا ہو انہیں مصیبتوں کو سوجھ کر بہت سے
 جوان جو مذہب عیسائی کی سچائی سے بخوبی قائل ہیں اس کے قبول
 کرنے سے عذر کر کے سچ سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر حال
 کے نو مہرہوں کی مصیبتیں ہندوستان میں ان عیسیتوں سے جو قدیم
 زمانے کے مہرہوں پر پڑی تھیں نہایت ہی کم ہیں جن کا ذکر میں
 کر چکا ہوں +

ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہو کہ وہ نو مہرہ بے شبہ

راست و صاف گفتار تھے وہ جو کچھ دیکھو اے اور پکارا نہ تھے
 جن باتوں کا وہ اقرار کرتے تھے بالیقین ان کو سچ بھی جانتے تھے۔
 جب کوئی شخص اپنا اعتقاد ثابت کر نیکی واسطے اپنی جان دیتا ہو تو ہم
 دنیا میں کوئی اس کو ریاکار نہ کہیں گے کوئی شخص اس بات پر شک نہیں لاسکتا
 کہ ایسا شہید ہو کچھ کہتا ہو صدق دل سے کہتا ہو +

اب ہم دریافت کریں کہ کس بات کے واسطے عیسیٰ مسیح کے خدا گوروں
 نے ایسی ہولناکیاں مصیبتیں سہیں اور وہ کونسی بات تھی جس پر ان یقین
 تھا میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ یاد رکھو کہ ان حقیقتوں پر اعتقاد
 رکھنے کے سبب سے انہوں نے دو مصیبتیں سہیں یعنی وہ باتیں جن کو
 انہوں نے پیغمبر خود دیکھا اور اپنے ہی کانوں سے سنا تھا ایسی باتوں
 اور حقیقتوں میں ٹرافز ہو یعنی ان باتوں میں جو فقط قیاسی ہیں
 اور ان کہانیوں میں جو کہ ستین جگہ اور وقت پر واقع ہوئیں۔ اب
 فرض کرو کہ کس فلسفہ پر عرض دیا انسان کے فہم کی بہت کچھ عجیب
 رائے کہتا ہو دشمنوں کی طرف سے یہہ الزام لگایا جاوے جیسا کہ متعلقہ

ہوا کہ وہ خطرناک تعلیم دیتا ہو۔ اور یہ بھی فرض کر کے فیلسوف مذکور
 اس بات سے آگاہ ہو کہ اگر وہ اس تعلیم کو ترک نہ کرے گا تو جان سے
 مار ڈالا جائیگا۔ ایسے امر میں تین باتیں ممکن ہیں۔ پہلے اگر فیلسوف مذکور
 اپنے اقرار پر ثابت نہ ہو اور حقیقت اپنی تعلیم کو حق نہیں جانتا تو وہ
 بیشک اس کا احمق کرے گا اور اپنے تئیں بچا دیگا۔ دوسری اگرچہ وہ اپنے
 دل میں سچ یقین کرتے تو بھی پیش آئندہ موت کے ڈر سے اپنی جان
 بچانے کے لئے اسے ترک کرے گا جیسا مشہور گلیلیوں کے حق میں ہوا۔
 مگر ایک تیسری بات بھی ممکن ہے یعنی وہ فیلسوف نہ صرف رامتبار
 ہو بلکہ اپنے اعتقاد پر ثابت قدم ہو کر اسے ترک کرنے کی نسبت اپنی
 جان دینا قبول کرتا ہو۔ پھر فرض کر دو کہ شکر چارج کو جس سے تم
 بخولی واقف ہو بدہ یا بھینس کے لوگوں نے جسکے ساتھ وہ اکثر
 معاشرت کرتا تھا قید کیا اور آتے ہی بھیدہ دی گئی کہ علم و دیانت کو ترک کرے
 نہیں تو جان سے مارا جاوے گا۔ الغرض فرض کر دو کہ یہ شخص اپنے اقرار پر
 قائم رہا اور یہ بہت ہی باخبر و پختہ یعنی وہ جان سے مار گیا اس سے کیا

ثابت ہوتا ہو۔ بیشک یہ بہت ثابت ہوتا ہو کہ عالم مذکور صادق اور اپنی
 رائے پر ثابت قدم تھا اور جو کچھ وہ کہتا تھا اسے سچ و یقین جانتا
 تھا۔ تو بھی اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم و دیانت بچتا ہو عالم نے اس
 رائے کے واسطے اپنی جان ویری۔ خیر شاید اس نے ایسی رائے کہنے
 میں غلطی کی تاہم اس کی صداقت اور راستبازی کی تشریف کرتے
 ہیں۔ مگر اس کی رائے کی دوستی اور بات پر کیونکہ باوجود ان سب باتوں کے
 شاید اس نے اپنی جان ناحق دیدی اور دھوکے میں گیا ہوں ہی
 ہوتا ہو جب کوئی شخص فقط رائے کے واسطے مرتا ہو یا خود اپنے ہی سچ
 شاکر دایک حقیقت کے ثبوت میں شہر ہوئے۔ وہ بڑی حقیقت جس کے
 واسطے سچ کے شاکر دوں نے موت تک کی مصیبتیں اٹھائیں یہ بھی
 کیا کیا آستاد مردوں میں سے جی اٹھا تھا اور بعد جی اٹھنے کے وہ
 لوگوں کے بڑے گروہ پر ظاہر ہوا اور ان کی نظروں کے سامنے آسان
 پر چڑھ گیا۔ یہ صرف رائے کی بات نہ تھی بلکہ ایک مفکر کا انتخاب
 اور محسوس چیزوں کی بابت جو حواس خمسہ سے آزمائے جانے کے بابت

قابل تھا۔ بڑی فوری حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

یعنی جسے ہم نے فنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ناک کھا اور ہمارے ہاتھوں نے چھوا اُسی کی بابت ہم تم کو خبر دیتے ہیں۔ یوحنا کا پہلا خط

پہلا باب پہلی آیت پھر اور ہم نے دیکھا ہوا اور گواہی دیتے ہیں۔ یوحنا

پہلا خط ۴ باب ۱۴ آیت پھر اور ہم نے جب اسکے یعنی مسیح کے ساتھ

مقدس پہاڑ پر تھے یہہ آواز آسمان پر سے آئے ہوئے تھی۔ چل کر

کا ۲ خط پہلا باب ۸ آیت اور انکی ایسی صاف عبارت ہو +

کیا لوگوں کو اپنے حواسوں پر اعتبار رکھنا چاہئے کہ نہیں یعنی

ان باتوں پر جو وہ اپنی آنکھ کاں اور ہاتھ سے معلوم کرتے ہیں

یقین کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو دنیا کے سب کاروبار کو لغت

بند ہو جائینگے۔ پس ہم مجبور ہو کے اپنے حواسوں پر اعتبار کرتے ہیں

کیونکہ دوسری طرح سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خالق کی مرضی پر

کہ ہم ایسا کریں اور اگر ہم اپنے حواسوں پر اعتبار کریں تو ہم دنیا میں نہ رہ سکتے

لیکن شاید کوئی شخص اس دلیل میں غلط انداز کی گئی ہو

کو شش کر کے پہلے اعتراض کرے کہ ممکن ہے کہ نہایت ضعیف النقل اور

مستحب لوگوں نے فقط خیال کیا ہو کہ ہم نے ایسی چیزوں کو دیکھا

یا سنا یا چھوا جو نہیں حقیقت میں انہوں نے کبھی بھی دیکھا نہ سنا نہ چھوا

خیر حقد رہو جسکے ہم اس اعتراض کو قبول کریں۔ یہہ تو سچ ہے کہ لوگوں

نے بڑی جی رانی میں ہو کے خیال کیا ہو کہ ہم نے ایسی چیزوں کو دیکھا یا

سنا جو کہ حقیقت میں موجود نہ تھیں جیسا کہ وہی لوگ خیال کرتے ہیں کہ

ہم ہتھوں کو دیکھتے ہیں اور دیکھنے سے یہہ کہ ہم بہت سی باتوں کو

دیکھتے اور سننے میں جھوٹ اور لوگ نہ دیکھ سکتے نہ سن سکتے ہیں۔ تو بھی یہہ

بات سچ کے کبھی شاگردوں کے حال سے کچھ نسبت نہیں کر سکتی ہو۔

شاید سب سخت موسم کے تنہائی اور تاریکی میں وہی لوگ تصدیق کر لیں کہ

میں صحت کو دیکھتا یا سنا ہوں مگر صحت صبح ہوتے یا کسی دوسرے شخص

کے آنے پر کافر ہو جانا ہو لیکن مسیح کے شاگرد گواہی دیتے ہیں کہ وہ اپنے

جی اٹھنے کے بعد اے یسوع دیکھ ہم پہلا ہجو تار مارا کرتے ہمارے ساتھ

چلتے تھا پہلا ہجو تار پیچ کر تار ہمارے سب شہر اپنے جی اٹھنے کی بات

رفع کرتا رہا چنانچہ ایک بار پانسہ ناظرین حاضر تھے جس جہنک ہم یہہ
مانیں کہ مسیح کے تمام شاگرد دیوانے تھے جہنک یہہ ماننا ناممکن ہو گا انہوں
نے جیسا وہ کہتے ہیں درحقیقت دیکھا تھا اور سمجھا ہوا۔ کون حاکم یا چنانیت
ان کی گواہی نہ منظور کرے گی +

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہہ ہے کہ مسیح کے تمام شاگردوں نے ان
حقیقتوں پر تنگی بابت انہوں نے قریب دکھایا گواہ بیان دیں۔ ہم دیکھ چکے
ہیں کہ وہ نہ قریب کھلائو لے اور نہ قریب کھانیو لے تھے پس ایسی
حالت میں یہہ نتیجہ نکلتا ہو گا کہ گواہی صحیح ہو یعنی انجیل کی تواضع کی
اصلیت و متبہی ثابت ہوئی +

چوتھے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نہ صرف انجیل نویسوں اور مسیح کے
رسولوں کی گواہی رکھتے ہیں بلکہ ان تمام شخصوں کی بھی جنہوں نے
عیسوی مذہب کے ابتدائے زمانے میں اس پر اعتقاد رکھا پھر اس امر
میں بھی ثابت ہو سکتا ہو جیسا کہ اوپر ہوا کہ وہ عیسی نہ قریب کھانے
اور نہ کھلائو لے تھے۔ نہ قریب کھلائو لے کیونکہ وہ بھی ستائے گئے

قید ہوئے اور مارے گئے۔ نہ قریب کھانیو لے کیونکہ از روئے
قاعدے گواہی کے ان سب باتوں کی تحقیق کر سکتے تھے جو مسیح کی
بابت کہی جاتی تھیں اور ہم اس بات میں کچھ شک نہیں کر سکتے کہ جب
مال و ازادگی اور زندگی اس امر کے فیصلے پر منحصر تھی تو انہوں نے بغیر
قوی دلیلوں کے اعتبار کیا ہو +

پانچویں انجیل کی معتبر سی اس حقیقت سے بھی ثابت ہو کہ اکثر
لوگوں نے جو عیسائی نہ تھے اس کے جالی مضامین کا صدا و صاف
اقرار کیا ہو جیسا کہ کلیسیا قریب مشورس بعد وفات مسیح کے عیسائی
لوگوں کا یوں بیان کرتا ہو کہ صرف صوبہ قسطنطنیہ میں ایک ایک بڑا
گروہ ہو اور وہ مسیح کو خدا سمجھنے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور
مورخ طائیس بیان کرتا ہو کہ عیسائی لوگ روم میں بادشاہ پیٹر
کے ہاتھ سے سخت ستائے گئے تھے یہہ قریب مشورس بعد
وفات مسیح کے واقع ہوا وہی مورخ صاف ذکر کرتا ہو کہ عہد تیار شدہ بتوں
پہلوئس اور بعد سلطنت بادشاہ جلیس کے مسیح خاص ملک

یہودیہ میں مارا گیا۔ موتی سوئیس بھی ایسی حقیقتوں پر گواہی دیتا ہے
یہودی موتی پینسن ہت سی سرگزشتوں کا جو کہ انجیل میں مندرج
میں ذکر کرنا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ بن عیسوی کے جانی دشمنوں نے بھی قدیم
زمانوں میں جرأت نہ کی کہ انجیل احوال کی پتائی کا انکار کریں۔ یہہ
عجیب بات ہے کہ عیسوی مذہب کے پہلے مخالف خواہ یہود خواہ غیر
قوم صاف اقرار کرتے ہیں کہ وہ بڑی حقیقتیں جو مسیح کی حالت زندگی
میں واقع ہوئیں ویسی ہی ہیں جیسا کہ انکا بیان انجیل میں ہوا۔
ایسا اقرار کبھی نہ کرتے اگرچہ حقیقتیں حقیقت راست نہ ہوتیں +
چھٹویں اُن بڑے ماجروں کی خاص گواہی کے سوائے جو
انجیل میں مندرج ہیں ہم اس میں ہت سی کینٹینیں دیکھتے ہیں جو کہ
یونانی اور لاطینی مصنفوں کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہیں مثلاً اکثر
شہر اور قوموں کا ذکر انجیل میں جو کتنا مفصل بیان قدیم مورخوں
نے کیا ہے جیسے شہر یروشلم وغیرہ دشمن امتیاز کرتے ہیں

اسکندریہ فلپی کا رشتہ روم وغیرہ مشہروں کا ذکر اس میں مندرج
ہو چھ ان کے ملکی قانون و دستور تو ایسے مذہب اور اور ہت سی باتوں
کا ذکر اس میں ہوگا اگر انجیل اس نے مانے میں جس کا دعویٰ وہ کرتی ہو بے ضعیف
نہ ہوتی تو ایسے ایسے ماجروں کا بھی بیان محض غیر ممکن ہوتا۔ مگر سچ بات
تو یہہ ہے کہ جیسے قدیم مذہب زاری سے انجیل کی کیفیت اور ماجروں کو
آنسے جو لاطینی اور یونانی مصنفوں نے بیان کیا ہو مقابلہ کرتے
ہیں اس بقدر ہم اگلی صحت کے فائل ہوتے ہیں +

ساتویں نہ صرف قدیم یونانی اور رومی مصنفوں کی گواہی اس
مصنفوں پر ہو بلکہ اس زمانے کے مقبرے اور طرح طرح کی یادگاریاں
مثلاً کتہہ وغیرہ اب تک موجود ہیں۔ یہہ یادگاریاں اکثر عجیب طرح
سے انجیل کی کیفیت اور ماجروں کو مستحکم کرتی ہیں۔ سکے اب تک
زمین سے نکالے جاتے ہیں جو اشارہ سو برس سے نہیں ہیں گئے
تھے ہر ایک پر وہی نوشتہ پایا جاتا ہے جس کا ذکر انجیل میں موجود ہے

اور سب باتوں میں اسکی سچائی کے موافق ہر ان بادشاہوں کی گواہیوں
نہایت ہی متحرر و متحرر کی گئیں +

میں اس ضمنوں کو ختم کرنے سے پیشتر وہ تین مثالیں لکھو لکھا
جو اس دلیل کو جو تواضع اور مقبرے سے موجودہ حال سے انہی احوال
کے ثبوت میں ملتی ہو صاف صاف ظاہر کریگی۔ رسولوں کے اعمال
کی کتاب میں گائیو اخیاب کا صوبہ دار کہنا تاہم بعض عقول کی رائے
میں اسکا لقب نائب ہونا چاہئے کیونکہ اگرچہ اخیاب شروع میں صوبہ
اہل مجلس تھا اور اس کے حاکم کا لقب صوبہ دار تو بھی شہنشاہ طبریہ نے
اخیاب کو بادشاہی صوبہ گردانا تھا اس سب سے اس کے حاکم کا لقب بھی
بدلتا چاہئے۔ مگر سوتنبس مورخ کی تعریف میں ایک جملہ پایا جاتا
ہو جو انہی کی کہنیت کو صحیح ٹھہراتا ہو کیونکہ اس سے ظاہر ہو کہ شہنشاہ
کلاؤس نے اس صوبہ کو بہر اہل مجلس کہا اس لئے اس کے حاکم کا خالق
بھروسہ دار ہوا +

رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ایک آیت ہو جو کہ ایک

اہتری کا باعث تھی سرچس پرلوس ان ٹی پی ماس یعنی کپڑوں کا
صوبہ دار کہلانا ہو حالانکہ عام یقین ہو کہ کپڑوں شہنشاہی صوبہ تھا اور
اس سبب سے اس کا حاکم صرف نائب ہو سکا۔ مگر چند روز گذرے ایسے
تکے دستیاب ہوئے ہیں جو سرچس پرلوس کے جانشین پرلوس کے
عہد میں ضرب لگائے گئے تھے اور اس کا وہی لقب یعنی ان ٹی پی
ماس ان ٹیوں پر پایا جاتا ہو۔ لاطینی تصنیفوں میں بھی کسی ایک جملہ میں
جسے ثابت ہو کہ وہ بیان جو رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ہو
صحیح ہو +

ان دونوں باتوں سے ظاہر ہوتا ہو کہ عالموں نے ایسی
باتوں کا کیسا سخت استحسان کیا ہو اور انہی کی سچائی کی یہی غالب
آئی ہو +

پانچواں خط

دین عیسوی کے معجزانہ ثبوت

اعلیٰ عز و دستو۔ دیلیس جو خطوط گذشتہ میں پیش کی گئیں
میری دانست میں ہر ایک ناقل کرنیوے اور کشادہ دل کے قایل
کریں کہ کو کافی ہیں کہ انجیلی تواریخ صحیح ہے جب تک کہ تمام قدیمی تواریخ
کو نا مستبہ نہ جانیں انجیلی تواریخ کو مستبہ سمجھنا ٹیڑھکا اور جب تک ہم ان
تہیتوں کا باطل انکار نہ کریں جو اعلیٰ کون اور گویا تھیں کی بابت
یونانی تواریخ ہیں اور گیتھ اور سترہ کی بابت لطیفی تواریخ میں مندرج
ہیں جب تک ہم ان عقیدتوں کا جو عیسوی تواریخ میں خداوند عیسیٰ مسیح
اور اسکے رسولوں کی بابت مندرج ہیں ضرور اتر کر بیٹھیں۔

مگر یہ کہ یونانی نہیں تھیں ان عقیدتوں کی بابت جو انجیل میں
مندرج ہیں ایسی مضبوط دلائل رکھتے ہیں جتنی کہ ان ممتاز شخصوں

کے حق میں جو یونان اور روم کے قدیم زمانے میں مشہور تھے کہ نہ
حقیقتاً پہلے ماجرے پر بہت زیادہ اور قومی دیلیس بہت دوسرے
کے رکھتے ہیں۔ مثلاً ہم ان باتوں پر جو انجیل میں مسیح کی زندگی
اور موت کی بابت لکھی ہیں یقین کرنے کا زیادہ عمدہ سبب رکھتے
ہیں بہت ان باتوں کے جو زکرس اور لیانہ واس کی ٹرائی
کی بابت لکھی ہیں جو مقام قہرمانلی پر واقع ہوئی یا قہر جولیس کی پہاڑی
کے کام جو ملک گال میں کئے گئے۔ تین جدا جدا قوموں کے علوم
گو یا ایک ہم مرکز می نقطہ بنکر ایسی پرستہ روشنی ان ماجروں پر پڑی
ہیں جو خداوند عیسیٰ مسیح کے زمانے اور اسکے دین کے شروع
میں واقع ہوئے یعنی لاطینی یونانی اور یہودی علوم باہم ملکر
اُس محرز وقت کو روشن کرتے ہیں۔

اب تواریخ کی بڑی باتیں ان نینوں علموں میں سے صرف
ایک ہی کی مستبری پر قابل یقین جاتی جاتی ہیں بلکہ کسی کبھی بعض
ماجروں کا بیان فقط ایک ہی شخص سے لکھا ہے تو بھی انکی بابت کوئی

شک نہیں کرنا زن و فن کے ماتحت دس ہزار آدمی کا پس پا ہونا
صرف ایک ہی شخص بیان کرنا ہو تو بھی عام یقین ہو کہ وہ بیان سچا
اور دلچسپ ہو ۴

پس انجیل کی تواضع کی اصلیت نہایت ہی نادر و نہایت
صاف اور قوی دلیلوں سے ثابت ہو اور کوئی قدری کتاب انجیل
کے برابر اعتبار کے لائق نہیں ہو جاسکتے کہ ہر ایک ہندوستانی جوان
یہ یقین اور دلجوئی سے انجیل کا مطالعہ شروع کرے ۵

جب وہ یوں انجیل کو پڑھیں گے تو اسکی حقیقتوں کی عجیب
خاصیت پر حیرت و توجہ ہو گا اور نیز اس پر واضح ہو گا کہ خدا جو ہر
لے کثرت سے ہمارے دکھائے جیسے بیماروں کو چکا کرنا اندھوں کو
بینائی بخشنا بہروں کو سننے کی طاقت دینا مردوں کو زندہ کرنا اور
خود مردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا۔ یہہ اور
بہت سے اور ایسے ماجرے جو انجیل میں مذکور ہیں ان عجیب
واقعات سے نہیں ہم نے بچشم خود کسی دیکھا ہو انجیل ناموافق ہیں۔

الغرض انجیل میں اکثر معجزوں کا بیان پایا جاتا ہو دیکھا جاسکتے کہ ہم
سمجھنے کا صاف اور آسان بیان کر سکتے ہیں کہ نہیں ۶

جب ہم ان چیزوں پر جو ہمارے چاروں طرف دنیا میں موجود ہیں
بنور نگاہ کرتے ہیں تو خواہ مخواہ قائل ہوتے ہیں کہ خدا ہی اور کہ
اسکی صفتوں میں قدرت اور دانا مہربانی شامل ہو سکتے اسکے
ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی تمام خلقت میں ہمارے اور مواظقت صفا
صاف بہ ترتیب دکھلائی پڑتی ہو۔ دن و رات آفتاب و مہتاب
اور آسمانوں کی گردش اور تفرق موسمی اور ہزار ماجرے ہیں جو ایک
معیین ترتیب کے موافق عجیب و غریب تبدیل طور سے ہوتے جاتے
ہیں۔ چنانچہ آدینچے سے کھل کر اڑھکے ہوئے غار میں گر پڑتے ہیں نمایاں
برابر بلند زمین سے نشیب کو اترتی جاتی ہیں پس ہم ایک چیز کو دیکھتے
دوسرے کو تلا سکے یہ نوعی اس کا اثر معلوم کر سکتے ہیں اس امر کی
کو خلقت کی ترتیب کہتے ہیں اور یہ سب باتیں میں قاعدے کے موافق ہے

خدا نے اپنی مرضی سے اپنے ہاتھ کے کاموں کے واسطے مقرر کیا ہو
واقع ہوتی ہیں +

مگر انجیل صاف صاف بیان کرتی ہو کہ ایسے ماجرے واقع ہوئے
ہیں جو خلقت کے عام سلسلے سے باہر ہیں مثلاً جب کہا جاتا ہے کہ مسیح
نے مردوں کو زندہ کیا ہر ایک جانتا ہے کہ یہ مرآن ماجروں سے جہم
دیکھتے ہیں بالکل الگ ہو کیونکہ مردہ جہنم تک کہ ہمارا تجربہ پہنچتا ہو مگر
جی نہیں اٹھتا +

پس سحزے سے یہ بظاہر ہوتا ہو کہ ایسی قدرت عمل میں لائی
جائے جو خلقت کی عام ترتیب کی تبدیلی کے قابل ہو +

میں عام سحزے خاص کر کے مسیح کے سحزے کی بابت جو کچھ
بیان کرنا ضرور بہترین فصلوں میں لکھو گا +

فوراً اعتبار کر لینا نہ چاہئے کہ سحزہ دکھلا گیا جب تک کہ کافی
اور ضابطہ خواہ دلیلوں سے ثابت نہ ہو +

دنیا میں اکثر قوموں کے لوگ نہایت ہی زود اعتبار ہوتے

پس چنانچہ جس ماجرے کو تم سحزہ کہنا چاہتے ہو کسی نامزد ہندو سے
اُس کا ذکر کرو فوراً اُسے سحزہ یقین کر لے گا۔ ہندوؤں کی کتابیں
عجیب قصوں اور ماجروں سے بھری ہوئی ہیں جن میں زمانہ حال کے
لوگ تجربے کے خلاف سمجھتے ہیں پڑھے ہوئے ہندو ان عجیب کہانیوں
کے سحزے میں سے ایک پر بھی اعتبار نہیں رکھتے جو وہ اپنے
دیوتاؤں اور ان کے کاموں کی بابت سنتے ہیں ویسا ہی یونانی اور
لاطینی تصنیفوں میں بہت سی عجیب حکایتیں شامل ہیں جن کو کوئی شخص
اعتبار کے لائق نہیں سمجھتا۔ تو رخ یہودی بہت عجائبات کا بیان
کرتا ہو بلکہ ماسی ٹس بھی جو لاطینی علوم کا سب سے زیادہ صاحب تیز
مصنف گنا جاتا ہو اس عجیب سے محفوظ نہیں ہو سکا وہ بیان کرتا ہے
کہ شہنشاہ ورجیشین نے دو شخصوں کو جنس سے ایک اندھا اور دوسرا
انگڑا تھا شہر اسکندریہ میں چپکا گیا اگرچہ ہم کو یقین ہے کہ مروج خود ان
عجیب علاجوں کی اصلیت پر اعتبار نہیں کھتا تھا تو بھی ہم جانتے ہیں
کہ وہ یقین کے زمانے میں اکثر لوگ انہی قیاس جاسٹے تھے۔ زمانہ

حال میں کتاب ماسی فاس کا کوئی پڑھنیوالا اس بات کو بیدار نہ کہہ سکا
کہ اس ماجرے میں کوئی معجزہ واقع نہیں ہوا۔ فی الحقیقت یونان
اور روم کی تواریخ کو پڑھتے ہی ہم ایسے عجیب فسانوں کو گویا مشاہدے
میں اور باقی پر اعتبار کرتے ہیں +

اور یہ اس واسطے کہ اکثر اوقات ہم کوئی کافی اور خاطر خواہ
ثبوت نہیں پاسکتے ہیں کہ ایسے عجائبات حقیقت میں کبھی واقع ہوئے۔
جب گواہوں کو بلا کے انکا امتحان لیتے ہیں جیسا کہ چھ لکھتے ہیں
اکثر ہوتا ہو تو دلیلیں جو دعویٰ کئے ہوئے معجزوں کے ثبوت میں
لائی جاتی ہیں بیاہرہ ٹھہرتی ہیں مثلاً حمزی لوگ یقین جانتے ہیں
کہ محمد صاحب سے بہت معجزے ظہور میں آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ
باول کا سایہ آئے اور رہتا تھا اور کھانا اور پھل آگے پاس آسمان سے
لاباجا آتا تھا اور یہ بھی کہ جانور بہار اور درخت و پتہ اطاعت کر کے
انکی نشا و نعرہ لیتے رہتے تھے وغیرہ۔ یہ سب کتاب بیان الغایہ
میں لکھا ہے +

اس پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ آیا کوئی قطعی ثبوت ہو کہ یہ باتیں
حقیقت میں ہوئیں۔ بت تحقیق کے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب باتیں
آن حدیثوں میں شامل ہیں جو کہ محمد صاحب کی بابت سند میں
سوائے اسکے ہم دریافت کرتے ہیں کہ کوئی حدیث قلمبند نہیں
ہوئی مگر محمد صاحب کی وفات کے ایک سو برس بعد بلکہ انیس سے
اکثر و کما ترانغ زمانہ حال سے تین یا چار سو برس تک مل سکتا ہے یہ ہم
جانتے ہیں کہ زبانی حدیثیں نہایت ہی قابل تبدیل ہیں اور محمد صاحب
کی وفات کے بعد ایک ہی سو برس کے عرصہ میں انہیں بڑی تبدیل
واقع ہوئی ہوگی۔ الغرض ہم دریافت کرتے ہیں کہ محمد بن زید خان
حدیثوں کی بابت آپس میں بہت مختلف الزامے ہیں بعضوں کے
نزدیک انیس سے ایک لاکھ سچ ہیں بعض ۲۷۵ سچ مانتے ہیں بعض
۵۲۶۵ اور بعض فقط ۴۴۴ اور اور انہیں جو کل حدیثوں کی کتاب پر شک
رکتے ہیں پس ہم اس اتفاق میں نہایت ہی گھبر جاتے ہیں اور وہ

شخص فی الحقیقت زوداعلام ہوگا جو کسی حکایت کو اس واسطے سچ جانتا ہو کہ وہ محمدی حدیثوں کی کتاب میں مندرج ہو۔

اس بیان سے ظہور آسانی پہلی بات کی ضرورت دیکھو گے یعنی یہ کہ بڑی خبر داری سے ان دلیلوں کی تحقیق کی جائے جو غرضی معجزہ کے ثبوت میں لائی جاتی ہیں۔ ان معجزات کی بابت بھی جو انجیل میں مندرج ہیں ہم بنایت ہی خوش و آرزو مند ہیں کہ ایسی تحقیق ہو اور اس ضمنوں کی تحقیقات بخوبی کی جائے اور کسی بات پر حینک مناسب اور قوی دلیلوں سے ثابت نہ ہو اعتبار نہ کیا جائے خود عیسوی یہی ایسی تحقیقات چاہتا ہے جو بنا پر کسی تالیف میں نہ ہو ساری باتوں کا امتحان کر کے بہتہ کو اختیار کرے۔

پچھلے خط میں ہم نے عام طور پر انجیل کی معتبری کا بیان کیا اب ہم خاص کر کے اس کے جنوں کی معتبری پر غور کریں گے۔ وہ نون حالتوں میں اکثر دلیل کی قدر کیا ہیں جس دو بارہ ذکر کرنے سے باز رہنے کے لئے یہاں ان دلیلوں کا مختصر بیان کیا جائیگا کیونکہ

تم سے التماس کرتا ہوں کہ چڑھا خط پھر مطالعہ کرو اور اسکی دلیلیں اس ضمنوں پر تلاؤ۔

دوسرے ہم کامل اور قطعی گواہی رکھتے ہیں کہ وہ معجزے جو انجیل میں خداوند عیسیٰ سے منسوب کئے گئے فی الحقیقت ظہور میں آئے۔

بیانات ذیل سے ایسی گواہی پائی جاتی ہے۔

۱۔ مسیح نے صاف ذکر کیا کہ یہ معجزے گواہ ہیں کہ میں خدا سے بھیجا گیا۔ اور عموماً گواہی اگلی حقیقت پر تحقیقات کی جائے۔

۲۔ اس کے معجزے بہت ہی صاف اور صریح تھے اس لئے انکی حقیقت یا غیب آسانی سے آزمایا جاسکتا۔ مولے نے اس کے معجزے اپنے معجزے نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے انہام میں کھلائے۔

۳۔ اس کے شاگردوں نے ان معجزوں کو تحقیق جانا اور انکی سچائی کے ثبوت میں اپنی جان دیدی۔

۴۔ یہودی اور غیر قوم لوگوں میں بہت سے مسیح کے معجزوں کے

حقیقی ہونے پر قائل ہوئے اور وہ انکی حقیقت کے ثبوت میں شہید ہوئے +

۵۔ اُسکے دشمنوں نے بھی اُسکے معجزوں کے حقیقی ہونے کا اقرار کیا +
انجیلی احوال کی سچائی کی بابت دشمنوں کے اقوال کا بیان جو
مگز ششہ خط میں مذکور ہوا اُسکے معجزوں کے بیان پر بھی درست
آتا ہے مگر ایسے بھاری معنیوں پر ذرہ اور بیان بھی ضرور ہو +

مسیح کے جیتے جی ہجو دیوں کا اقرار تھا کہ یہ مرد بہت
مخبر سے دکھاتا ہے یوحنا کی انجیل باب ۴، آیت ۱ اُسکی موت
اور جی اٹھنے کے بعد اُسکے شاگردوں نے اُسکے معجزوں کا ذکر کیا
جیسا کامل حقیقتوں کا ذکر ہوتا ہے اعمال باب ۲، آیت ۲۱ بیان
کر چکا کوئی سبب نہیں کہ ج کے شاگردوں کی ایسی باتیں خود باہنی
خواہ مخبر ہی نہ ہو۔ یہ سبب پہلے زمانے میں کبھی نہ دیے گئے ہیں +
بعد اُسکے ہجو دیوں کی رائیں تالمود وغیرہ کے نوشتوں میں
شامل ہیں کتاب تالمود میں مذکور ہے کہ عیسیٰ نے نہایت عجیب کام

دکھلائے اور کہہ سکی قدرت جادوگری سے منسوب لگتی ہوگی یوں
کے سبب سے عبادتی نوشتوں میں جو غلام مسیح ہیں صاف لکھا
ہو کہ وہ کوڑبھوں کے چنگا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی
قدرت رکھتا تھا + ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰



مسیح اور بے دین مخالف مذہب عیسوی کے پیچھے
کاموں سے نہایت پریشان ہوئے مسیح نے چاہا کہ انکو
خیر حقیقی شہر لے کر وہ بھی مثل ہجو دیوں کے بار بار بیان کرتا ہے کہ
مسیح نے انکو جادوگری سے کیا یا اور کسی طور سے بیان کرتا ہے۔ آخر
کہتا ہے اکثر مسیح جس انکار نہ کر سکا کہ مسیح سے عجیب کام حقیقت
میں واقع ہوئے کہتا تھا کہ وہ نظر ہندی کی جیلے بازیاں ہیں انکی
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکے واقع ہونے کا اقرار کرتا تھا +

جولین بھی اسی طرح ان حقیقتوں کا اقرار کرتا ہے لیکن یہ چاہا کہ
اُس دلیل کو جو مسیح کی اُلوہیت پر اُسے نکلتی ہے اُسے بیان کرتا

۷۲
 ہرگز نہ ملے گا اور انہوں کو چھوڑنا اور ناپاک روجوں کو کوڑیوں پر سے
 دفع کرنا بے عجب کام نہیں ہے۔

پس ہم نیک نیتوں اور جوہن کے یہ بڑا راز ان حقیقتوں کی بابت
 بتول کرتے ہیں کہ اس نتیجے کی بابت جو آئے حاصل ہونا ہے بعد
 اس کے پھیمان کرینگے۔

۶۔ سب سے ناموجودوں کی یادگاری میں آئے واقع ہوتے
 ہر آئینہ دین و رسم مقرر ہوئے اور وہ اس وقت سے زمانہ حال
 تک چلے آئے ہیں۔

یوں ہفتے کے پہلے ذکر و تعقیب رکھنا اور اس دن کو
 خدا کی عام عبادت کے واسطے جمع ہونا مسیح کے مہر دوں میں
 سے جی آٹھنے کی یادگاری میں مقرر ہے۔

رسم پانچواں اور عشار ربانی مسیح کی موت اور جی آٹھنے سے
 متعلق ہوا انیس میں لکھا کہ مسیح نے عشار ربانی کو مقرر کیا اور اس
 سے قبل وہ شہادت کا حکم دیا تھا کہ اس میں ان روجوں کا اس وقت کے

بعد مقرر ہونا غیر ممکن تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو شخص کو اسی دیکھنا کہ یہ
 رسم ہی ہو اور اس کا جدید ہونا اس کے چھوٹے ہونے پر کافی دلیل ہوتی
 اور وہی دلیل دوسری رسوم کی بابت بھی صادق آتی ہے۔

اور عزیزو محبت یقین ہے کہ انیس سے ایک ہی دلیل مسیح کے
 معجزوں کو حقیقی ثابت کر سیکے لئے کافی ہے اور جو سب کو باہم ملا دیں
 تو جواب ٹھہر جائے گا انیس سے ایک چن لیں اور اس پر بخور دیں
 تاکہ بخور کریں۔ ششما بھری دلیل مذکورہ بالا اب ہم خیال کریں کہ ایسے
 ماجرے اگر آج کل واقع ہوتے تو ہم انکو سطح شمار کرتے۔ فرض کرو
 کہ بارہ شخص جنگی دستبرداری کا مجھے کامل یقین ہو اور میں انہیں
 مدت سے جانتا ہوں تو اس سے ایسے عجیب کام کا تخیلوار بیان کریں
 جو انکی آنکھوں کے سامنے واقع ہوا اور جس میں انکا فریب کھانا
 غیر ممکن ہو اگر ملک کا حاکم اس احوال کی خبر نہ کرے انکو اپنے حضور
 طلب کر کے یہ بہتہ پیکر کرے کہ تم اس عجیب کام میں یا تو فریب
 ہونیکا اقرار کرو ورنہ تم کو پھانسی دی جائیگی اور اگر وہ ہم کو ازہر کے

۸۰
 فریب یاد غازی ہر بیگناہ کا رکھیں حالانکہ یہ خوف آنکھوں کا لگ
 سنا یا گیا ہو اور تو بھی آنکھیں اٹھیں کہ یہ فرق نہ ہو اور آخر کو خوف
 انجام کو پہنچے اور اگر کہیں آنکھوں کو تڑپ دیتا رہتا ہوں کہ وہ بچائی کا اقرار
 کرتے اور اس کا انکار کرنے کے عوض شکنجے میں کھینچا جانا اور بچائی
 پانا منظور کرتے رہے تو کیونکر ہیں اس عجیب کام کی حقیقت میں
 واقع ہو بیگناہ انکار کر سکیں اور مجھے یقین ہو کہ دنیا میں کوئی ایسا
 شخص نہیں جو اپنے اعلیٰ نہ کرے۔ بیان مذکورہ بالا سچ کے بغور
 کے حقیقی ہونے پر دلیل قطعی ہو۔ دو اور بھاری باتیں میں چہرہ پر کھینچ کر
 سناں کرنا چاہئے اگرچہ وہ مضمون بالا کے مطابق قوی نہیں ہیں۔
 ۷۔ سچ کے مجھے ان عجائبات سے بچاؤ کر غیر قوموں کی
 دینی کتابوں میں خواہ قدیم خواہ زمانہ حال کی ہیں پایا جاتا ہے یا لگ
 وہ مختلف ہیں۔

یہہ فرق صاف صاف واضح ہو گا اگر میں تم سے آن بزرگ
 ذکر کروں جو ہندو مانتے ہیں جیسے اگست منی ہند کا شیروں پانی

۱
 پانی لینا اور جب وہ سب پانی اس کے بدن سے باہر نکل آتا تو وہی
 کھارہ ہو جاتا ہے۔

شیو نے اپنے پیٹے گنیش کا سر کاٹ ڈالا اور اس کے بدلے
 اپنی کا سر لگا دیا اور راکش نے اپنے دوستوں کو پانی کے طوفان سے
 بچانے کے لئے اس کے سر کو پر ایک پہاڑ کو اپنی آنگلی سے بھال
 رکھا۔ اور جو عجائبات قدیم یونانی اور رومی کتابوں میں مندرج ہیں
 ہندوؤں کے عجائبات کے برابر ہیں۔

محمدی لوگوں کی حدیثیں ان کے نبی کے معجزوں کی بابت ہیں
 ہی ہیں محمد صاحب نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں کو اپنی
 دونوں آستینوں میں لیا علیٰ ہذا القیاس۔

میں نہیں چاہتا کہ ایسی خاص دلیل سے تمہیں عاجز کر دوں
 کیونکہ اگر وہ تمہارے خاطر خواہ نہ ہو تو میں اس سے باز نہیں کیونکہ نقصان
 نہیں ہو۔ مگر تم صاف صاف دریافت کرو گے کہ ایسے مضمون میں
 بعض باتیں نہایت ہی ذہنی اور مضطرب کن خیالی ہیں کیونکہ ان

عجائبات میں معجزوں کی نزوانی بلکہ فضولی معلوم ہوتی ہے اور ان کے
سنسنے سے جو اس پریشان اور عقل سرگردان ہوتی ہے وہ مثل ان
عجیب باتوں کے ہیں جو آدمی خواب میں دیکھا کرتے ہیں اور وہ
دریائے قوت کی پریشان موجیں ہیں ان کے سنسنے سے بہر خیال از خود
پیدا ہوتا ہے کہ ان سمجھوں کی علت غائی کسی اور آسان اور ہنر پر نیچے
سے حاصل ہو سکتی تھی +

مسیح کے معجزے ایسے نہ تھے وہ کبھی بے موقع اور خیالی
نہ تھے وہ حقیقتاً بڑی قدرت کے ظہور تھے جو صحیح و اعلیٰ تھے اُسے
چاروں کو چمکا کیا انھوں کو بنیائی بخشی بہروں کو سنسنے اور نگاہوں
کو چلنے کی طاقت عطا فرمائی اور نفسوں کی ضروریات رفع کی اور بعض
خاص موقعوں پر اُس نے مردوں کو بھی زندہ کیا یہ معجزے ان عجائبات
سے جو مذکور ہوئے کہتے مختلف ہیں +

۸۔ ایک بات اور قابل غور کے یہ یعنی ان مقصدوں کی قدرتی
لئے مسیح کے معجزے ظہور میں آئے ہیں نہیں سمجھ سکتے کہ بغیر مناسب

کے معجزے کیوں دکھلائے جاویں۔ مگر اکثر ان عجائبات میں سے
جو ہندو دیوتاؤں سے منسوب ہیں باقرار میل اپنی کھیل اور بعضے بغیر
کسی خاص سبب کے دکھلائے گئے۔ برعکس اسکے مسیح کے معجزے
بڑے مقصد کے واسطے یعنی اُسکی الوہیت اور رسالت کے ظہور
اور ثبوت میں دکھلائے گئے وہ اُسکی قدرت اور مہربانی کے قوی
دلائل تھے اُسے خود اپنے کاموں کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ قطعی
ثبوت ہیں کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں +
پس دیکھو یہ سب باتیں اُسکی الہی رسالت پر کیسا علاقہ
رکھتی ہیں +

تیسرے۔ چونکہ معجزے جو مسیح کی طرف منسوب ہیں حققت میں
واقع ہوئے اسلئے اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے +
اُسکے کام ظاہر فوق الانسایت تھے ظاہر کہ کوئی انسانی
طاقت کسی شخص کو جو چار روز سے مردہ قبر میں پڑا ہو جلا نہیں سکتی
اور نہ کوئی نر انسان اپنے تئیں مردوں میں سے اٹھا سکتا ہے

جیسا کہ خداوند عیسیٰ مسیح نے کیا ایسے کاموں میں کوئی بھی شک
 نہیں کہہ سکتا کہ قادر مطلق خدا کا ہاتھ انہیں تھا۔ پس ہم مجبور ہو کر
 اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ایک یہودی نے مسیح سے کہا کہ کوئی یہم
 سمجھنے جو وہ دکھانا ہو دکھانہیں سکتا جب تک کہ خدا اس کے ساتھ نہ ہو
 یوحنا کا ۳ باب ۲ آیت +

غیر متقدّم یہودیوں کے اعتراءصنوں کی طرف بھی متوجہ
 ہونا چاہئے اکثروں نے ان عجیب کاموں کو نہیں مسیح نے کیا دیکھا
 اور فرار کیا پراس بات کے قبول کرنے پر راضی نہ تھے کہ یہہ اسکے
 خدا کی طرف سے ہونے پر ثبوت ہیں +

پھر انہوں نے کہا کہ وہ دیوؤں کے سردار کی مدد سے دیوؤں
 کا ساتھ ہو مئی ۹ باب ۳۴ آیت۔ انہوں نے دیکھا اور اقرار کیا
 کہ اسکے کام انسان کی طاقت سے باہر ہیں اسلئے کہ وہ قبول
 کرتا نہیں چاہتے تھے کہ یہہ سب کام خدا کی طرف سے ظاہر نہیں
 شیطان کی طرف منسوب کرنے کے سوائے انہیں اور کچھ موقع

نہ ظاہر مسیح نے خود کہا کہ میرے سب کام شیطان کی بادشاہت
 کو نیست کرنا والے ہیں وہ سب کام مہربانی اور پاکیزگی کی مراد
 سے کئے گئے تھے اس سبب سے کسی بدخواہ اور ناپاک وجود
 سے سزا نہیں ہو سکتے یہہ دلیل قاطعہ ہے۔ مسیح کے سب کام اور
 باتیں خدا کے جلال اور نبی آدم کی نیکی جنہی کے بڑھانے کے واسطے
 تھیں وہ صداقت کے خدا کی مطلقا شایان اور جو ٹھہ کے بانی کی
 خاصیت کے بالکل خلاف تھیں یہہ بیان نہیں کیا جاسکتا کہ
 ناپاک روجوں کی طاقت اور دانائی کس قدر ہے۔ شاید وہ انسان
 سے بہت زیادہ دانائی اور طاقت رکھتی اور استعمال میں لاتی ہیں
 اسلئے جب ہم کوئی طاقت انسانی طاقت سے زیادہ دیکھتے ہیں تو
 بالیقین نہیں کہہ سکتے کہ وہ حرکت خدا سے ہوئی۔ وہ انسانی
 طاقت سے بیشک فوقیت رکھتی ہو لیکن شاید فرشتوں کی وقت
 سے باہر نہیں اور قادر مطلق کا ہاتھ ہمیں نہ تھا اور اگر وہ فرشتہ کی
 طاقت سے واقع ہوئی تو ہم کو کچھ معلوم کریں کہ کس کا بانی نیک یا

بد فرشتہ تھا۔ اسکا جواب دینا مشکل نہیں ہے۔ اگر اُس کام میں
 فوق الانسانیت کے ساتھ اخلاقی خوبی بھی دیکھی جاتی ہو جو ہمارے
 دلوں میں خدا کے شایانِ علوم و ہنر کو تو ہم اسکو خدا کا کام وسیلہ یا
 اُسے وسیلہ کہنے میں کچھ شک نہیں رکھ سکتے اور اگر اُس کام کو فرشتہ نے
 بھی کیا ہو تو ضرور وہ فرشتہ پاک تھا جس نے خدا کے حکم کے مطابق
 کیا اور غیر ممکن ہو کہ وہ فرشتہ جن ہو +

یہودیوں کے اس معترض پر زرا غور کرنا چاہیے کیونکہ میں
 چاہتا ہوں کہ اس بھاری مضمون کی تحقیق میں ہر ایک شکل تہا رہے
 سامنے سے دور کیجائے۔ تم جانتے ہو کہ ہندوستان میں اکثر لوگ
 سمجھتے ہیں کہ بڑے بڑے کام یعنی اشخاص سے واقع ہوتے ہیں
 جو مہوڑوں سے دوستی رکھتے ہیں یا جن میں صحت بستے ہیں جہاں تک
 میرا تکرار ہو ایسا خیال کرنا کیا کوئی سبب میں نے نہیں پایا کہ یہ فعل
 اور کام اور باقی جو انکے ساتھ ہوتی ہیں ذرا بھی فوق الانسانیت
 ہیں +

مگر یہ بات کہنی کہ کسی شخص پر ہندوستان میں کج نوعیت
 نہیں سما تا ہو بے لحاظی ہو اور یہ کہ ہونا کہ ایسی بات کبھی واقع نہیں ہو
 نہ ہو سکتی جو نہایت گستاخی ہوگی۔ پس ایسے شیطانی اختیار کے
 ماحرول کو خواہ حقیقی خواہ ربانی تحقیق کر دو اور تم دیکھو گے کہ جتنا
 فرق روشنی اور تاریکی میں ہوتا ہے اسی فرق مسیح کے مجرے آن
 ماحرول سے رکھتے ہیں۔ جو کام ہندوستان میں مہوڑوں سے
 منسوب کئے جاتے ہیں اکثر خلات عقل اور منسنے کے لائن میں
 بعضی حالتوں میں بدخواہی کے لائن ہیں اور شاید کبھی کبھی دوست
 کے خیالات پیدا کرتے ہیں اور بعض حالات میں کراہت کے جب
 میں الزم میں حال ہیں وہ فرشتہ اور ناپسندیدہ ہیں۔ اور مسیح کے بزرگ
 اور مہربانی کے کاموں سے کیسے نامشاید ہیں جسے آسمانی پاک روشنی
 چکستی ہو جو ہر ایک دل کو کوکنا کی تاریکی کو پیار نہیں کرتا نابل کرتی اور
 چھٹی جو پس با ہم اس بات کے معنوں پر غور کر کے نتیجہ نکالیں +
 عیسیٰ مسیح کے مطاق فوق الانسانیت اور یہ مہربانی اور

پاکیزگی کے صاف ظہور تھے اور اس بات کا انکار کرنا کہ وہ شخص جس نے ان کاموں کو لکھا خدا کی طرف سے عیباً نہ گیا تھا محض عقل کے خلاف ہی غیر معتقد یہودیوں کا یہ اعتراض کہ وہ کام شیطانی طاقت سے کئے گئے نامعقول ہے کیونکہ اگر ہم یہہ اقرار کریں کہ خدا شیطان کو ایسے عجیب کام کرنے کی کافی طاقت دے سکتا ہے تو یہہ خیال کرنا کہ شیطان نے ایسا کام کیا یہہ سمجھنا ہے کہ گویا شیطان پاک و نیک و مہربان شخص تھا یعنی نہ شیطان شیطان نہیں ہے۔

ضمیمہ خط بالا

تعلیم یافتہ جوانوں کو دہن اور بائیں اس مضمون میں پند ہوگی۔
وہ کام جو سچ سے واقع ہوئے انجیل میں متفق ناموس
لکھے گئے ہیں جیسا کہ کام نشانی قدرتیں اور عجائبات +
وہ نہ فقط اسکی الوہیت کے ثبوت میں کئے گئے مگر وہ اسی

کے ظہور تھے اور اسکی قدرت و انانی نکی محبت پاکیزگی کے بھی ہیں
آفتاب صداقت کے جلال کے خروج تھے۔ وہ اکثر گویا تعلیم کے
موجود تھے جو دیکھنے اور معلوم کرنے کے لائق تھے +
عیسوی مذہب کے دشمنوں نے معجزے کا بیان یوں
کیا ہے کہ وہ خلقت کے قاعدے کو توڑ دیا ہے یہہ تفسیر بالکل بجا ہے +
کبھی کبھی عیسوی مذہب کے دوستوں نے معجزوں کا بیان
یوں کیا ہے کہ وہ طاقت کے قاعدے کاڑھ کر دیا ہے یہہ تفسیر موافق
نہیں ہے بہر حال نکی اور خلق ہے +

لفظ معجزہ حقیقت میں دو مطلب پر استعمال کیا جاتا ہے کبھی
کبھی اس سے یہہ مراد ہے کہ کوئی کام جو فوق الانسانیات پر مبنی
وہ کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اور کبھی کبھی اس سے مراد
ہے وہ کام جو کہ صرف الہی قدرت سے ہو سکتا ہے اس معنی کی لغات
پر خوب غور کرنا چاہئے +
جب طاقت کے طریقے کو خدا تے رد کئے جائے اور معجزے

واقعہ ہونے کی بابت کہتے ہیں تمہیں ظاہر ہو کہ ان دو طوروں میں سے ایک یاد دوسرا ہو سکتا ہو +

پہلے وہ خدا کے خاص چاہنے سے ہو +

دوسرے اس کی قدرت سے خلقت کے ایک قاصد پر ایسا اثر ہو کہ وہ آؤر کسی دوسرے قاصد کو زد کے +

اس دوسرے کی مثال کے واسطے ہم اُس بڑے ماجرب کا ذکر کریں جو بنی اسرائیل کے واسطے بحیرہ قلزم پر واقع ہوا لکھا ہو کہ خداوند نے بسبب شدت شرقی آمدنی کے تمام رات میں بحیرہ کا پانی پیچھے کی طرف کو چلایا اور اس کو خشک کر دیا اور پانی کو دو حصے کیا اور بنی اسرائیل بحیرہ کے سچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گذر گئے اور ان کے دہنے اور بائیں پانی کی دیوار تھی۔ پانی کا نہ نہ پیچہ کو نہ تھا نہ ہوا سے نہ بگا گیا نہ خفت کا ایک قاصد دوسرے سے باز رکھا گیا تو بحیرہ حقیقی اور عجیب بنا کر یا خدا نے صرف اپنی مرضی سے اسے بنا دیا کیسا عجا +

چھٹواں خط

دین عیسوی کی گواہی بتوقت سے

اور عزیز دوستو۔ دین عیسوی کی سچائی کی ایک بڑی دلیل ان نبوتوں میں سے جو قبل میں دین میں نکلتی ہو۔ عہد عتیق اور عہد جدید دونوں میں ان واقعات کا بیان ہے جو کہ وقت بیان سے آئندہ ہونیوالے تھے۔ اور یہ باتیں یہاں تک بکثرت ہیں کہ ان باتوں کی سچائی کے لئے کافی دلیلیں ملتی ہیں۔ پس اگر یہ باتیں اُس پیشین گوئی کے مطابق پوری ہوئی ہوں تو اس کے بجانب اللہ نبی کا باکا غیر ممکن ہو ورنہ اس کو جو حقا ٹھہرانا اور رد کرنا چاہئے +

نبوت سے پیشین گوئی اور وہ نبی کسی انبیاء کی بات کو قبل از وقوع بیان کرنا جو کہ انسان کے فہم اور دریافت سے باہر ہو اور ان میں طاقت نہیں کہ آئندہ ماجروں کو دریافت کرسے وہ تو صرف

مکذبتہ اور حال کی باتوں سے کچھ نتیجہ نکال کے بذریعہ اسکے ایسی انیوال
باتیں بیان کر سکتا ہو چکا پورا ہونا اغلب ہو۔ دنیا میں سب سے
عقل مندوں سے بہت تھوڑے ہیں جو ان واقعات کی تلخ برائی
میں کچھ بھی حیرت کر سکتے ہیں جو انکے زمانے سے بہت مدت
بعد ظہور پا دیں گے +

مگر عیسیٰ میں صد ہا مجردوں کی بابت جو کہ اُس وقت سے
بہت زمانے کے بعد ہوئی والے تھے صاف اور آشکارا بیان ہو +
یہہ قول راست ہو کہ پیشین گوئی سمجھ ہو۔ اگر سمجھنے تو قدر
کے ہیں مگر پیشین گوئی علم کا سمجھ ہو قدرت اور علم کے سمجھوں میں
یہہ تفاوت ہو کہ اول کا ثبوت اسکے واقع ہونے ہی ظاہر ہوتا
ہو پر دوسرے کا ثبوت اُس وقت ہوتا ہو جب وہ پیشین گوئی
پوری ہوتی ہو +

پس ہم دریافت کریں کہ پیشین گوئی دین عیسوی میں کیا درجہ
کبھی ہر مذہب کا مختصر از نظام عہد عینیت اور جدید کے مطابق یہہ

ہو کہ انسان نذرانہ گاہ کی پریشانی میں پڑا ہو اور کہ پھر خدا کی مہربانی
حاصل کرنے کے لئے خدا مسیح میں مسیح ہو جسکی پاک زندگی اور
کفارہ کی موت نے معافی اور آسانی مبارکبادی کی راہ کھول دی
اور یہہ ظہور الوہیت انسان میں بعد چار ہزار برس گزشتہ ہونے
نبی آدم کے واقع ہوا اور عیسیٰ کے مطابق مسیح عیسیٰ کے وقت پھر
خدا کے خاص ارادہ پورا کرنے کے واسطے نبی آدم کی رہائی کے
لئے عیسٰی وقت پر آیا۔ تاکہ جو لوگ بزمانہ ماضی دنیا میں تھے اپنا اپنا
اور پھر دوسرا اس فادہ نجات دہندہ پر رکھیں جو کہ ہرگز نہ آیا تھا
اور ضرور تھا کہ پیشین گوئیاں بھی ہوں یعنی اُسکے آنے اور کامل
اور مرتبے و حالت زندگی و موت اور جی اٹھنے کا بیان ہو نہ یقیناً
پیشین گوئیوں کے اُن لوگوں کا مذہب جو قبل از آمد مسیح تھے ان
لوگوں کے مذہب سے جو بعد اسکے آئیں گے ہوئے بالکل تفاوت کرتا
اور نجات کا بندہ دست دنیا کے سب زمانوں میں کیساں نہ ہو سکتا
جس طرح تواریخ ہمارے کام میں آتی ہو اسی طرح پیشین گوئیاں ان

لوگوں کے کام میں آتی تھیں جو قتل و غارتگری کے تھے۔ پہلے ایمان دار
آدمی کے لئے نظر تھے اب ہم ان کے پیرو ہیں لیکن ہر حال میں وہی نظر
و مرکز ہر جس پر یہ ایمانداروں کی آنکھیں لگ رہی ہیں +
بعضی اوسیشین گویاں بنی اسرائیل اور ان قوموں کی بابت
جس کے علاقے میں وہ آئی تھیں مذکور ہیں جیسا کہ ملک ضرور ارام و اودوم
و بابل و سور و غیرہ ان ایشین گویوں کا مطالبہ کیا کہ یہ ایماندار
لوگ سمجھتے تھے ایک آسان مثال سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ فرض
کرو کہ کوئی بیجا جو تباہ اپنے باپ کے گھروں میں رہتا ہے اور حفاظت
میں رہا ہو کسی دور کے ملک میں جہاں ہر قسم کی برائیاں ہوں
جانبیکا قصد کرے اور وہاں ہر وقت آنکھ دیکھے اور امتحان میں ٹپے
تو اس کا باپ کیسا فکر مند ہوگا کہ بیٹے کو جانے سے پہلے ان سختوں
سے جو اسے پیش آئیے مصلح و آگاہی دیوے اور اگر جانے کہ بیٹا کیسی
معیت میں مبتلا ہوگا تو ضرور پہلے ہی بتا دے گا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے
لوگوں سے سلوک کرتا ہے اور جب وہ مناسب سمجھتا ہے انہیں آگاہ

کرتا اور ایشین گویوں کو بتاتا ہے کہ کون سے اجر و سب قوموں پر
گذرینگے۔ اب دیکھئے کہ وہ ایشین گویوں کو پہلے ایک بھاری کام
کے واسطے ہر بعدہ ایک اور مطلب جو اول سے کچھ کم قدر نہیں ہے
اس سے نکلتا ہے یعنی جب کوئی ایشین گوی پوری ہوئی ہو وہ کہیں ولے
کے علم کی فوقیت پر ایک خاطر خواہ اور قطعی دلیل ہوتی ہو مثلاً اس طرح
و ایشین گویاں جب دی گئیں ہو دیوں کو نہایت مفید اور باعث ترقی
و ہدایت تھیں اب عیسوی مذہب کی سچائی پر خاطر خواہ دلیل ہیں
ہر ایک برکت کا وعدہ جو کہ زمانہ داری پر موقوف تھا اور ہر ایک
تہدید و سزا جو زمانہ فرامانی پر موقوف تھی جب وہ ایشین گوی پوری ہوئی
تو پاک نوشتوں کی سچائی پر ایک قوی دلیل ٹھہرتی ہے +
پس پاک نوشتوں میں خود ایشین گویوں کی کیفیت اس طرح
پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ہر قسم آسانی سمجھ گے کہ ایشین گویاں جو پاک
نوشتوں میں درج ہیں ضرور کثرت ہونگی اور نہایت ضرور تھا کہ
قدیم کلیسیا اس آئیوے بزرگ نمونی سے بخوبی آگاہ ہوا و ران خاص

ماجرودوں سے جو کہ اُس کلیسیا اور گرد و نواح کی قوموں پر انیرائے تھے
صاف خبر پاوے۔

الفرغ پیشینگوئی کی دلیلیں با فرط ہیں یہاں تک کہ انکا مفصل
بیان اس جھولی کتاب میں نہیں ہو سکتا۔

بلکہ وہ پیشینگوئیاں بھی جو صرف مسیح کی بابت ہیں ہاں درج
نہیں ہو سکتی ہیں۔ پادری مارن صاحب کے اسٹر وڈ کشاں ایک
چھوٹی کتاب میں جس سے بہت ہندوستانی لوگ آگاہ ہیں صرف
مسیح کی پیشینگوئیاں سمجھانے کے لیے جو نے کے پندرہ ورقوں میں
مندرج ہیں پس صرف چند سب سے مشہور پیشینگوئیوں کا یہاں
بیان ہو سکتا ہو۔

پہلے ان پیشینگوئیوں کا ذکر کریں جو خود مسیح نے فرمائیں وہ
چارہ جوں ہیں۔ آپیشینگوئیاں جو اسکی موت اور ان ماجرودوں
سے جو اسکی موت سے علاقہ رکھتے ہیں متعلق ہیں آپیشینگوئی اسکے
جی اٹھنے اور عروج کی بابت ۳۴ پیشینگوئی اسکے شاگردوں

کے احوال میں ۴۴ پیشینگوئی مشہور و مسلم کے عمارت ہونے
کی بابت۔

اپنی موت اور ان ماجرودوں کی بابت جو اس سے متعلق تھے
مسیح نے صاف کہہ دیا: پہلے جگہ جہاں وہ ہونے والی تھی جیسا سنی
کی انجیل ۱۶ باب ۱۲ آیت میں درج ہو۔ اُس وقت یہ مسیح اپنے
شاگردوں کو خبر دینے لگا کہ ضرور ہو کہ میں یر و سلم کو جاؤں اور
بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقہیہوں سے بہت دکھ اٹھاؤں
اور مارا جاؤں اور تیسرے دن جی اٹھوں۔ دو تیسرے اُس کا
وقت اور ماجرودوں سے متعلق تھے یعنی ایک شاگرد کی مے
ایمانی اور دوسروں کا بھاگ جانا اور سردار کاہن اور فقہیہوں کی
صنایع ہر جیسا کہ آئندہ آیتوں سے یہ سب باتیں صاف ظاہر
ہوگی۔ دیکھو سنی کی انجیل ۲۰ باب ۱۸ آیت اور جب مسیح یر و سلم کو جانا
تھا تو اس میں بارہ شاگردوں کو الگ لگ جاکے کہہ دیا کہ تم یر و سلم کو جاتے
ہیں اور میں آدھ سردار کاہنوں اور فقہیہوں کے حوالے کیا جائیگا اور وہ کہہ

قتل کا حکم دینگے۔ پھر قرآن کی انجیل کے ۱۸ باب ۱۸ آیت۔ جب وہ
 جینے لگے یسوع نے کہا میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ ایک تم
 میں سے جو میرے ساتھ کھانا ہو مجھے پکڑو انجیل ۱۸ باب
 ۲۲ آیت دیکھو وہ گھڑی آئی ہو بلکہ انجیل کی کہ تم میں سے ہر ایک پر گندہ
 ہو کہ اپنی راہ لیکھا اور تم مجھے اکیلے چھوڑ دو گے تو بھی میں اکیلے آؤں
 کیونکہ باپ میرے ساتھ ہو۔ پھر اس نے اپنی موت کی طرح یعنی صلیبی بتلائی
 پوشیدہ نہ رہے کہ اس طرح کی موت یہودیوں کے پیچ میں بالکل
 نامعلوم تھی۔ رومیوں نے فقط اپنے غلاموں کے لئے سزائی تھی
 تو بھی یسوع نے صاف کہا کہ مجھ پر یہی موت واقع ہوگی کچھ مٹی کی
 انجیل ۲۰ باب ۱۹ آیت یعنی مسیح کو غیر قوموں کے مولے کرینگے
 پٹھانوں میں اڑا دیں اور کوڑے ماریں اور صلیب پکچھنیں۔ اُسے اپنے
 ہی مٹھنے کی پیشین گوئی کی جیسا کہ قرآن کی انجیل ۱۸ باب ۳۴ آیت میں
 دیا ہو اور وہ اسے یعنی مسیح کو ہنسی کر کے کوڑے مارینگے اور اس پر
 تھوک کے قتل کرینگے اور وہ تیسرے دن جی اٹھیکھا۔ یہہ

پیشین گوئی ایسی صاف تھی کہ اسکے دشمنوں نے اُسے سمجھکے خوب
 کوشش کی کہ پوری نہ ہونے پاوے۔ مٹی کی انجیل ۲۴ باب ۶۲ سے
 ۶۶ آیت تک دیکھو جو دوسرے روز جو تیار مری کے دن کے بعد جو
 سردار کا ہمنوں اور فریسیوں نے پلاطوس کے پاس جمع ہو گئے کہا
 اے خداوند ہمیں یاد ہو کہ وہ دعا باز اپنے جینے جی کہتا تھا کہ میں تین
 دن کے بعد جی اٹھوں گا پس حکم کر کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کر
 جاوے مبادا اسکے شاگرد رات کو آکر اُسے چورالجا دیں اور لوگوں سے
 کہیں کہ مردوں میں سے جی اٹھا ہو تو پچھلا فریب پہلے سے بڑا ہو گا
 پلاطوس نے انہیں کہا تمہارے پاس پہرہ ہو جاؤ اور جیسا جانا تو
 نگہبانی کرو سو دو گئے اور پتھر پتھر کر کے اور پہرہ بٹھا کے تہہ کی نگہبانی
 کی۔ اُسے اپنے صندوق کی بھی پیشین گوئی دی جیسا کہ یوحنا کا ۶ باب
 ۶۲ آیت پس اگر انسان کے پیٹے کو اُوپر چہاں وہ آگے نکال دیکھنے
 دیکھو تو کیا ہو گا اور اسے صاف بتلایا کہ میرے شاگردوں کی
 حقارت کیجان لگی اور وہ اپنے ہوطنوں اور آؤ لوگوں سے نکالے

اور ستائے جاویں گے اور انیس سے بہت مارے جائیں گے دیکھو بوجہ
کی انجیل ۱۵ باب ۱۹ آیت اگر تم دنیا کے ہونے کو دنیا اپنوں کو
پیارا کرتی پراس لئے کہ تم دنیا کے نہیں ہو بلکہ میں نے نہیں دنیا
سے بچن لیا ہو اس واسطے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہو پھر انجیل ۱۶ باب
۵ آیت وہ تم کو عبادت خانے سے نکال دینگے بلکہ وہ گھر
آتی ہو کہ کوئی نہیں قتل کرتا ہو گمان کر چکا کہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہوں
لیکن میں نے نہیں یہ باتیں کہیں تاکہ جب وہ گھر آئی آوے تم یاد
کرد کہ میں نے نہیں کہا۔ پس ہم یہاں غور و تامل کر کے دریافت کریں
کہ کس بھارت نے کہیں جرات کی کہ اپنے جی اٹھنے اور آسمان پر چڑھنے
کی پیشین گوئی کرے۔ اور سوائے مسیح کے کس نے اپنے فٹا کردوں کو
جنت یا کہ مجھ پر ایمان لانے سے شرم اور دکھ و موت اٹھانا پڑ چکا ہے جنت
میں کوئی بھارتنا گرد جمع کرنے کے لئے کبھی اس طور پر کوشش
نہ کرتا +

انجیل کی سب سے بڑی اور عجیب پیشین گوئیوں میں سے ایک

یہ وہ مسلمان غارت ہونے کے باب میں ہو دیکھو لوقا کی انجیل ۲۱ باب
اور متی کی انجیل ۲۴ باب۔ یہ پیشین گوئی قریب ۴۰ برس پیشین گوئی
ہونے کے کہی گئی اور اس وقت بقدر رسائی فکر انسان کے کوئی
احتمال نہ تھا کہ ایسی بات واقع ہوگی شہر یروشلم اس وقت رومیوں
کے تحت و تصرف میں تھا اور یہودی لوگ بالکل مغلوب اور مطیع تھے
تس پر بھی مسیح نے شہر واپس کے غارت ہونے اور ان ماجروں
کی جو اس سے متعلق تھے خبر دی اور یہہ باتیں عموماً گہی نہ کہیں بلکہ
تہایت ہی صاف اور خاص بیان کیا جو۔ یہودی مورخ یوسف نے
ان سب باتوں کے ٹھیک پورے ہونے کا بیان کیا جو ادھنی نہ رہے
اگر تہستی المقدور ایسی باتوں کے لکھنے سے جیسے عیسوی مذہب کی
سچائی ثابت ہوتی تھی اس نام از رکھا مسیح نے کہا کہ شہر یروشلم کے غارت
ہونے سے پیشین گوئی مسیح یعنی ایسے شخص جو دعویٰ کرے کہ مسیح وہی
مسیح ہیں کسی غیر عیسوی نہیں ہوا پیشین گوئی اور یہہ بھی خبر دی کہ وقت
پیشین گوئی سے شہر کے غارت ہونے تک بڑی طریقی صیبتیں ہوں

آؤنگی۔ اسنے ٹرانہوں اور لڑائیوں کی افواہ و اکال و مری اور
 بھونچا لوں کی بھی خبر دی اور اسنے اپنے شاگردوں سے صاف
 کہا کہ پہلے کال وغیرہ مصیبتوں کا شروع ہو گا تب وہ تمہیں اذیت
 میں ڈالینگے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ سب مسیحینیں میرے مذہب و دھرم
 پھیلنے سے باز نہ کیئیں گی اور اسنے ایک صاف نشان بھی بتا دیا
 تاکہ وہ قبل از وقوع آفت شہر سے بھاگ سکیں یعنی جب شہر زوچ
 سے گھیر لیا جاوے یا شہر دوں کی مصیبتیں۔ اور شہر بیکھل کے بالکل تباہ
 ہونے کی بھی خبر دی۔ بلکہ اسنے اور زیادہ باریک باتوں کی بھی لگائی
 بخشی اور صاف کہا کہ اس بڑی آرمستہ سیکل کا پتھر پتھر نہریں بچا
 اور تمام شہر بالکل مسمار ہو گا اور ہرگز زیدہ لوگوں کی خاطر وہ محاصرہ
 تھوڑے دن تک رہیگا اور یہودی عقیدہ ہو کونام دوسری قوموں
 میں جیسے جائینگے چنانچہ یہ سب ماجرے واقع ہوئے۔ تو ابج سے
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری لوگ جو یہود و مسلم میں رہتے تھے ان دشمنانک
 مصیبتوں سے جو یہودیوں پر واقع ہوئے تھے ان کے واسطے کہ مسیح

کی باتوں پر اعتقاد رکھنے اس مردود شہر سے ان نشانوں کو جو مسیح
 نے دی تھی دیکھنے ہی بجاگ نکلے۔ ان پیشینگوئیوں اور اُکھے پورا
 ہونے کے درمیان ایسی موافقت تھی کہ پوپیس ایک قدیم مسیحی
 مصنف نے پوپیس کی تواسخ یہود سے بہت باتیں انتخاب
 کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ پیشینگوئیاں حقیقت میں الہام الہی ہیں اور
 مسیحی مذہب کی اسی پرکائی دلیل ہے۔

عہد عتیق میں بھی ایسی پیشینگوئیاں بافراط میں جنکے پورے
 ہونے سے دین عیسوی کی سچائی بخوبی ثابت ہوتی ہے ان خطوں
 کے انتظام کے مطابق چاہئے کہ عہد عتیق کی تحقیق انجیل کی تحقیق کے
 بعد ہووے اس سبب سے ان پیشینگوئیوں کا مفصل بیان یہاں
 نہیں ہو سکتا تو بھی ایسے بھاری مضمون کو بغیر کچھ غور کے چھوڑنا
 مناسب نہیں ہے پس اس کتاب کے تتمہ کو لکھو لیکن باتوں کو جو
 عہد عتیق کی قدامت اور اصلیت اور اعتبار کے باب میں لکھی ہیں
 پڑھئے بعد اس کے ان باتوں کی طرف جاکہ ان پیشینگوئیوں کے پورے

ہونیکے باب میں اس میں مرجع ہیں رجوع کیجئے۔ شاید اس وقت کے لئے یہی کافی ہو کہ تم یاد رکھو کہ عید یسوع مسیح سے کم تین سو برس مسیح کی پیدائش سے پیشتر لکھا گیا کیونکہ اس کا ایک ترجمہ عبرانی سے یونانی زبان میں جرمسک مصر میں ۲۸۵ برس قبل از مسیح ہوا اور جلدی ان سب ملکوں میں جہاں یونانی زبان بولی جاتی تھی یہودی لوگوں کے مطالعہ میں آیا ہمارے مطلب کے لئے یہی کافی ہو کہ کوئی شخص اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ انیسویں صدی تک یہودیوں کا پورا ہونا معدوم تین سو برس انکے کہے جانے سے ثابت کرتا ہو کہ لکھنے والے ابراہامی طاقت رکھتے تھے بات ایک ہی ہو خواہ پیشینگوئی ماجے کے واقع ہونے سے دو سو یا ہزار برس پیشتر ہوئی کیونکہ دونوں حالت میں علم غیب ثابت ہو گا۔

عہد عتیق میں پیشینگوئیوں کا خاص مضمون خود مسیح ہو جب کوئی شخص ان پیشینگوئوں کا جو کہ مسیح کے حق میں ہو بیان کرنا شروع کرتا ہو تو وہ انکی کثرت سے نہایت متعجب ہوتا ہو کہ چونکہ وہ حقیقتاً خدا کا

پس میں انیس سے چند ایک بطور نمونہ کے لکھتا ہوں پہلے کے شروع میں ایک نجات دہنہ ہوائے کی خبر ہو جسکے باب میں لکھا ہو کہ وہ عورت کی نسل سے پیدا ہو گا دیکھو پیدائش یعنی موسیٰ کی پہلی کتاب ۳ باب ۵ آیت اور اسی آیت سے گلتیوں کے ہم باب ۴ آیت کو مقابلہ کرو اس میں لکھا ہو جب وقت پورا ہو انب خدائے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہو پھر لکھا کہ کہ دو برابر اہیم کی نسل سب کے فرقے اور داؤد کے خاندان سے معین وقت پر شہر بیت اللحم میں دوسری پہلے کے غارت ہونے سے پیشتر پیدا ہو گا دیکھو پیدائش کی کتاب ۲۲ باب ۸ آیت اور گلتیوں کا ۳ باب ۱۶ آیت پھر پیدائش کی کتاب ۲۴ باب ۱۰ آیت پولوس کا خط عبرانیوں کو ۷ باب ۴ آیت اشعیا نبی کا ۱۱ باب ۱۰ آیت یسایہ نبی کا ۲۲ باب ۵ آیت میکا نبی کا ۵ باب ۲ آیت یسعی کی نسل ۲ باب ۱ آیت پھر لکھا ہو کہ ایک شخص ایسا ہو گی کی مانند آسکے آنے کے پیشتر ظاہر ہو گا ملاکی نبی کی کتاب ۴ باب ۵ آیت میں مرقوم ہو

کہ: کچھ خداوند کے بزرگ اور مہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایسا
 نبی کو نہ ہمارے پاس بھیجوں گا اس آیت سے منیٰ کی انجیل ۱۱ باب
 ۸۴ آیت کو نقل کیا ہے۔ اور اس نجات دہینہ والے کے باب میں لکھا ہے
 کہ وہ کنواری پیٹ سے ہوگی اور یوڈیا میں جیسی اور اسکا نام عمانوئیل
 رکھینگے۔ پھر وہ بڑے معجزے دکھلاوے گا جسے اسکی میر قدرت اور
 محبت ظاہر ہوگی اشعیاہ نبی کا ۶۱ باب ۱ سے ۳ آیت تک دیکھو اور
 پیشین گوئی کے پورا ہونے کا بیان لوقا کی انجیل ۴ باب ۱۷ آیت سے
 ۳۱ آیت تک دج ہو اور پھر خبر دیکھو کہ وہ اپنے لوگوں سے روکیا جائیگا
 دیکھو اشعیاہ نبی کی کتاب ۴۳ باب ۲ و ۳ آیت اور یوحنا اس
 پیشین گوئی کے پورے ہونے کی بابت اپنی انجیل میں یوں لکھتا ہے
 کہ وہ اپنوں پاس آیا اور اپنوں نے اسے قتل نہ کیا۔ پھر ہوں نے
 صاف بتلایا کہ لوگ اسے ٹھٹھوں میں لٹا کر کے کوڑے مارینگے اور سن
 تھوکیں گے اور اس کے ماتھے پانوں جیسے دے جائیں گے اور وہ نہایت سختی سے
 مارا جائیگا تو بھی وہ مٹے نہ پائے گا اور نہ قبر کی بند ہیں رہیگا

دیکھو اشعیاہ نبی کا ۴۳ باب ۸ آیت۔ وانیال کا ۹ باب ۲۶ آیت
 کتاب زبور ۱۶ باب ۱۰ آیت اور رسولوں کا اعمال ۲ باب ۲۹ و ۳۰ آیت
 یہ بات قابل غور ہے کہ پیشین گوئیاں مسیح کے حق میں ظاہر
 ایسی مختلف معلوم ہوتی ہیں کہ پڑھنے کے وقت شاید کوئی کہے گا کہ
 یہ سب باتیں ایک ہی شخص میں پور نہیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ایک
 جگہ میں وہ قہقہہ بادشاہ کہلاتا ہے اور دوسری جگہ میں مظلوم
 اور غمزہ اور کہ وہ قتل کیا جائیگا۔ پھر ایک جگہ میں وہ مہر و غناک
 اور آتشائے رنج کہلاتا ہے اور دوسری جگہ میں خدائے قادر تو
 بھی عجیب ظاہری مختلف باتیں مسیح میں عجیب طور پر ملتی ہیں۔
 اب اشعیاہ نبی کی کتاب کے ۴۳ باب کو کھولو اور اسے شروع
 سے آخر تک بغور پڑھو۔ سوائے مسیح کے وہ اور کسی کی طرف
 اشارہ نہیں کرتا مگر کسی کے حق میں عجیب طور پر پورا ہوتا ہے۔
 اس ایک باب نے بہت مسکروں کو قائل کیا ہے کہ پاک نوشتے
 یعنی یہیل منجانب اللہ ہیں۔ مثلاً جان دست ایل ابراہیم ایلنا

ہی فصیح تو بھی ناسخ منکر شخص جو انگلستان کے بادشاہ چارلس دوم کے زمانے میں مشہور تھے اکثر یہی عیسوی کو ٹھٹھے میں اڑایا کرتا تھا مگر مرنے سے چند روز پیشتر مسیح کا معتقد ہوا۔ سچا کہتے کہ اس نے صاف صاف اقرار کیا کہ باب مذکورہ بالا کے پڑھنے سے میرا فہم بخوبی قابل ہو کے میرا دل مسیح کی طرف رجوع ہوا۔

عہد عتیق میں بہت پیشینگوئیاں اُن مشہور قوموں کی بتا بھی ہیں کہ جنکی تواضع کو ہم اُن پیشینگوئیوں سے مقابلہ کر کے کنگلی سچائی کی تحقیق کر سکتے ہیں مثلاً انی اسرائیل کے پرگندہ ہونے کی خبر اشنا کی کتاب کے ۴۱ باب ۲۷ آیت میں یوں پائی جاتی ہے کہ خداوند تم کو پرگندہ کرے گا اور تم قوموں کے درمیان جہاں خداوند نہیں ہاںک ایسا ہیچا غصہ سے رہ جاؤ گے۔ اور یرمیاہ نبی کی کتاب ۴۶ باب ۲۸ آیت میں خبر ہے کہ اگرچہ وہ قومیں جنگے ہیں مٹی اسرائیل اسیری میں نیست و نابود ہو جائے گی یہ خاص قوم مٹی ہی اسرائیل ہے نیکی اور دیباہی ہوا۔ پھر مصر کی بابت اگرچہ عقیدہ بادشاہان میں

نہایت ستیغہ شہنشاہ پیشینگوئی ہے کہ اسکی سلطنت یہاں تک گھٹ جائیگی کہ ساری مملکتوں میں زیادہ خیر ہوگی یہ پیشینگوئی بھی قریع میں آئی۔ اسور کے عالیشان دارالسلطنت بینوہ کے حق میں بنی صفیاد کی کتاب کے ۲ باب ۳۱ آیت میں لکھا ہے کہ وہ بینوہ خدا بینوہ کو دیران اور جنگل کے مادن خشک کر دیگا اور غصی نہ ہے کہ یہ پیشینگوئی بہت دن گذرے ٹھیک ٹھیک پوری ہوئی کنگل شہنشاہ بالکل تباہ اور دیران ہو گیا۔ بابل کی بابت جو کہ نصیم شہروں میں سب سے نامور اور سرراز تھا اشعیاہ نبی کی کتاب ۱۱ باب ۲۰ و ۲۱ آیت میں پھر یہ پیشینگوئی ہے۔ اور بابل جو ملک تو کئی شہر اور کس دیوں کی بزرگی کی رونق ہو سدوم اور غمور کی طرح چٹکی جٹکھو خدائے آلت دیا وہ ابد تک آباد نہ ہوگی اور پشت در پشت کوئی اس میں نہ لیدگا۔ بموجب ان باتوں کے مسافر لوگ جو اس جانب گذرتے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے گھوڑوں میں سنسلاں کی سی خاموشی رہتی ہے۔ اور شہر سڑکی بابت جس کا بارانہ خدا اور

تجارت کے سبب تمام دنیا میں مشہور تھا اور جسکے سود اگر شہزادے اور جسکے بیوپاری دنیا کی عزت و امی غنہ لکھا ہو کہ میں سے نکلی چٹان کر دوں گا وہ سمندر کے درمیان جال بچھا کر ایک مقام پر لگا دیتا اس میں پیشینگوئی کے سور کا عمدہ اور مشہور مند بانگل ٹیٹ ونا بود جو گیا بہا تک کہ صرف پھودوں کی چھوٹی چھوٹی ڈونگیاں شکل داخل ہو سکتی ہیں اور بدوس صاحب سیاح سور کے بیان میں لکھتا ہے کہ وہ ایک چٹان پر جس پر مجھ سے اپنے جالوں کو لکھا یا کرتے ہیں + اور پیشینگوئی میں جس پر جو کہ پوری ہونے کے سبب اگلی مانند عجیب اور قابل لکھنے کے ٹھہرتی ہیں مگر ہمارے مطلب کے لئے کافی ہیں +

اس بات کا زیادہ تحقیق کرنا بیفائدہ معلوم دیتا ہے کہ اگر کوئی کتاب کسی سچائی ایسی دیلوں سے ثابت ہوتی ہو سچ نہیں ہو تو تمام دنیا میں کسی کتاب قابل یقین اور برقرار ٹھہر سکتی ہو + اور عزیز دوستوں میں امید رکھتا ہوں کہ تم ایسی قابل کردہ والی

دیلوں سے اپنے دلوں کو سخت نہ کرو گے مگر پٹیل کی خود عبارت سے اقرار کرو گے کہ نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے وسیلے ہوتے تھے +

ساتواں خط

دین عیسوی کے الہامی ہونی کے باطنی ثبوت

عزیز دوستو۔ دین عیسوی کی ظاہری دیلوں کے بیان میں گذشتہ خط کافی ہونگے۔ اب میرا مقصد فقط یہ ہے کہ ان بھاری اور مقدم دیلوں کا مختصر بیان کروں جس سے انجیل کی سچائی ثابت ہوتی ہو اور اگرچہ گذشتہ بیان نہایت ہی مختصراً کے ساتھ ہوا تو بھی میں امید رکھتا ہوں کہ وہ کافی ہوگا بلکہ تلاش محوری میں حاصل کیونکہ مشتاق ہو اور سرگرمی سے ہدایت الہی کا ہر سنگار اپنا

دل میں یقین کر لیا کہ ان چند ورقوں سے دین عیسوی کے اہل
جوئے کی سچائی ثابت ہوتی جو +

ابھی ہمارا کام نصف ہی پورا نہیں ہوا۔ پرستیدہ نہ رہے کہ
ہم نے اب تک صرف ظاہری دلیلوں پر غور کیا ہو۔ پر اب باطنی
دلیلوں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے +

ظاہری اور باطنی ثبوت کا تفاوت جیسا کہ چاہئے بیان پہنچا
جو اس تفاوت پر لحاظ کرنا ضرور ہو پر جدا جدا دلائل لکھنا کچھ ضرور
نہیں فی الواقع ایسا کرنا دشوار ہو۔ اس واسطے کہ کبھی کبھی وہی دلیل
کسی قدر ظاہری اور کسی قدر باطنی ہوتی ہو اور جب کہ ہم مذہب
عیسوی کے باطنی ثبوت کی تحقیق کرتے ہیں تو گویا اسی کی حقیقت
دریافت کرتے ہیں ہم یہ نہیں اچھتے کہ پیغام کس طرح پہنچایا
گیا یا پیغام کو کون ہو مگر اس بات کو دریافت کرتے ہیں کہ یہ
پیغام کیسا اور کیا ہوا یا یہ پیغام ایسا ہو جیسا قادر مطلق سے
ہونا چاہئے اور کیا یہ مذہب اسکی پاکیات کے لائق ہو کہ نہیں +

شاید ہم کہو گے کہ ایسے سوالوں کا جواب دینا مشکل ہو۔ ہم نے
بشارت صاحب کے علم فلاسفہ کا کچھ مطالعہ کر کے معلوم کیا ہو کہ بیشتر
سے بتایا کہ خدا کیا کر لیا اور کیا نہ کر لیا: ہمت و شہاد ہو کر تم نے حقیقت
انسانی حیات کی بابت کچھ دریافت کیا ہو۔ میں بھی اقرار کرتا ہوں
کہ ایسے سوال کا جواب دینا آسان نہیں ہو مگر ایک اور بات سے
معلوم ہو گا کہ جس قدر تم اسکو مشکل سمجھتے ہو ویسا نہیں ہو سیکے
یا تو خدا ہے یا انسان سے ہو۔ ہم کئی دلیلوں سے خدا کی ذات
اور طریقوں کی بابت بہت جانتے ہیں اور متفرق دلیلوں سے
انسان کی ذات اور اس کے طریقہ کی بابت بہت زیادہ جانتے ہیں +
پس دو کوئی ہیں جسے ہم سبھی مذہب کو جانچ سکتے ہیں پہلے
ہم اسکو ان باتوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں جنہیں ہم اکی بائ جانتے
ہیں اور یوں دریافت کریں کہ کیا اھلب ہو کہ یہ مذہب بجانب اللہ
ہو کہ نہیں۔ دوسرے ہم اسکو ان باتوں سے جو کہ انسان کی بابت

جانتے ہیں غلامیہ کر سکتے ہیں اور یوں دریافت کریں کہ آیا یہ مذہب
انسان کا بنایا ہوا معلوم ہوتا ہو کہ نہیں +

اس تحقیق کے شروع میں ہم پہلے دریافت کریں کہ مذہب بھی
صرف انسان کا بنایا ہوا معلوم دیتا ہو کہ نہیں +

• دین عیسوی کے پہلے منادی کرنا والے یہودی تھے اور ہم
جانتے ہیں کہ اس زمانے کے یہود لوگوں کے کیا خیال تھے وہ اپنے
اسلاف یعنی ابا و اجداد اور ملک اور دین اور پیکل اور اپنے مبراہیک
ظاہر پر متغاض تھے اور وہ یہوں سے شکست کھا کر اس جہنمی حکومت
کے تحت میں چھبر برہ کے ہمیشہ باہم سازش کرتے تھے کہ رومیوں
کی حکومت غارت کر کے اپنی قدیمی مملکتی قائم کریں اور وہ مذہب
ربانی چاہتے تھے بلکہ امید تھی کہ وہ مسیح جس کا ذکر عہد
عیشی میں درج ہو بنیادی فتنہ کے طور پر آئے گا ہمارے سب دشمنوں
شکست دینگا اور تمام دنیا کی حکومت یہودی قوم کو عطا کر دیگا۔
سوائے اسکے انکا مذہب یہ خیال تھا کہ جہاں اکیلا مذہب چھتا

ہو بلکہ یہ بھی کہ وہ اپنی سب سے باریک خصوصیت کے ساتھ عیشی
تک قائم رہیگا +

پس اگر عیشی مذہب انسان کا بنایا ہوا مذہب ہے یا نہ ہے بات سمجھنا
بہت مشکل ہو کہ کیوں رسولوں نے خود ان ایٹوں کو قبول کیا جن کے
بیان اور جاری کرنے میں مشغول رہے کیونکہ وہ انجیل میں صحت
بیان کرتے ہیں کہ مسیح کی بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے اور وہ ظاہر
کو حکم دیتے ہیں کہ اپنے حاکموں کے مطیع رہنا۔ اور انکی تعنیفاتیں
ایسی تعلیم باطل پائی نہیں جاتی کہ یہودی لوگ تمام دنیا کی قوموں
پر بادشاہت کریں گے۔ علاوہ اسکے وہ یہودی مذہب کے طریقے
ماننے کی قطعاً ممانعت کرتے ہیں۔ یہہ بائبل یہودیوں کو حد سے
زیادہ پڑاتی تھیں اور کجی معلوم ہو کہ وہ بہ نسبت غیر قوموں کے مذہب
عیشی کے سخت دشمن تھے۔ وہ تبدیل جو رسولوں نے جاری کی
صرف وہی اصلاح نہ تھی بلکہ یہودی لوگوں نے اسے انقلاب سمجھا
بقول انکے دنیا کا زیور بر کرنا پس یہاں ایک دو بری دلیل

پائی جاتی ہے پہلے اگر حواری ایک مذہب ایجاد کرتے تو ایسی
رائوں کو جو عقیدہ یہود سے بالکل برخلاف تھیں انہیں کڑا ناہایت
مفصل ہوتا۔ دوسرے وہ کبھی ایسا مذہب جاری نہ کرتے جو
بعض وقت انہیں لگے یہ یونانیوں سے سخت حقارت لانا۔

مگر شاید انہوں نے ایسے مذہب کو ایجاد کیا جو غیر قوموں کے
پیچ بہت ہی پسندیدہ ہوتا۔ دیکھا جائے غیر قوموں کے بعض علماء
نے اپنا گمان سچی مذہب کی بابت اپنی کتابوں میں درج کیا اور انکی
تغنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی اور رومی فیلسوفوں نے مدت تک
اس مذہب کو خفیہ جانے اسکا شدت سے سامنا کیا کہ واسطے کہ پہلے
اس مذہب نے اپنے حوالہ کیا ان قہمی قیاس اور مباحثوں کے درمیان
جسے علماء لوگ ایسی اہست خوشی پاتے تھے دین مسیحی یوں تھا کہ خداوند
نونا تا ہو کہ اس جہان کی حکمت خدا کے آگے یونانی ہوسچے نادوں
نے روم اور یونانی کے فاضلہ فلسفوں کو سمجھا یا کہ تم تھی عوام کی مانند
حکمت نہ سمجھا اور قبر خدا میں گرفتار ہو اور اسی سبب سے انکی حیات

کے محتاج ہونے مسیح نے تمہارے اور یہودیوں کے لئے صلیب پر
حاصل کیا۔ ان باتوں سے انکے دل غصہ سے بھر گئے اور وہ فی الواقع
مذہب کے برخلاف ہوئے اور کہنے لگے پھر غیر قوموں کے عوام الناس
اس مذہب سے نفرت رکھتے تھے عیسائی غیر قوموں کے مسبودوں
کی مخالفت کرتے تھے اور واسطے کہ وہ عطا ہری صورت کی پڑش
نہیں کرتے تھے غیر قوم کے جہاں عوام الناس نے انکو دہرایا اور
بیدین شمار کر کے خیال کیا کہ انکے قتل کرنے سے ہمارے مسعود
بہت خوش ہوں گے۔ پس اگر حواری ایسے مذہب کو ایجاد کرنا چاہتے
جو غیر قوموں کو پسند آتا تو وہ دین مسیحی کی ایسی سچیں کبھی جاری
نہ کرتے۔

جو کہہ میں نے اس مخالفت کی بابت جو یہود اور غیر قوموں نے
دین مسیحی سے کی بیان کیا تو اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ
تک عیسائی حقارت میں رہے اور سختی سے ستائے اور پیر حسی سے
مارے گئے اور یہی شہ اس جہان کے خطرے میں رہے کیونکہ وہ نہیں

جانتے تھے کہ کس وقت عوام الناس خواہو کے اپنے دستور کے موافق چلا دیں کہ عیسائی لوگوں کو شیروں کے سامنے لیجاو۔ بائیسین اگر فرض کیا جائے کہ چارویں نے ایسی غلطی کی کہ اسے نامعلوم مذہب کو ایجاو کیا تو جب انکو معلوم ہوا کہ ہم اسی کے سبب فحارت اور قید اور موت کے خطرے میں پڑے ہیں تو بالضرور فوراً اسے تبدیل کرتے۔ کوئی شخص کم سخت ہونا نہیں چاہتا ہو مگر ظاہر آفتاب عیسائی سارے آدمیوں سے زیادہ کم سخت تھے یہ بات سمجھ سے بعید ہو کہ ہوشمند آدمی اپنے تئیں ایسا کم سخت بناوے بجز اطاعت خدا اور اس اختلاف کے کہ کسا فضلی زندگی سے بہتر ہو بہر حال ہو کہ پس صاف و آشکار ہو کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں ہو کہ جس میں کہ وہیں سبھی کے جاری کنووالے تھے ایک نیا مذہب لیجاو کرنا چاہے تو بے گزروہ ایسا مذہب جاری نہ کرنا نہ یہ کہ ایسا مذہب ہو کہ انسان کسی حالت میں اسے ایجاو کرنا بلکہ وہ بالکل انسانی غور کے خلاف ہو کہ انسان اپنے فہم اور علم پر فخر کرتا ہو مگر کسی مذہب اسکو

کھلا تا ہو کہ اگر وہ حقیقت میں عقلمند ہو نا چاہتا ہو تو ضرور کہہ دیتے اپنے تئیں وہ نادان سمجھے اور پھر خدا سے دانائی مانگے پھیل کی مانند تمام دنیا میں کوئی کتاب غور کے مشائی والی نہیں ہو۔ وہ قبائی دعویٰ باطل انسان کو انکار کر سکو ہر مذہب کو دینی ہو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہو کہ ایسا طغیر انسان کا بنایا ہو ہو۔

پس ثابت ہو کہ یہی مذہب انسان سے نہیں ہو۔ اب ہم ان دلیلوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جیسا خدا سے ہونا چاہئے ویسا ہی یہی مذہب ہو۔

پہلے وہ کامل مطابقت جو پھیل کے تمام نوشتوں میں پائی جاتی ہو اس کے منجانب اللہ ہونے کی ایک کامل دلیل ہو۔

مسیح کا تذکرہ چار جدا جدا مصنفوں نے لکھا ہو تو بھی ان کے بیان میں کچھ اختلاف پایا نہیں جاتا۔ اور فی الحقیقت انکی عبارت میں کچھ فرق ہو مگر اس سے ثابت ہوتا ہو کہ ایک نے دوسرے کی تصنیف سے نقل نہیں کی ہو ایکس ان کے مضمونوں میں باہم ایسی مطابقت

پائی جانی ہو کہ ثابت ہوتا ہو کہ وہ مصنف ان واقعوں سے بجا بیان
 وہ کہتے تھے غوثی کا کہ تھے پھر ایک اور کتاب موجود ہے جس میں
 رسولوں کے اعمال کا ذکر ہوا درست خط نہیں پانچ نے ان
 رسولوں میں سے لکھا اور ان میں مصنفوں کا اکثر تذکرہ ہوا اور ان کتاب
 کتابوں کی تحقیق بار بار ہوتی ہو گو ایہوں کی مانند کچھری میں بار بار
 انکی آزمائش اور بازپرسی ہوئی تاکہ معلوم ہو کہ انکی گواہی ٹھیک طاعت
 رکھنی ہو یا نہیں مگر امتحان خواہ دو مشنوں یا دشمنوں سے جب کبھی کہہ ہوا
 ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکلا بلکہ بجائے تفاوت کے آزمائش کے وقت
 عجیب موافقت ظاہر ہوئی۔ اگر برزی میں سب سے دلچسپ
 کتابوں میں سے ایک کتاب پادری پہلی صاحب کی تصنیف ہو رہی ہو
 نام جس میں صاحب موصوف نے کتاب اعمال کی حقیقت اور
 ماجروں کو ان احوالوں سے جو رسولوں کے خطوط میں مندرج ہیں
 منطابق کیا ہوا اور وہ موافقت جو اسے نکالی بہت عمدہ اور نادر ہوگا۔

گواہوں کا پختہ امتحان ہوا اور انکی سب باتوں میں کامل
 موافقت تھی +

ایسی مطابقت پیل کے سب وہی مسائل میں پائی جاتی ہے
 اس دلیل کی تقویت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب ہم دیکھتے
 ہیں کہ زبانی اسے تحریف نہیں تاہم پیر و سوبرس سے زیادہ گزریے
 اور کہ اس کے مصنف ایک قسم کے آدمی نہ تھے کیونکہ بعض بادشاہ
 و کاسین جنگی و وزیر اور بعض طبیب اور چوپان اور معمول لینوالے
 اور مجبورے اور بھلے نہیں سے عالم اور بعض غریب اور کم علم تھے۔
 محقق نہ رہے کہ ہندوؤں کے شانہ ایک دوسرے سے ابھر
 مختلف چن پاری لوگوں کی کتاب وہی ہی مختلف ہو آں میں ہی
 جو صرف ایک آدمی کی تصنیف ہو بہتیری باتیں پائی جاتی ہیں ایک
 دوسرے کے صحیح برخلاف ہیں +

دوسری وہ موافقت جو دلیل خلقت کے سارے کاموں کے
 ساتھ رکھتی ہو اس کے بجانب القدر ہونے کی ایک تو دلیل ہے کہ

ساری خلقت خدا سے ہو پس اگر مسیحی مذہب بھی خدا کی طرف سے ہو تو ضرور اس میں اس طرح کے کام پائے جائیں جو خلقت میں نظر آتے ہیں۔ الغرض اگر خلقت اور الہامی کتا ہیں خدا کی طرف سے ہیں تو ہم ضرورت کچھ ثبوت تلاش کریں کہ وہ دونوں ایک ہی خالق سے ہیں کہ نہیں ؟

یہہ باریک اور مشکل تحقیق ہو اور فرصت نہیں کہ ہم جیسا چاہتے اس میں مداخلت کریں علاوہ اسکے اس عزیز و اغلب ہو کہ ایسی پیچیدہ تحقیقات تمہاری سمجھ سے باہر ہو پس اس ضمنوں کا مختصر بیان ہمارے مطالب کے لئے کافی ہو گا جن جن زمانوں میں تین تصنیف ہوئی متفرق علوم جواب شہر ہیں ناتمام اور اکثر نامعلوم تھے ہیں اگر مصنف پہلے صرف انسانی حکمت سے لکھتے تو اغلب ہو کہ ان زمانوں کی عام رایوں کے مطابق علم کا بیان کرتے۔ آئندہ خطوں سے ظاہر ہو گا کہ ہندوؤں کی کتابوں اور قرآن کے اکثر مضمون ہیں جو متفرق علوم سے تعلق ہیں محض غلطی ہو برعکس اسکے یہہ

عجیب بات ہے کہ عیسیٰ میں کوئی علمی غلطی دکھائی نہیں دیتی ہو یہ ہو گیا اور غیر قوموں کے مصنفوں نے جس زمانے میں کہ عیسیٰ تصنیف ہوئی اپنی اپنی تصنیفات میں وہی باتیں اور چند ماجروں کا بیان حقیقت کے طور پر کیا جو قوت ترقی علم فلاسفہ کے بالکل باطل ٹھہرے۔ مگر انجیلی تصنیفات میں ایسی باتیں پائی نہیں جاتیں جنہیں اسکے منجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہیں ؟

تیسری وہ مطابقت جو عیسیٰ ترقی یا خدا کی اخلاقی حکومت سے دکھتی ہو اسکے منجانب اللہ ہو سیکے ایک اور ثبوت ہو یہ مضمون عیسیٰ کی شکل گذشتہ کے بہت عمدہ اور دلپذیر ہو اور جب تم علم نہ پاؤ ترقی پاؤ گے تو آؤ بھی عجیب و غریب مطابقت پہلے اور خدا کی اخلاقی حکومت کے درمیان دریافت کر سکو گے۔ پس میں اس بات کا طویل بیان نہ کروں گا مگر تم آئندہ باتوں سے دلیل کی خاصیت سمجھو گے ہندوستانی جوان دین مسمی کے باب میں اکثر پہلے اعتراض پیش لائے ہیں کہ اگر خدا چاہتا کہ یہی مذہب

ساری خلقت خداست جو پس اگر کسی مذہب بھی خدا کی طرف سے
یونہی ضرور آس میں آس طرح کے کام پائے جائیں جو خلقت میں نظر
آتے ہیں۔ الغرض اگر خلقت اور الہامی کتب میں خدا کی طرف سے
ہیں تو ہم ضرورت کچھ ثبوت تلاش کریں کہ وہ دونوں ایک ہی
خالق سے ہیں کہ نہیں ؟

یہہ باریک اور مشکل تحقیق ہو اور فرصت نہیں کہ ہم یہاں پہنچیں
اُس میں مداخلت کریں علاوہ اسکے اس عزیز و اغلب ہو کہ ایسی
پیدا تحقیقات تمہاری سمجھ سے باہر ہو پس اس مضمون کا مختصر
بیان ہمارے مطالب کے لئے کافی ہو گا جن جن زمانوں میں
قبل تصنیف ہوئی متفرق علوم جواب شہر ہیں ناقص اور اکثر باطل
تھے پس اگر مصنف پہلے صرف انسانی حکمت سے لکھتے تو اغلب ہو کہ ان
زمانوں کی حاکم رایوں کے مطابق علم کا بیان کرتے۔ آئندہ سطوں سے
ظاہر ہو گا کہ ہندوؤں کی کتابوں اور قرآن کے اکثر مضمون ہیں
جو متفرق علوم سے تعلق ہیں محض غلطی ہو کہ اس اسکے یہہ

عجیب بات ہو کہ پہلے میں کوئی غلطی و کمزوری نہیں دیتی ہو یہ ہو
اور غیر قوموں کے مصنفوں نے جس زمانے میں کہ پہلے تصنیف
ہوئی اپنی اپنی تصنیفات ہیں وہی باتیں اور چند ماجروں کا بیان
حقیقت کے طور پر کیا جو وقت ترقی علم فلاسفہ کے بالکل باطل
ٹھہرے۔ مگر انہیں تصنیفات میں ایسی باتیں پائی نہیں جاتیں جو بھی
اسکے بجانب اللہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہیں ؟

میسری وہ مطابقت جو پہلے رزاقی یا خدا کی اخلاقی حکومت
سے کہتی ہو اسکے بجانب اللہ ہو سکا ایک اور ثبوت ہو یہ مضمون
عمدی مثل گذشتہ کے بہت عمدہ اور دلپذیر ہو اور جب ہم علم میں زیادہ
ترقی پاؤ گے تو اور بھی عجیب و غریب مطابقت پہلے اور خدا کی
اخلاقی حکومت کے درمیان دریافت کر سکو گے۔ یہیں ہیں
اسباب کا طول بیان نہ کرو مگر تم آئندہ باتوں سے دلیل
کی خاصیت سمجھو گے ہندوستانی جوان دین بھی کے باب میں
اکثر بہت اعتراض پیش لاتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا کہ یہی مذہب

تمام دنیا کے لوگوں کے واسطے ہوتو مدت سے وہ جزوِ رسانی قوموں
پر نازل کرتا اور وہ یوں نظر پر کرتے ہیں اسلئے کہ بہت لوگ اس
مذہب کو نہیں جانتے جب تک کہ کوئی انکو نہ سکھلاوے اور کہ
بہنوں نے زمانہ حال تک اسکی خبر بھی نہ سنی تھی تو اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ خدا کو منظور نہ تھا کہ یہ مذہب عالمگیر ہووے بل دریافت
کرنا چاہتے تھے کہ خدا کی عام رزاقی اس معنی پر کیسی روشنی ڈالتی
ہو۔ اس بات پر ہم بہت آسان مثالیں پیش کریں گے مثلاً اخلافت
کے بیچ خدا کے انعاموں میں سے ایک نہایت ہی مفید و بابر ہوئی
یعنی نکلوں میں کان آہن پائی نہیں جاتی کیا اور نکلوں میں سے
دہاں لوہا لانا بڑی بات ہو پھر بعض مفید و انیاں حقوڑے
دونوں سے پائی گئی ہیں کیا یہ کہنا درست ہے کہ خدا نے اسکی
پہچان ہزار ہا برس تک نہیں دی اس سبب سے وہ نہیں جانتا
ہو کہ یہاد و بیات واسطے فائدہ و عوام کے استدلال میں لائی جاویں
تھا ہر مذہب قول کہ جو خدا چاہتا ہے کہ لوگ اسکی بابت سمجھیں وہ

ہمیشہ بغیر وسیلہ انسان ظاہر کیا اسکی عام رزاقی کے خلاف ہو۔
خدا کی مرضی ہو کہ بنی آدم اس کے حکموں کو سمجھیں اور انہیں تو بھی اگر
انکو کو والدین اور مرنے والے انکو ایسا کرنا نہ سکھلا دیں اور وہ راست
پر تربیت نہ کریں تو وہ بالظہور نہ حالت غفلت اور یہ بھی میں سیانے
ہو جاویں گے۔ ویسے ہی خدا عیسائیوں کو حکم دیتا ہے کہ بیکر ساری
قوموں کو سکھلا دیں اگر عیسائی ایسا نہ کریں تو قومیں جاہل و بیکار
اور کینت رہیں گی۔ پھر جس طرح کہ تم نے نہ خدا سے بے وسیلہ کروا لیا
اور راستا کی معرفت لڑ لکھیں میں سکھا کہ جھوٹے ہونے اور چوری کرنے
سے باز رہو اس طرح پر تم نجات کی خبر نہ خاص کر کے خدا سے ملکہ
پادری صاحبوں کے وسیلے سے سنتے ہو۔ پس یہہ بات کہنی کہ
اگر خدا چاہتا ہے کہ ہم سب پر ایمان لا دیں تو وہ ضرور آسمان سے آواز
بلند حکم دیتا بعینہ اسکی مانند ہے کہ ہم کہیں کہ اگر خدا چاہتا ہے کہ ہم
چوری نہ کریں وہ خود آسمان پر سے آواز بلند ہم کو منع کرنا +
اوپر کے ماجروں سے خدا کی رزاقی یا اخلاقی حکومت اور

مسیحی مذہب کے بچہ ٹھیک موافقت دکھلائی دیتی جو خدا کی رزاقی اور اسکی الہامی کتابیں ایک ہی قسم کے حروف اور ایک ہی ہمنوا سے لکھی ہوئی نظر آ رہیں وہ متعزق خاصیتوں میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں جنکو لکھنے اشخاص قابل اعتراض سمجھتے ہیں فی اٹل ٹہیل کا یہ بڑھ چوئی کہ اولاد اکثر اپنے والدین کے گناہ کے سبب دکھ لکھاتی جو ایک تول جو جسے ہتیرے منکروں نے سپہانی کے خلاف سمجھ کر بیبل کے رد کرنے کے لئے پیش کیا ہو۔

گناہی بات خدا کی عام رزاقی میں اکثر دکھلائی دیتی جو شرابی اپنی لڑکے کا نقصان کر سکتا یا اسے مار ڈال سکتا ہو یا اگر وہ اپنے بدن کو منہ نہ پہنچا دے تو بھی وہ اسکی روح کو ناپاک اور نگراہ کر سکتا ہو۔ حقیقت میں لڑکا اکثر اوقات بالضرورت اپنے والدین کے گناہ کے سبب سے دکھ لکھتا ہو مثلاً باپ جس نے شہوت پرستی سے اپنے جسم کو کمزور کر دیا ہو اپنی اولاد کو نیز طبع اور زور و کوشش کر سکتا ہو اگر پوچھا جائے کہ کب اسے جو جواب دینا پڑتا ہو کہ ہم کو

اچھی طرح سے معلوم نہیں۔ مگر حقیقت یہی ہو اور ہمارے طلب کے لئے یہہ کافی ہو +

پس دلیل سابق الذکر کا مختصر بیان یہی ہو اور دین عیسوی کی اکثر باتیں خدا کی رزاقی سے عجیب طرح کی مطابقت رکھتی ہیں اور وہی مطابقت خدا کے ان امورات میں بھی پائی جاتی ہے جن کے اور اک سے ہماری عقل و فہم قاصر و متعجب ہو اسی طرح پر دین عیسوی کی مشکلات بھی اسکی پجانی پر قوی دلائل ہوتی ہیں اگر انسان کو کمال بانی ہوتا وہ کبھی ایسی مشکلات استعمال میں نہ لاتا جب انسان کوئی مذہب جاری کرتا ہو تو کوشش کرتا ہو کہ اس میں اعتراض یا غماز نہ ہو مگر خدا سپہانی کو ہرگز نہیں چھپاتا ہو خواہ انسان ضعیف العقل ہو سکے تمام و کمال سمجھے یا نہ۔ پس جب تک خدا کی رزاقی میں بہت عین بھیہ ہیں جنکی عقائد ناک بہ پہنچ نہیں سکتے ہیں تب مذہب میں بھی بہت باریک بھیہ ہو گئے جو ہماری سمجھ سے باہر ہونگے +

اسحوال خط

دین عیسوی کا مذہب طبعی سے مقابلہ کئی جانے کے
بیان میں

عزیز دوستو۔ دین عیسوی کی باطنی ولیوں کے تحقیق کرنے
میں پیش قدمی کر کے ہم اسے مذہب طبعی سے مقابلہ کریں۔ مذہب
طبعی سے خدا کی ان حقیقتوں سے مراد جو جنکی دریافت انسان اپنی
عقل سے کر سکتا ہو۔ یہہ معنوں خطہ قومہ بالا کی کیفیتوں سے
نسبت رکھتا ہو تاکہ تو بھی عاجیہ یہہہ یعنی تحقیق کے ہو +

ہم اقرار کرتے ہیں کہ بغیر الہی الہام کے خدا کی پہچان کی مقدار
ہو سکتی ہو ایک علم جو اسے ہم خلقت کی روشنی کہتے ہیں اس سے
مراد ہو خدا کی وہ ساری پہچان جو خلقت کے کاموں اور خدا کی
رزاقی اور عقل کی خاصیت سے دریافت ہوئی ہو جو جب ہم ان

تعلیمات کو جو ان باتوں سے خدا کی بابت حاصل ہوتی ہیں ایک
قاعدے میں جمع کرتے ہیں تو اسے ہم مذہب طبعی کہتے ہیں مگر اس
مک کو ایک غلطی سے ہمیں بہت لوگ اس ضمنوں پر کان نہ بھنسن جاتے ہیں
آگاہ کرنا ہوں بعضوں نے خیال کیا ہو اس سبب سے کہ خلقت
کی روشنی خدا کی بابت تحقیقیں دکھلائی ہو مگر آدم انکو یہ آسانی
پہچان کئے ہیں وہ تصور کرتے ہیں کہ جب کبھی خلقت بولتی ہو تو اپنی
سنتے ہیں مگر یہہ صحیح نہیں ہو خلقت کی آواز پجارتی ہو کہ خون مت کر
تو بھی اکثر تو ہیں ہیں جو بجز لڑائی و خونریزی کے اور کسی شغل سے
خوشی نہیں پاتے یہاں بلکہ بعضی قوم آدم خوار بھی ہیں۔ اب ہم
دیکھتے ہیں کہ اگرچہ خلقت بولتی ہو تو بھی نہیں آدم اکثر اپنے کانوں
کو مڑ کر کے اس کی آواز نہیں سنتے ہیں۔ پس نہیں ہرگز خیال کرنا
نہ چاہئے کہ کوئی ایسی قوم تھی جسے ہر مذہب حقیقیں جو ہم مذہب طبعی میں
شامل تھے ہیں بالکل ناہیں۔ ہاں بلکہ یہہہ فلسفوں میں بھی کسی نے اس

مذہب کے سارے آئین قبول نہ کئے عوام الناس کی رائے تو اکثر
حال کے قاعدے سے محض خلاف تھی +

ایک اور بات کی طرف غور کرنا چاہئے۔ سب عیسائی اور بعض
مذہبی متفق الزامے ہیں کہ قادیان مطلق خدا نے بنی آدم کو انکی پیدائش
کے چند روز بعد الہام بخشا اور اس اصل الہام کی بعضی باتیں
بنت پرستوں کے قاعدوں میں اکثر پائی جاتی ہیں اس قول کے مطابق
اکثر ان حقیقتوں میں سے جو غیر قوم خدا کی بابت مانتے ہیں وہ انبیاء
سے حاصل ہوئیں نہ ایجاد سے +

پس ان مابروں پر غلط کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ مذہب
طبعی میں خدا کی بابت وہ مسائل شامل ہیں جنکی طرف خلقت کی
اشارہ کرنی ہو مگر یا وجود اس اشارے کے اکثر سمجھ سے بعید ہو
اس واسطے یقین حاصل ہو کہ اگر الہام کی مدد نہ ہوتی تو ہم آواز خلقت
سے فقط چند ذاتی باتیں ہی چاہتے اور انکی دلچسپ اور عمدہ تعلیمات
ہم سے بالکل مخفی رہتیں۔ اور جب ہم مذہب طبعی کا ذکر کرتے ہیں تو ہم

ان ساری باتوں کو جو بنی آدم اپنے ہر طرح کے وسیلوں کے خلقت
میں پاسکتے ہیں شامل کرتے ہیں۔ وہین عیسوی اور سب دوسرے
مذہبوں کی ساری گواہی سننے کے بعد لوگ آج حقیقتوں کا بیان
کرتے ہیں جنکی اشارے خلقت میں پائے جاتے ہیں +

میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون پر اپنا مطلب آدرسی بیان
ظاہر کر دو اس سبب سے کہ اکثر ہندوستانی جو ان خیال کرتے ہیں
کہ وہ حقیقتیں جو مذہب طبعی کے حال کے رسالوں میں مندرج ہیں ہم
انسان سے بنیاد و دین عیسوی کے ایجاد ہونے میں یقیناً انکار
خیال محض غلطی پر ہو۔ ایک مثال ہو فرض کرو کہ ایک شخص مدت سے
کسی تاریک جگہ میں محبوس رہا ہو اور روز و رات اپنے جھننے کے واسطے
باز نہ جانتا ہو۔ پھر فرض کرو کہ تھوڑی دیر کے واسطے اس تاریک
مکان میں روشنی نمودار ہو اور اس کے ذریعہ سے دروازہ دریافت
ہو جائے۔ اب حقیقتاً وہ شخص ایسی جہالت میں نہیں رہے جیسے کہ قبل
از نمود روشنی کے تھا اور واقعی اگر وہ شخص کہے کہ روشنی کو ایجاد

نجم کچھ فائدہ نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہو تو از روئے عقل وہ شخص یہود و
 یہوتوں اور لاف زن ٹھہر گیا تو ہمیں اکثر ہندوستانی جہاں دین ہی
 کی بابت ایسے خیال رکھتے ہیں ہی باتیں یاد رکھکے ہم دین عیسوی کو
 مذہب طبعی سے متقابلہ کرتے ہیں +

۱۔ اس ضمنوں پر میرا جملہ قول یہ ہے کہ دین عیسوی بڑا ایک
 حقیقت اور فرض کو جو دین ہی سے معلوم ہوتا ہے جو غیبی سکھاتا ہو +
 خدا کی بابت کوئی مسئلہ پیش کر دے جسے مذہب طبعی کے صحت
 اکثر قبول کرتے ہیں یہ عقل کے مطابق ہو جس نے ناقص نہیں کرتا بلکہ
 کہ وہی مسئلہ زیادہ صاف اور عمدہ عبارت کے ساتھ بیان کیا جلاوڑ
 یا علم اخلاقی کا کوئی فیلسوف جو انسان کے ضمیر کو تفریق کرنا اور اس سے
 منطوقی و احکامات کے قواعد کا انشا کو کسی فرض کو خواہ واسطے فائدہ
 عام یا خاص کے ہر جس کا تسلیم کرنا انسان کو قوی و دلیلوں سے
 واجب ہو بیان کرے جس میں کسی فرض کو کسی الہامی کتابوں کے
 ادراک پر اظہار من الشمس دکھلا دیا +

و حقیقت ایک ہماری مسئلہ جسے گذشتہ بیان کے ساتھ مثال
 کرنا چاہئے اگرچہ وہ قول سابقہ الذاکر کو کسی قدر تبدیل کرتا ہو مگر ہرگز
 اس کے خلاف نہیں ہو یعنی عیسوی مذہب اگر خدا کی طرف سے ہو تو بالآخر
 وہ سچائی اور فرض کا کامل قاعدہ ہو گا اور اس سبب سے کہ
 سارے دنیاوی قاعدے نامتام ہیں تو بغیر ورت دین ہی انسانی
 رموز سے ہمیشہ افضل تر ہو کیا ہی عجیب اور دلچسپ کمینیت ہوئی اگر
 دین عیسوی کے بعض مسائل جن پر ایک زمانے کے لوگوں نے اعتراض
 کئے آئندہ زمانے کے زیادہ عقل مند لوگوں کو پسند آئے۔ یہاں ہمیشہ
 یکساں رہتی ہو اگر انسانی علم ہمیشہ ترقی پاتا ہو اور بنی آدم رفتہ
 رفتہ زیادہ دانشمند ہوتے جاتے ہیں۔ تب کیا یہہ بات سچ ہو
 کہ دین عیسوی کی بعض باتیں جو اگلے زمانے میں حقیر جانی جاتی تھیں
 زمانہ حال میں بالآخر ماننی جاتی ہیں۔ بیشک سچ ہو نہ تھا عیسوی تعلیم
 عورتوں کی بابت کہ وہ نہ مردوں کی کمینہ نہ ہو بلکہ اگلے ہمدرد ہوئے
 کے لئے پیدا ہوئی ہیں اور بشیر الازواج کی معاونت جو اس تعلیم کا

مختبر ہو۔ دین عیسوی کے جاری ہونے کے وقت یہ پینچیس شخص
 نامعلوم گئی جاتی تھیں مگر اب کوئی حق شناس انکو نامنا سب نہیں
 کہتا ہو یہیل جانور فروتن ہونے کی ہدایت کرتی ہو سلف کے
 لوگوں نے اسکو ٹھٹھے میں اٹایا اور غریب دل شخص کو کینہہ چاواپس
 سمجھا اسکی خمارت کی مگر زمانہ حال کے حق شناس لوگوں میں کون
 ہو جو حکم کی تشریف نہیں کرتا ہو۔ اس مضمون پر ادبیت مثالہ قابل
 بیان تھیں مگر ہمارے مطلب کے واسطے یہی کافی ہو کہ بھی مذہب
 بذاتہ عقل انسان سے سبق و فضیلت رکھتا ہو۔ پہلے اس باعث
 کہ اکثر لوگ صرف اپنی نادانی سے یہیل پر اعتراض کرتے ہیں چاہئے
 کہ ہم گذشتہ زمانے کے تجربے سے آئینہ کے لئے ہر شیری کی
 نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم خمدار رہیں نہ کہ الہی دلیل پیش
 لاویں جس سے آئینہ ہر ثبات ہو وے کہ ہم صرف اپنی ناپائی
 کے سبب سے عیسوی مذہب کی عالی توقیت کو نہ پہچانیں ہم بھی

مذہب کے بعض عقاید کا مختصر بیان کریں اور دیکھ لیں کہ یہیل
 سب سے عالی عقل کے مطابق ہیں کہ نہیں +

مذہب طبعی کی مشہور تفسیروں میں خدا کی بابت اس طرح تفسیر
 پائی جاتی ہو۔ ۱۔ اسکی قدامت ابدیت بے نیازی وحدانیت
 بے انتہائی غیر تغیری روحانیت قدرت ہر کہیں جانوری غم غیب
 پاکیزگی عدالت مہربانی راستی۔ ۲۔ اسے سب چیزوں کو پیدا
 کیا اور وہ سب چیزوں کی حفاظت کرتا اور آپس حکومت کرتا ہو۔ ۳۔
 یا گناہ موجود ہے خدا اس کا بانی نہیں ہو وہ اس سے نفرت رکھتا اور
 اسے مڑکب کو سزا دیتا ہو۔ ۴۔ انسان اس نے مخلوق ہو اور اسی
 سے ہر ایک برکت کا محتاج ہو اور جی المقدور اسکی ہنگامی کرنا فرض
 ہو انسان اخلاقی وجود ہو اس نے خدا کی اخلاقی حکومت کا
 محکوم ہو و عالم عقلی کے لئے مقرر ہو جہاں وہ متوجہ سزا جزا کا
 ہو گا پھر وہ گنہگار اور متفرق طور پر پرافت رسیدہ ہو در بیان اس کے
 اور خدا کے ناموافقت ہوئی یہہ مسائل خدا اور انسان کی بابت

نیل نصیب بنی کرتی ہوا اور اس میں یوں لکھا ہو۔ ۱۔ دیکھو ۱۰ زبور آیت
 پچیسہ اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور زمین بنی ازل سے
 اب تک تو ہی خدا ہو۔ خروج کی کتاب ۳ باب ۴ آیت خدا نے
 موسیٰ کو کہا کہ میں وہ ہوں جو میں ہوں اور اس سے کہ اب تک تو ہی نیل
 سے کہہ دو کہ وہ جو ہو اسے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہو خدا کا نام اکثر جگہ
 نیل میں ہو وہ پوچھا جاتا ہو جس سے یہ مراد ہو کہ ساری موجودات
 کا مکینہ درجہ ہے۔ اعمال کی کتاب ۱ باب ۲۵ میرے خدا میں
 کے باعث سے نہ ت نہیں لیتا اگر با کسی چیز کا محتاج ہو کہ ہو کہ وہ تو آپ
 سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ عطا ہو۔ پولوس کا خطرہ ہو کہ
 ۱۱ باب ۶ آیت اسی سے اور اسی کے سبب اور اسی کے لئے
 ساری چیزیں ہوتی ہیں پھر انتہائی کتاب ۶ باب ۴ آیت
 سن لے اور اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے یہی ملائین
 کا ۸ باب ۲ آیت دیکھ آسمان اور آسمانوں کے آسمان تیری
 گنجائش نہیں رکھتے۔ ایوب کی کتاب ۱۱ باب ۷ آیت کیا تو اپنی تلاش

سے خدا کو پاسکتا ہو ملائی کی کتاب ۳ باب ۶ آیت میں خداوند پر
 میں بدلتا نہیں پھر یعقوب کا خطا باب ۷ آیت ہر چھٹی بخشش اور
 ہر کامل انعام تو پڑی سے نوروں کے باب سے آرتا ہو جس کے
 نزدیک بدلنا اور پھر جانیکا سایہ بھی نہیں۔ یوحنا کی انجیل ۱ باب
 ۲۴ آیت خدا رح ہو اور اس کے پرستاروں کو فرض ہو کہ روح اور
 راستی سے اس کی پرستش کریں پیدائش کتاب ۸ باب ۴ آیت کیا
 خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہو۔ متی کی انجیل ۱۹ باب ۲۶ آیت
 خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہو۔ یرمیاہ نبی کی کتاب ۳ باب ۲۴ آیت
 کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھرے نہیں خداوند کہتا ہو۔ ۱۴ زبور
 اس کا فہم ہے انتہائی ہو۔ پولوس کا خطرہ ہوں کو ۱۱ باب ۳۳ آیت
 واہ خدا کی دولت و حکمت اور دانش کی کیسی گہرائی ہو شیشا
 نبی کی کتاب ۶ باب ۳ آیت قدوس قدوس قدوس خداوند
 رب الانواج ہو۔ یرمیاہ نبی کی کتاب ۹ باب ۲۴ آیت میں خداوند
 ہوں جو دنیا میں رحمت اور رحمت اور راستبازی سے حکمرانی

کتابوں کے میری خوشنودی انہیں چیزوں میں جو خداوند کے کتاب ۱۴۵
 زبور ۹ آیت خداوند سب کے لئے بھلا ہو اور اس کی لطیف رحمتیں اس کی
 ساری خلقت پر ہیں بیشیادہ بنی کی کتاب ۲۵ باب ۱۱ آیت تیری
 مصطفیٰ قیم راست اور سچی ہیں ۲ پیدائش کی کتاب ۱۱ باب ۱ آیت
 بلند ہیں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ ۱۴۵ از زبور ۱۶۱
 آیت سب کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں تو انہیں وقت پر روزی دینا کہ
 تو انہی ٹٹھی گھولتا ہو اور ہر ایک جاندار کا پیٹ بھرتا ہو۔ ۱۰۳ از زبور
 ۹ آیت خداوند نے آسمانوں پر اپنا تخت قائم کیا اور اس کی
 بادشاہت سب پر محیط ہو ۳۔ یوحنا کا پہلا خط ۵ باب ۱۹ آیت
 سائیں دنیا بلی میں پڑی رہتی ہو۔ یعقوب کا خط پہلا باب ۱۱ آیت
 جب کوئی امتحان میں حصّے تو وہ نہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے
 امتحان میں حصّہ کیا کیونکہ ابھی سے نہ آپ آزمایا جاتا کہ کسی کو
 آزماتا ہو۔ امثال کی کتاب ۵ باب ۹ آیت شہر کی روش سے
 خداوند کو نفع نہ ہو۔ امثال کی کتاب ۱۱ باب ۲۱ آیت جبچہ ہاتھ

سے ہاتھ ملا یا جاوے پر شہر سے سزا بھوٹے گا۔ ۴۔ اعمال کی کتاب
 ۱۱ باب ۲۷ آیت اس سے ہم چیتے اور جلتے پھرتے موجود ہیں۔
 پولوس کا پہلا خط فرنیقیوں کو۔ ۱۰ باب ۱۱ آیت پس تم کھاتے پیتے
 یا کچھ کرتے ہو سب خدا کے جلال کے لئے کرو۔ رومیوں ۴ باب
 ۱۲ آیت پس ہر ایک ہم میں سے خدا کو اپنا اپنا حساب دیگا امتی کی
 انجیل ۲۵ باب ۲۹ آیت اور ہے ہیشے عذاب میں جائیگے پر رہنما ہر
 ہمیشہ کی زندگی میں رومیوں کا ۱۱ باب ۲۳ آیت سمجھوں نے گناہ
 کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ ایوب کی کتاب ۵ باب ۷ آیت
 لیکن آدمی تکلیف کے لئے پیدا ہوتا ہو جس طرح سے چنگاری کی صورت
 ہو کہ لوہہ کو اڑے۔ پولوس کا خط انیسویں کو ۲ باب ۱۲ آیت ہم دوسروں
 کی مانند طبیعت سے غضب کے فرزند ہیں +

غرض آیات مذکورہ بالا میں کبھی مذہب کی ان تعلیمات کا جو مذہب
 طبیعی سے مطابقت رکھتی ہیں مختصر بیان پایا جاتا ہو ایسی تعلیمات کا
 ثبوت اکثر لوگوں کے قولوں میں پایا جاتا ہو اگرچہ وہ لوگ

باجمقوم اور مذہب میں اختلاف رکھتے ہیں سوائے دین مسیحی کے
اور کسی مذہب میں یہ ہر ساری حقیقتیں پائی نہیں جاتی ہیں تو ہمیں انکو
مذہب طبعی کی حقیقتیں شمار کرنا چاہئے اگرچہ وہ انکو اپنے آپ شاید
کبھی نہ پہچانتے تھے تو ہمیں جس شئ اس عقل فوراً انکو قبول کرتی
ہو۔ پس یہاں تک مسیحی مذہب اور مذہب طبعی باہم مطابقت
رکھتے ہیں مگر اتنا فرق ہو کہ مسیحی مذہب قریب ان ساری عقلیوں کو
ایسی تمیز اور تاکید سے بتلا تا کہ انکو زیادہ بخجیدہ اور قوی کر دیتا
ہو یہ نسبت اسکے کسی فیلسوف نے انکو کبھی بتایا ہو +

۲۔ یہہ خیالات ہم کو ایک اور بڑی حقیقت تک پہنچاتے ہیں
یعنی اگرچہ دین مسیحی مذہب طبعی کو کسی طرح رد نہیں کرتا تاہم نسبت
اسکے اور بھی بہت حقیقتیں ظاہر کرتا ہو۔ بیشک ایسی بات
ہونی چاہئے۔ جب ہم لفظ الوہام استعمال میں لاتے ہیں تو مراد
یہہ ہو کہ خدا سے ایسی بھاری حقیقتوں کا عالم ہو جو ناچندین انسان
از خود کبھی نہ دریافت کر سکتا اور اگر وہ ہر قسمی میں بڑی تعلیمات فہم

انسان سے باہر ہیں نہ ہر قسمی نازل ہوئے کی کیا ضرورت
تھی۔ الغرض اگر مسیحی مذہب الہامی ہو تو ہمیں ایسی بھاری حقیقتیں
ضرور ہونگی جنہیں انسان کی عقل بغیر مدد کسی کے دریافت نہیں کر سکتی
پوشیدہ نہ رہے کہ وہ ساری حقیقتیں جو مسیحی مذہب سے ظاہر ہوتی
ہیں چاہئے کہ مذہب طبعی سے کامل مطابقت رکھیں۔ بچائی بچائی کے
خلاف نہیں چسکتی مذہب طبعی اور مسیحی کا فتنن آئندہ مثال سے
ظاہر ہوگا۔ دین طبعی اس عمارت کی مانند جو بالکل ناتمام کی حالت
میں محو شری گئی ہو گہری اور کشادہ بنیاد ڈالی گئی ہو جو بجا بھاری
دیواریں بنی ہیں ہر ایک چیز سہاری کی بڑی اور جہلان کرنیوالی بناوی
پر شروع ہوئی جو مکررات کا نقشہ نامعلوم ہو اور اکثر حصے ہر جگہ
قائدہ بالکل ہم دریافت نہیں کر سکتے ہیں۔ الغرض یہہہ نامکمل
عمارت ہم کو یا سمجھا معلوم ہوتی ہو اور اگر ہم اس کا نقشہ بھی جانتے
تو ہمیں اس طاقت نہیں ہو کہ اسکے شروع کی شان کے موافق تاؤ کریں
مگر مسیحی مذہب پیش آئے اس عمارت کو تمام اور کامل کر تا ہو اور ایک عمدہ

بالا خانہ ان کشادہ اور مضبوط بنیادوں کے لائق بنانا ہو اور ایک
دیوار اور پیچہ کو جو بنے تھے اپنی عمارت میں شامل کیے تھا ہر کرتا ہو
کہ ایک عالیشان اور عمدہ خیال نے ان سب جہتوں کو جنہوں نے
اپنی اصلی حالت پر جاری سمجھ کر جو حیران کیا تھا مرتب کیا اسٹل
کو برکتنا رکھ کر خلعت میں بہت ماجرے ہیں جو ہم کو حیران کرتے ہیں
یعنی مذہب ہی سے بہت سوال سرزد ہوتے ہیں چنانچہ اس سوال جواب
مذہب مذکور نہیں دے سکتا۔ یہی مذہب ان حیران کنوں کے لاجور کو
روشن کر دیتا ہے اور ان مشکل سوالوں کا کافی جواب دیتا ہو آئندہ
باتوں سے یہ مطلب بخوبی واضح ہو گا۔ مذہب ہی کو یہی دیتا ہو
کہ خداوند یگانہ سے نفرت کرتا ہو اور وہ اس بات کا بھی اقرار کرتا ہو کہ
ہم سب گنہگار ہیں بعد ازاں یہ سوال کرتا ہو کیا پاک خدا گناہ بننا
کر سکتا ہو اور اگر کر سکتا ہو تو کس طور پر۔ وہ یہ سوال کرتا ہو اور
انسان کا دل معلوم کرتا ہو کہ تمام دنیا میں کوئی ایسا بھاری حال
نہیں ہو لیکن مذہب ہی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس وقت

یہی مذہب پیش کرے جو اس دنیا پر یاں ایسا جواب جو مذہب طبعی اور
دین سچی کی ہر ایک تعلیم کے مطابق ہو اور ہر ایک دل جس نے
تقصیب چھوڑ کر کوشش کی ہو کہ معبود مسافری کی اصلیت کو دریافت
کرے اس جواب کی سچائی پر گواہی دیتا ہو۔ یہی مذہب کی عمدہ
اور اصلی تعلیم ہے کہ جو بجا تا سبوح مسیح کے کفارہ ہونے سے۔
دین عیسوی یہ نہایت بھاری اور عمدہ حقیقت بتلاتا ہو کہ خدا
بادجو دیکر گناہ سے نفرت رکھتا ہو جس پر بھی چاہتا ہو کہ گنہگار اپنی
سزا اور ناپاکی سے بچ جائے پھر مذہب مسطور اس طریقے کو ظاہر
کرتا ہے جس سے گنہگار بچ سکتا ہو۔ اس سے صاف انکار ہو کہ خدا کا پناہ
محکم ہو کہ ہم کو ایسی ہلاکت سے بچا دے اگرچہ اس خدا کی عبرت اور
پاک عدالت ظاہر ہو تو بھی اس میں خدا کی اس عجیب محبت
کا بیان ہو جو وہ انسان کے ساتھ رکھتا ہو۔ مسیح انسان کے
سکھانے اور اس کے گناہوں کے بے مرنے کے واسطے آسمان سے اتر
اس جلال والے شخص نے انسان کے واسطے نہایت عجیب سی بات

بسر کی اور سنے انتہا دکھلاو رجحان کدنی میں مرا اب سب لوگوں کے واسطے معافی پیش کر جاتی ہو۔ ایمان لاؤ اور پوچھو۔ یہہ خدا کی بڑا بیٹ بلکہ اس کا حکم سب ہیچا پرے گنہگار انسانوں کے واسطے ہو اور کہ انسان خدا کا بندہ ہو و ہود باتیں ضرور ہیں یعنی معافی اور پاکیزگی اور دین سچی اس طریقے کو صاف ظاہر کرتا ہو جس سے یہہ دونوں برکتیں حاصل ہو سکتی ہیں +

اب ایسی تعلیموں کی بابت یہہ ایک عجیب بات ہو کہ وہ مذہب طبع کی کسی حقیقت کے برخلاف نہیں ہیں وہ اس سے اعلیٰ ہیں مگر خلاف نہیں اور اس بنیاد پر جسے طبعی مذہب نے ڈالا ہو بغیر کچھ نقصان نقشہ اس عمارت کے قائم ہو سکتے ہیں اور حقیقتاً وہ عمارت ایسے اپنی گہری اور کشادہ بنیاد کے مطابق نہایت مضبوط اور عرصہ صورت کے ساتھ پوری ہو جاتی ہو +

پھر سچی مذہب ایسی تعلیموں میں سب مذہبوں سے کہتا اور الگ رہتا ہو اور اسکے سوائے اور کسی مذہب میں ایسی تعلیم نکل

پانی نہیں جاتی۔ اور طریقوں نے بھی مذہب طبعی کی بنیاد پر بنا ڈالی ہو مگر اکثر ان کے جوڑوں نے عمارت کے نقشہ کو بگاڑا ہو اور سوائے اسکے عقل کی جس سے ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑتی ہیں۔ یوں مذہب ہستی خدا کے قائل ہیں مگر ایک اس بنیاد پر شرک لگاتا ہو اور اکثریت پرستی بناتے ہیں بعض خدا کی ذاتی صفاتوں کا انکار کرتے ہیں اور بعض اس کی رزائی کے منکر ہیں پھر بعضے باوجودیکہ اقرار کرتے ہیں کہ معافی ضرور ہو تو بھی کہتے کہ انسان کو طبیعت بدلنے اور پاک ہو سکی ضرورت نہیں ہو علیٰ ہذا نقیاس۔ پھر عقل ایسے باطل جوڑوں کو آنت دیتی ہو + اگرچہ ہیں تو ہم سچی مذہب اور مذہب طبعی کے ڈالوں کو خلاف کے باب میں مقابلہ کر سکتے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کے اعتقاد کے سکون کو مقابلہ کیا ہو۔ مذہب طبعی اخلاق اکثر ضروری قاعدوں کو سکھاتا ہو اس کی تعلیم ہو کہ ہمیں چاہئے کہ خدا کو اپنا خالق اور حافظہ پروردگار سمجھ کر اس کی تعلیم کریں۔ پھر وہ بتلاتا ہو کہ اپنے جہنموں پر عادل اور مہربان رہیں اور کہ ہم کو لازم اور واجب ہو کہ یہی اور پاکیزگی

کی تلاش کریں اور اسے اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ مسیحی مذہب بھی
 یہی بانیں کھلانا چاہتا ہے اور زیادہ صفائی اور پاکیزہ سے۔ وہ انسان کے
 سب فرائض ایک لفظ یعنی محبت میں ختم کرتا ہے۔ محبت خدا اور انسان
 کی طرف وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ خدا کو سارے دل اور جان و طاقت و
 عقل سے پیار کریں اور اپنے پڑوسی کو جیسا کہ آپ کو۔ وہ یہہدایت
 کرتا ہے کہ علم انسان کو پیار کریں اور حتی المقدور سب کے ساتھ نیک
 سلوک کریں۔ وہ دل سے بھی باز پرس کرتا ہے جیسا کہ ظاہری امر سے
 اور بتلاتا ہے کہ تو آتش بد و خیال نفس اس امر کی مانند ہو کہ بدادہ
 آنے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تعلیم یہہد کہ وہ جو اپنے معاشی سے دشمنی
 رکھتا ہو خودی پر۔ مسیحی مذہب کے موافق ظاہری صفائی اگر اس کے
 ساتھ باطنی پاکیزگی نہ ہو صرف ریاضکاری ہو۔ وہ جلیبی و صبر خودی
 سے انکار اور مغرب دنی کھلانا ہے۔

مسیحی مذہب کا اخلاق بالکل کامل ہے وہ سب اُسے چھوٹے
 گناہ کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے بہت سے لوگوں نے خیال

کیا ہے کہ کبھی گناہ کرنا مناسب ہو بشرطیکہ نیک ارادے سے
 کیا جائے۔ مثلاً جو شخص بولنا چاہے مگر یہ مسیحی مذہب صاف
 بتلاتا ہے کہ اگرچہ ہم ایسی ہی کریم کریں جس کا نتیجہ نیک بھی ہو تو بھی خدا
 ہم کو لازم ٹھہرا دیا گیا پس کوئی شخص یہہد اعتراض نہیں کر سکتا کہ مسیحی
 مذہب جس قدر چاہے ویسا پاک نہیں ہے۔ مگر شخص فقط یہہد متنب
 پیش لا سکتے ہیں کہ کد کا مرنہ ایسا اعلیٰ اور پاک ہے کہ رسائی انسان
 و ہائیک نہیں ہو سکتی۔ مگر یہہد صرف ایک ثبوت ہے کہ یہہد مذہب
 خدا سے ہر نہ انسان سے۔ یہہد بات خلافت نبیاس ہے کہ کامل اور پاک
 خدا ایسی شریعت دے جس میں کچھ ناپاکی ہو۔ ہر خلافت اسکے انسان
 اپنی مانند نام اور غلطی آمیز قانون بناتا ہے۔

پس ہم نے دیکھا ہے کہ مسیحی مذہب بھی مذہب سے کامل طاقت
 کھتا ہے جہاں تک کہ مذہب ملحق نہیں ہوتا ہے اور یہہد بھی کہ مسیحی مذہب اس
 سے نہایت سبقت رکھتا ہے۔ وہ دونوں مانند دو خط مستوی کے
 ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے لمبا ہے۔ یا وہ ساجی الذکر مثال

پہمیش لانی جائے کہ یہی مذہب اس عمارت کو پورا کرتا ہو جسکی
بنیاد عیسیٰ مذہب کوئی تھی ہاں بلکہ ایسے شعبے سے پورا کرتا ہو کہ اسکا
عرض حق کے مطابق ہو۔

نوال خط

دین عیسوی کی خصوصیت کے بیان میں

عزیز دوستو۔ گذشتہ خط کا مضمون اتنا ضروری کہ ہم اس کا
بیان کچھ اور بھی کرینگے۔ پس اب ہم ان کیفیتوں کی طرف متوجہ
ہوتے ہیں جسے مذہب عیسیٰ مذہب طبعی سے سبقت رکھتا ہو یہہ
وہ کیفیتیں ہیں جنہیں ہر لوگ اکثر اعتراض کرتے ہیں عیسائی انہیں
باقول کو اپنے مذہب کی خاص روغن سمجھتے ہیں۔ اسوقت ہر مطلب
صرف انکی حمایت کرنا نہیں بلکہ انکو بطور دلائل کے عیسوی مذہب

کے ثبوت پر پیش لانا ہو۔ منکر لوگوں کا قول ہو کہ یہہ صینیں عیسیٰ
مذہب کے برخلاف ہیں پر میں یہہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اسکے
حق میں ایک ثبوت ہیں یہی عیسیٰ کی خاص تعلیم جو مذہب طبعی میں
پائی نہیں جاتی یہہ ہیں +

۱۔ مسئلہ تثلیث کا یعنی الوہیت میں تین جزو ہیں۔ لکھنا کرنا چاہیے
کہ یہہ وہی یا خالی حقیقت نہیں ہو بلکہ ہمارا فرض اور سلامتی اس پر
مختصر ہو کہ وہ اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں اول ہو
جہان کو ایسا پایا کر کیا کہ اپنا اکھڑا بیٹا بھٹکا کہ جاوے واسطے اپنے جان
دے +

اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں دوسرا اور خدا
کا بیٹا یا کلام خدا کہلا تا ہو ہم کو پیا کر کیا اور ہمارے عوض میں اپنے
قیمت قربان کیا۔ وہ مجسم ہو کر کفارہ ہوا اور اس کا ہر ہم کو سارے
گناہوں سے پاک کرتا ہو +

وجود الوہیت میں جو جلالی تثلیث میں تیسرا روح پاک کہلاتا

اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہو اور انکے اور خدا کے درمیان میل پیدا کرتا ہو +

۲۔ مسایل مذکورہ بالا کے ساتھ آئینہ باتوں کو شمار کرتے ہیں انسان اپنی اصلی حالت سے گرا ہوا مخلوق ہے خدا سے غفلت گناہگار کجعت اور بسبب اپنے گناہ کے واجب طور سے قہر الہی کے خطرہ عظیم میں پڑا ہو اسکی طبیعت تباہی میں پڑی ہو اسکی عقل اور سب خواہشوں میں خلل پڑا۔ گناہ نہایت بڑی ہو بالکل مکروہ ہو وہ ہوشیار اور ہلاک کرنا والا ہو +

۳۔ خدا بے حد قدوس ہے وہ فوراً ہی وہ جبری کو دیکھتے نہیں سکتا۔

وہ جبرم کرنا یا لگ کر۔ وہ بے حد عادل ہے۔ پس وہ ہمیشہ گناہ سے نفرت رکھتا ہو اور بالضرور اسکو سزا دیگا۔ تو یہی وہ گناہگار کی ہلاکت نہیں چاہتا ہو۔ وہ محبت جو۔ وہ چاہتا ہو کہ گناہگار سچ جاوے یعنی معافی اور پاکیزگی اسکو ملے اور وہ مبارک ہو۔ مگر وہ جو عادل خدا ہے گناہگار انسان کو کب تک سچا سکتا ہو۔ یہہ سوال سب سوالوں سے بھاری ہو

اگر انسان کیا جائے گناہگار ضرور ہلاک کیا جائیگا اگر محبت استعمال میں لائی جاوے خدا کی عدالت میں خلل واقع ہو کیونکہ گناہ سے سزا دیگا۔ اور سب مذہب اس سوال کے جواب دینے میں حیران ہیں۔ سچی اندر یہ عقیدہ حقیقت نظر کرتا ہو کہ خدا کا بیٹا مجسم ہوا اور گناہگاروں کے بڑے گناہ کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ یہہ سبھی مذہب کی اصلی عقیدہ ہے ہم اور کسی بات کو دریافت نہیں کر سکتے ہیں جو ان دو ضروری حقیقتوں کو ایسے جلال کے طور پر ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ گناہ بڑی ہیبتناک بڑی بر اور سزائے مجیب کے لائق ہو۔ دوسرے کہ خدا بے انتہا جبر اور محبت سے پُر ہو۔ خدا کے بیٹے کے بے انتہا درد و نزع سے گناہ کا پھل اور خاصیت زیادہ ہیبتناک طور پر ظاہر ہوتی ہو کہ بہ نسبت دنیا کے نیست و نابود ہونے کے۔ اور اس عجیب محبت کے اظہار سے ہر ایک دل کو جو کہ ملائمت اور مہربانی سے خالی نہیں ہو ایک بیروک دعوت دے جاتی ہو اور محبت الہی کی متا زور یافت ہم کو حاصل ہوتی ہو اس ذریعہ سے محبت بہتر طور پر سمجھی جاتی ہو وہ درجہ حقیقی تھا

انسانی اور دلی بے پایاں دکھ تھا اور یہ کہ خدا کے بیٹے نے ایسا
 دکھ ہمارے اور تمہارے واسطے اٹھایا ایک بات ہو جس کو کبھی فراموش
 نہ کیا جائے کیونکہ یہ سب سے عجیب حقیقت ہو جس سے
 نبی موعود واقع ہیں۔ اگر کوئی شخص اس حقیقت کو بدل و جان نہیں کر سکا
 ہمیشہ تک اسکی طبیعت پر اثر کرے گی +

مذہب عیسائی کی بابت عیسوی مذہب بڑی صفائی اور تحقیق سے لکھی
 دیتا ہے وہ ہم کو سکھاتا ہے کہ ہم مرنے کے وقت نیست و نابود نہیں ہوتے
 میں کلمہ روح زندہ رہتی ہو اور ہمیشہ تک زندہ رہیگی۔ اور ہوائے اسکے
 مذہب ہم کو سکھایا جائیگا اور روضے سے شامل کیا جائیگا۔ مذہب عیسائی نے
 مذہب ادیان سے بقائے روح کا اعتقاد بتلایا تھا مگر جسم کے حوالے
 اٹھنے کی تہذیب مذہب پر موقوف ہو +

مذہب عیسائی نے صرف نئے خیالات کو جاری کیا ہو بلکہ
 خدا و انبیاء میں وہ خدا و انسان اور ان کے رشتے کی بابت
 نام انسانی غلط فہمی خاص مذہب کے واسطے

ایک عجیب نام ہوا اسکے اصطلاحات جیسا فضل نجات رہنمائی
 بیان اور راسخا زخمہ نا تجل روح جسم و اکثر اور اصطلاحات
 اس مذہب میں ایسے نئے اور عجیب منے رکھتے ہیں کہ جب وہ پہلے جاری
 ہوا اس کا محاورہ سمجھنا مشکل ہوا ہو گا +

پس یہاں بالکل نئے خیال پائے جاتے ہیں اور نیز بہت
 اصطلاحات جنکے منے اکثر نئے معلوم ہوتے ہیں۔ ہم اس کیفیت
 سے بہت متعجب ہوتے ہیں حتیٰ کیا خیال پیدا کرنا عوام کا کام نہیں
 ہو سب سے بڑا فیلسوف فقط کبھی کبھی ایسا خیال پیدا کرتا ہے جو کہ
 اس کا طبع زیادہ بزرگوں کو تو فریاد دیتی جدا جدا کر کے دریافت کر سکتے
 ہیں۔ اور وہ جو اصل نظر آتے ہیں صرف دو ہیں پرلے خیال ہیں
 جوئے طور پر آمیزش رکھتے ہیں۔ مگر بڑی تعلیمیں جنکا میں نے ذکر کیا
 حقیقت نئی ہیں اور وہ مذہب عیسائی پر موقوف ہیں کوئی مذہب
 نہیں ہو جس سے یہ تعلیمیں اخذ کی جاسکیں +

۶۔ ان تعلیموں کی نویدگی کے ساتھ کئی عجیب اصطلاحات اور

اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہو اور انکے اور خدا کے درمیان میل پیدا کرنا ہو +

۲۔ مسائل مذکورہ بالا کے ساتھ آئینہ باقوں کو شہاد کرتے ہیں انسان اپنی اصلی حالت سے گرا ہوا مخلوق ہے خود اسے عین ہنگام کبھت اور سبب اپنے گناہ کے واجب طور سے قدر الہی کے خطوط عظیم میں پڑا ہو اسکی طبیعت تباہی میں پڑی ہو اسکی عقل اور سب خواہشوں میں خلل پڑا۔ گناہ نہایت بدہودہ بالکل مکروہ ہو وہ ہمیشہ اور ہلاک کرنی والا ہو +

۳۔ خدا بے حد مقدس ہو وہ فور ہو۔ وہ ہی کو دیکھنے نہیں سکتا۔

وہ محکم کرنے والی آگ ہو۔ وہ بے حد عادل ہو۔ پس وہ ہمیشہ گناہ سے نفرت رکھتا ہو اور بالضرور اسکو سزا دیگا۔ تو بھی وہ گنہگار کی ہلاکت نہیں چاہتا ہو۔ وہ رحمت ہو۔ وہ چاہتا ہو کہ گنہگار بچ جائے یعنی عافی اور پاکیزگی اسکو ملے اور وہ مبارک ہو۔ مگر وہ جو عادل خدا ہو گنہگار انسان کو کیونکہ چاہتا ہو۔ یہہ سوال سب سوالوں سے بھاری ہو

اگر انصاف کیا جائے گنہگار ضرور ہلاک کیا جائیگا اگر محبت استعمال میں لائی جاوے خدا کی عدالت میں خلل واقع ہو کیونکہ گناہ سے سزا دیگا۔ اور سب مذاہب اس سوال کے جواب دینے میں حیران ہیں۔ کبھی مذہب یہہ عجیب حقیقت ظاہر کرتا ہو کہ خدا کا بیٹا جو تم ہوا اور گنہگاروں کے بد گناہ کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ یہہ یہی مذاہب کی اصلی تعلیم ہو ہم در کسی بات کو دریافت نہیں کر سکتے ہیں جو ان دو ضروری حقیقتوں کو ایسے جلال کے طور پر ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ گناہ بڑی ہیہ بیناک ہو ہی ہو اور سزا نے عجیب کے لایق ہو۔ دوسرے کہ خدا بے انتہا رحیم اور محبت سے پُر ہو۔ خدا کے بیٹے کے بے انتہا درد و نزع سے گناہ کا پھل اور ضامیت زیادہ ہیہ بیناک طور پر ظاہر ہوتی ہو جو نسبت دنیا کے نیست و نابود ہونے کے۔ اور اس عجیب محبت کے اظہار سے ہر ایک دل کو جو کہ ملائیت اور مہربانی سے خالی نہیں ہو ایک بیروک دھوت دھاتی ہو اور محبت الہی کی ممتاز دریافت ہم کو حاصل ہوتی ہو اس کو اس ذریعہ سے محبت بہتہ طور پر بھی جاتی ہو وہ در در متبع جیتی تھا

ہاں جسمانی اور دلی بے پایان دکھ تھا اور یہ کہ خدا کے بیٹے نے ایسا
دکھ بہارے اور تمہارے واسطے اٹھایا ایک بات ہو جس کو کبھی فراموش
کرنا نہ چاہئے کیونکہ یہ مذہب سے ہماری اور عجیب حقیقت ہو جس سے
بہی آدم واقف ہیں۔ اگر کوئی شخص اس حقیقت کو بل وصال تقبیل کرے گا
میں ہمیشہ تک اس کی طبیعت پر اثر کرے گی۔

۴۔ عقی کی بابت مسیحی مذہب بڑی صفائی اور تحقیق سے لگای
دیتا جو وہ ہم کو سکھاتا ہے کہ ہم مرنے کے وقت میت و نابود نہیں ہوتے
ہیں بلکہ روح زندہ رہتی ہو اور ہمیشہ تک زندہ رہے گی۔ اور اس کے
کہ ہم پھر اٹھایا جائیگا اور روح سے شامل کیا جائیگا۔ مذہب طبی نے
مذہب ذہب آواز سے بقائے روح کا اعتقاد بتلایا تھا اگر جسم کے ہی
اٹھنے کی تعلیم مسیحی مذہب پر موقوف ہو۔

۵۔ مسیحی مذہب نے نہ صرف نئے خیالات کو جاری کیا ہو بلکہ
آس کا محاورہ بھی جس میں وہ خدا و انسان اور ان کے رفتے کی بابت
ڈاکر کرنا ہو گیا ہو۔ نام انجیل یعنی خوشخبری خاص مذہب کے واسطے

ایک عجیب نام ہے اس کے اصطلاحات جیسا افضل نجات رہنمائی
و ایمان اور راستباز ٹھہرنا تحمل روح جسم و اکثر اور اصطلاحات
اس مذہب میں ایسے نئے اور عجیب سنے رکھتے ہیں کہ جب وہ پہلے جاری
ہوا اُس کا محاورہ سمجھنا مشکل ہوا ہو گا۔

پس یہاں بالکل نئے خیال پائے جاتے ہیں اور نیز بہت
اصطلاحات جن کے سنے اکثر نئے معلوم ہوتے ہیں۔ ہم اس کیفیت
سے بہت متحجب ہوتے ہیں حتیٰ نیا خیال پیدا کرنا عوام کا کام نہیں
ہو۔ سب سے بڑا فیلسوف فقط کبھی کبھی ایسا خیال پیدا کرتا ہے جو کہ
اس کا طبع آزاد ہو مگر اس کو تعزیر یعنی جدا جدا کر کے دریافت کر سکتے
ہیں۔ اور اسے جو اصل نظر آئے ہیں صرف دو ہیں پرلے خیال ہیں
جو نئے طور پر آمیزش رکھتے ہیں۔ مگر بڑی تعلیمیں چکا میں نے ذکر کیا
درحقیقت نئی ہیں اور اسے مذہب سبھی پر موقوف ہیں کوئی مذہب
نہیں ہو جس سے یہ تعلیمیں اخذ کی جاسکیں۔

۶۔ ان تعلیموں کی نویدگی کے ساتھ کئی عجیب مصلحت اور

باہم متفق ہو یا شکر کرنا چاہئے۔ مریض کو اکثر خواب میں عجیب خیال نظر آتے ہیں لیکن وہ عجائبات ظاہر یا وہ گویاں ہوتی ہیں کیونکہ وہ باہم کچھ بھی مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ مذہب سیسی کی تعلیموں میں ایسا نہیں ہو۔ یہ بتائیں ایک جموعہ میں جسکے متفرق حصوں میں ایک عجیب بحث پانی جاتی ہو۔

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بعدہ نویدگی خود سیسی مذہب کی سچائی پر ایک قومی دلیل ہو۔ جس حالت میں سب سے عمدہ شعروں کو ایجاد مثلاً ملٹن صاحب کی کتاب میں بہت ہنس رہی ہو تو ایسے بڑے اور خوش اسلوب مجموعہ تعلیموں کے بنانے میں بہت ہی زیادہ ہنس رہتا اگر انسان کی تعریف ہوتی ہو۔

۷۔ اوپر کے بیان سے تم قائل ہوئے ہو گے کہ دیوین سیسی کی سبیل میں عجیب طرح کی اصلیت پائی جاتی ہو۔ وہ اصلیت بھی جو مذہب سیسی کے اخلاق میں پائی جاتی ہو قابل غور و مشاہدہ اور مفید و قابل لئے و عجیب ہیں یعنی اپنے دشمنوں کو بیا کر دو۔ جو تم پر لعنت کر دیں انکے

لئے برکت چاہو۔ جو کچھ کہ تم چاہتے ہو کہ اور لوگ تم سے سلوک کریں ویسا ہی اسے سلوک کرو۔ اب اس مضمون کے دورختے کی طرف مستوجہ ہونا چاہئے۔

۸۔ میسج سیسی کی خاصیت پر غور کرو وہ ایک ایسی خاصیت ہو جو تمام دنیا میں لاثانی ہو۔ وہ بالکل علیحدہ ہو۔ جب ہم سب سے بڑے اور مشہور مصنفوں کی استعداد کا بیان کرنا چاہتے ہیں جہاں تک کڑہ اور راک ماہیت انسان میں پہنچے ہیں تب ہم کہتے ہیں کہ وہ خلقت کے مطابق فصیح اور خوش بیان ہیں یعنی انہوں نے کیفیت انسان واجبی طور پر بیان کی ہو۔ جب ہم لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پھر ان مصنفوں کے بیان پر جو کہ ماہیت انسان کے باب میں ہو نظر کرتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہو کہ یہ ہر تصویر انہی اصل سے مٹا بہت رکھتی ہو۔ ہر مٹا ہونے پر یہ مٹا ہونے کا دعویٰ انہیں رکھتے ہیں جب ہر مٹا ہونے والوں کا بھی بیان کرتا ہو وہ صرف انکا یوں بیان کرتا ہو گویا کہ وہ بہت بڑے انسان ہیں یعنی وہ انسانی خیال ہوا ہو نہ انکی وہی کہتے

ہیں جب بلند پرواز ملکن صاحب الوہیت کا بیان کرنا چاہتا ہو تو وہ بہن
کمزور اور پریشان ہوتا ہو اور جب وہ اس سے جو پہل میں الوہیت کا
بیان ہو اگے بڑھتا ہو تو ہم نہ اسکی تعریف نہ اسکی باتوں پر اعتبار کرتے
ہیں۔ مگر عیسیٰ مسیح میں ایک ایسی خاصیت جو ایک ہی دم میں الہی اور
انسانی ہو دیکھتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتا اور کرتا ہو ایسی بے بیان غرضی نہایت
کے بالکل لائق ہو۔ الوہیت کا جلال اور انسانیت کی کمزوری کا علم ملتی ہوئی
ہو ہم اس بات کے کہنے میں جرات کرتے ہیں کہ ایسی ماہیت کا درپٹ
کرنا ہم انسان سے خارج ہو اور اس کے دنیاوی دور کا عین یک سال اور
وچھپ بیان جو انجیل میں شامل ہو خود عیسیٰ مذہب کی سچائی کے
لئے کافی دلیل ہو۔ اس حوزہ دستوں میں تمہاری دوسری سے تبت
کرتا ہوں کہ عیسیٰ مسیح کی حالت زندگی اور ماہیت پر ہوشیاری سے
غور کرو۔ مذہب کے دشمنوں نے بھی بار بار اقرار کیا ہو کہ وہ ماہیت
بالکل کامل ہو۔ جو دل اس عجیب شخص کی خوبی اور ماہیت سے ملایم
نہیں ہوتا وہ حقیقت سخت اور ہر ایک پاک اور عمدہ قوت سے خالی ہو +

۹۔ عیسیٰ مذہب کی ایک بڑی عمدہ خاصیت یہ ہو کہ وہ اپنی
تعلیموں کو نہ صرف لفظوں سے بلکہ اپنے معتقدوں کی رفتار و گفتار سے
بھی اپنی سچائی ظاہر کرتا ہو۔ یہہر مدت سے مانا جاتا رہا کہ جو کچھ ہم صحت
کا ان سے سنتے ہیں ہمارے دلوں پر ایسا اثر نہیں کرتا جو جیسا کہ کہنے
سے ہوتا ہو مثلاً کسی شخص کی صورت کا حلیہ ہمارے دلوں پر ایسا اثر
نہیں ہوتا جو حقد رکھنے والے یا اسکی قصور پر کے ملاحظہ سے ہوتا ہو۔
ان دو چیزوں کے فرق سے وہ تفاوت بہت نسبت کو ظاہر
جو کہ کسی کی حقیقت سننے اور اسکو کسی کی چال چلن میں دیکھنے
سے واقع ہوتا ہو۔ اگر خدا انہی زبان سے فرماوے کہ میں گناہ سے
نفرت رکھتا ہوں کچھ ناشر تو ضرور ہوگی پر اگر وہ اسی حقیقت کو کسی
کیفیت سے بھی ظاہر کرے مثلاً گناہ کے سبب صفت سزاوے تو
بہ نسبت اس کے زیادہ ناشر ہوگی یا اگر کوئی زبان ہی ہم سے کہتا کہ خدا
انسانوں کو پیار کرتا ہو یہ نہ ہم پر ایک طرح کا اثر ضرور کرتی تو بھی اگر
ہم ایک ماہیت سے کام لیں اس بات کے ثبوت میں دیکھتے تو وہ

تاثیر کتنی زیادہ ہوتی۔ فرض کے باب میں بھی ایسا ہی حال ہو مثلاً اگر ہم غلط پہنچکھلائے جائیں کہ ہم کو چاہئے کہ اور مل کے قصوروں کو ممانعت کریں اور سب لوگوں کو پیار کریں وغیرہ اسکی تاثیر دل پر بہت کم ہو یا نقش بر آب ہوئی نہ نسبت اسکے جو کسی کی چال و چلن میں غور و محنت دیکھنے سے ہوتی ہو اور وہ ہدایت نہایت ہی عمدہ اور مفید ہوگی اگر وہ شخص جو بادی ہو بذات خود اس کا نمونہ دکھلائے +

یہ پہلو دل بہت ضروری ہدایتیں ہیں۔ سولے ذریعہ سبھی کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہو جو ان سے مطابقت رکھتا ہو۔ مگر یہ بات بہت ہی عجیب ہو کہ بزرگین عیسوی ان کے کسی مطابقت رکھتا ہو۔ علم فلاسفہ اور مذہب ملہی کے مفسر خدا اور اسکی صفات کا کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر انکی تعلیمیں بتوں کو خلاف قیاس معلوم ہوتی ہیں اور انسی پر پایہ اثر تاثیر کرنے کے لائق نہیں۔ یا اگر وہ دشمنوں کو پیار کر نیکی تعلیم دیکر ایک دلچسپ تصویر بنا دیں تو کسی وہ صرف خیالی پوچھ و چل مثل مراب کے ہوگی ہاں ایک باطل خیال ہے دل مشکل قبول

کر سکتا ہو فیلسوف اپنے خیالات کو خدا کی بابت صرف لفظوں سے بیان کرتے ہیں پر الفاظ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے مشکل کافی ہیں مگر جاہلوں کے لئے زیادہ مشکل کافی نہیں ہیں +

پس پھیل میں واقعات اور ماجروں کا بطورالت مذکور ہو جیسے ذات الہی اور گناہ کی بدی انسان کی حقیقی خاصیت و نیز اور ایسی باتیں اکثر ظاہر ہوتی ہیں۔ انسان کا فرض بھی اعمال سے ظاہر ہوتا ہو۔ راستہ سازی اور پاکیزگی دونوں مسیح میں ایسی عمدہ اور دلچسپ طور پر دکھلائی گئی ہیں کہ فیلسوف اور دہقان انسان کے فرض کو سمجھ نہ سکا ہو کر سکتے ہیں۔ پہل کے اکثر حصے تو انیس کے طور پر ہیں اور جو ماجرے انیس مندرج ہیں ہم کو ضروری حقیقتیں سکھانے کے واسطے بہت مناسب ہیں +

پس دریافت ہوتا ہو کہ لہام الہی کا وہ طریقہ جو پہل میں پایا جاتا ہو بالکل اصل اور عالم حکمت کے مطابق ہو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تم میرا مطلب سمجھو گے۔ اگلے دستور کے موافق یہ کہنا کہ یہہ

تعلیمیں چکا بیان کیا اصلی اور سچی ہیں ایک بات ہر اور یہ کہ ان کے سکھانے کا طور اصلی اور عقل سے بھرا ہوا بالکل دوسری بات ہے۔ پچھلے قول کا بیان ہوتا ہے +

۱۔ دین عیسوی کی خاصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا مقصد عملی ہو دین بھی نہ صرف عقل سے تعلق رکھتا ہو بلکہ کسی سچائیاں دل اور چال چلن پر بھی اشارہ کرتی ہیں۔ دین عیسوی میں قواعد بھی ہیں اور ان قواعد کا مقصد ہے کہ دل اور گفتگو اور چال چلن پر تاخیر کریں۔ غرض یہی مذہب انسان کی کل طبیعت کو ظاہری اور باطنی غلوں میں درست کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی سچا مذہب ایک دورہ زندگی جو اس کے مقاصد ہی آدم کی سرحدوں تک پہنچنے میں وہ سب سے کہنے کی مختار نہیں کرتا ہے اور نہ ہی آدم میں سے سب سے بڑے گنہگار کی بابت مایوس نہیں ہونے بھولنے کو خدا کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے اور بعد اس کے لائق بازی اور سلامتی کی طرف +

یہ عملی خاصیت کو مذہب میں بہت غور سے پائی جاتی ہے کہ اکثر

ان میں خاص کر کے ایسی ظاہری رسموں کو بار بار ماننا سکھاتے ہیں جو کہ بذات خود بے گنتی اور بے پایاں ہیں۔ غرض سب مذہبوں میں سچائی کا کچھ بیان پایا جاتا ہے مگر سوائے یہی مذہب کے کوئی نہیں جو کہ طبع انسان کی درست ہونے کی ضرورت بتلاتا ہو فیلو سوفوں نے چند گزیدہ کو سچائی کی پہچان اور محبت کی طرف رجوع کرنے کا بیان کیا ہے مگر یہ ہم ان کا بیان غیر غور اور ذہنی ہر عام القاس کے باب میں وہ ہمیشہ ایسے تھے بلکہ ان کی چال اور بدی میں گرفتار رہتے تھے +

۱۱۔ یہی مذہب کی عملی قدرت بھی عجیب طرح کی ہے۔ اس کے قواعد اور مداحی پاک ہو سکی بدایتیں قوی عملی تاثیر کرنے کے لائق ہیں اور اس کی نصیحتیں دل کے خیالات پر بے شمار اور مضبوط ہیں اور ہمیں گناہ سے باز رکھتا ہے وہ سچائیاں نہیں وہ ظاہر کرتا ہے کہ دل ہی پر اثر کرتی ہیں اور ہماری خواہشوں کو نیکی کی طرف رجوع کرتی ہیں وہ ہماری طبیعت کے سبب سے قوی اصولوں کو پیدا کر دیتی ہیں اور ان کی صرف ہو کر پاکیزگی اور فرمانبرداری کی راہ چلاتی ہیں۔

و شخص جو کسی مذہب کا معتقد ہو بالضرور اسکی تاثیر اپنے دل پر معلوم کرے گا۔ اگر کسی مجرم کی جان بخشی جائے جب کہ اسے پچاسی پانے کی امید ہو تو ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل پر بالضرور بہت تاثیر ہوگی۔ مگر یہی مذہب کے اظہار اس سے زیادہ برا لگتا ہے کہ یہ اسے ہیں۔ وہ مافی کوشش کرتا ہو۔ بلکہ خدا کو خود مافی پیش کرتے ہوئے ظاہر کرتا ہو۔ نہ صرف مافی بلکہ دوستی اور انہیت۔ پس اس کی باتیں اگر مافی جائیں یہی رک ہوگی۔ الغرض وہ روح اور زندگی ہیں۔

اور مذہب جب اس علی انجام کو چاہتے ہیں اس کے حاصل کرنے کے وسیلے نہیں رکھتے ہیں مثلاً اور مذہبوں نے انسان کا حال بیان کیا ہے کہ گویا اس کے اور خدا کے بیچ ایسا سیل ہے جیسا کہ مالک اور روبرو کے درمیان ہے یعنی جیسا کہ کام کرے گا ویسی مالک اسکو تنخواہ دے گا مگر یہی مذہب اس سیل کے بیان میں جسے خدا قائم کرتا ہے بتلاتا ہے کہ وہ اس سیل سے نسبت رکھتا ہے جو کسی باپ اور اس کے بیٹے کے درمیان ہو اور ہدایت دیتا ہے کہ مسیح کے وسیلے سے مافی

حاصل کر کے اپنے دھیمے کو جو آسمانی باپ ہے پر بار کر د اور اسکی خدمت میں کرو۔ غرض اور مذہبوں کی یہ تعلیم ہے کہ خدمت بعد اس کے مافی مگر یہی مذہب یہ تعلیم دیتا ہے کہ پہلے مافی پھر خدمت۔ اس بات میں مضمون مذکور ہوا کہ اس کے موافق یہی مذہب بالکل اصلی ہو۔ فی الواقع معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب چیزوں کو الٹ دیتا ہے جو مذہب ہم اس مضمون پر غور کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی مذہب ہماری طبیعت کی حقیقی خامیوں کے مطابق ہے۔

غرض اس خط کی ساری دلائل کا مختصر بیان کریں۔ ہم یہی مذہب کی نویدگی اور اس عجائب اعلیت کا بیان کریں کہ کر سکتے ہیں خصوصاً آج دیکھتے ہیں کہ وہ خاصیتیں جو کہ اعمال کے سبب سے مشہور ہیں اپنی گہری حکمت اور اس نادریطالقت سے جو ہر انسان سے علاوہ رکھتی ہیں برابر ہیں۔ یہی مذہب کے پہلے جاری کرنے والے بے نظیر لائانی اور صاحب طبع نہ تھے وہ غریب دل بے رایہ تعلیم یافتہ اشخاص تھے۔ لیٹن یا نیوٹن صاحب ایسے مذہب کو ایجاد نہ کر سکتے

تو پطرس یا یوحنا کیونکر کہہ سکتے جواب صاف ہو کہ انسان نے اسکو بھی
 ایجاد نہ کیا۔ خود خدا ہاں اس عالم الغیب وجود نے جو انسان کے
 دل اور اسکی حاجات اور تواضع کو بخشنی جانتا ہو اور جو قدرت اور فضل کی
 لائینہاں نہ ہو پس رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ اپنے طاعون کو بیماری طبعیت
 کے موافق کر سکتا ہو مذہب مذکور انسانوں پر نازل کیا +

دسوال خط

مقابلہ دین عیسوی کا ان دینوں سے جو
 اپنی نسبت دعویٰ الہام کا رکھتی ہیں

عزیز دوستو۔ ہم مسیحی مذہب کو اس طریقے سے جو مذہب لمبی
 کہلاتا ہو مقابلہ کرتے تھے اور ہم نے دیکھا ہو کہ دین مسیحی مذہب مسیحی
 سے نہ صرف ٹھیک مطابقت بلکہ اکثر ضروری باتوں میں ممتثل رکھتا ہو۔

اب ہم دین مسیحی کو ان دینوں سے جو بجانب اللہ ہیروینکا دعویٰ رکھتے
 ہیں مقابلہ کرتے ہیں +

اکثر دلائل جو ۸۰۰ خطوں میں مندرج ہیں اس ضمن میں پریمی
 تعلق رکھتی ہیں انہیں سے بعض کا مکرر ذکر کرنا ضرور ہو +

۱۔ مسیحی مذہب اور مذہبوں سے جو الہام کا دعویٰ رکھتے
 ہیں بہت لغات رکھتا ہو کہ وہ ہر ایک بات میں خدا کی لفظی ہم آہنگی
 کرتا ہو۔ اسکی بزرگی پاکیزگی اور مہربانی صاف بلکہ جاہ و جلال کے ساتھ
 اس میں ظاہر ہوتی ہو اسی طرح اسکی حکومت اور رزاقی۔ اور یہ
 کہ ساری خلقت اسکی کمال فرمانبرداری کرے اس مذہب سے
 بخوبی آشکار ہوتا ہو۔ اسکی تعلیم کے موافق الوہیت میں کسی نقص
 کا نشان بھی پایا نہیں جاتا۔ وہ بے پایاں فضل اور ذوالجلال ہو
 اسکی مبارک مرضی کے خلاف کرنا گناہ ہو +

۲۔ مذہب مسیحی اور مذہبوں سے اس بات میں لغات
 رکھتا ہو کہ وہ انسان کے غرور کو فرو کرتا ہو۔ وہ آسے بتلاتا ہو کہ تو

اپنی حالت اصلی سے برگشتہ ہو کے جاہل تباہ آشفتمحال اور خدا کا مخالف ہوا اور سبب اسکے مستوجب عذاب الہی ٹھہرا۔

۳۔ تاہم دین بھی بعض گمراہ فرقہ فیسوفوں کی مانند طبع انسان کی حقارت نہیں کرتا۔ اس میں اسکی ذلت کا تذکرہ ہیثیث غم کے ساتھ ہو نہ خجارت سے۔ اس میں ایسا بیان نہیں ہو کہ وہ اسید سے خارج ہو بلکہ یہ کہ وہ پیشتر ایک عالیشان عمارت تھی جو کہ اب تباہی میں پڑی ہو گئی لایق استرااد ہو بلکہ حالت اصلی سے بدرجہ اعلیٰ فایز ہو گئی ہو۔ اور ان بھول کو جو اس کا سخن قبول کریں حال کر بھی خود وعدہ کرتا ہو۔

۴۔ دین عیسوی کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ گناہ کی بڑی واجبی طور پر غماہ کرتا ہو اور اس سے باز رہنے کی تنبیہ نصیحتیں دیتا ہو۔

۵۔ دین سخی اس بات سے بھی شہور ہو کہ وہ گناہ کے بدلے

کفارہ کی ضرورت صاف بیان کرتا اور بتلاتا ہو کہ یہ کفارہ بہت بڑا ہو ناچاہیئے۔

۶۔ عیسوی مذہب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کے دل کو پاک ہوئے پسینی باطنی پاکیزگی کی ضرورت سکھاتا ہو۔

۷۔ دین سخی اس بات سے زیادہ شہور ہو کہ وہ بے نسبت سیمیت کے اخلاقی قانون کی طرف زیادہ مائل ہو۔ رسمیات یہاں مراد وہ مذہبی دستور العمل جو چہرہ ست سی رسوم اور ظاہری مذہبی طریقوں کو مقرر کرتا اور بتلاتا ہو کہ یہ طریقہ مذہب میں ذاتی ہیں اس واسطے کہ وہ ان خود واجب الاجر ہیں یا کم سے کم خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی ضروری شرطیں ہیں مثلاً دین بنودین بہت سی دعائیں شان روزہ وغیرہ مقرر ہیں جو نجات حاصل کرنے کے واسطے بالکل ضرور ہیں۔ دین سخی میں ایسی غلطی بہت کم پائی جاتی ہو۔ وہ نہیں سکھاتا ہو بلکہ اکثر سنجیدگی سے یہ ہدایت کرتا ہو کہ سچا مذہب روحانی ہو یعنی خدا دل پر نگاہ کرتا ہو۔

۸۔ شاید جب یہ بات سچائی کے ثبوت میں پیش کی جاتی تو تم تائب ہو گے اس سب سے کہ تم کو کبھی سمجھے ہو کہ اسکی صاف گوایی اکثر ضروری باتوں پر چٹکی بابت اور مذہب یا تو کچھ تعلیم نہیں دیتے یا غلطی سے کچھ کہتے ہیں اسکی سچائی کی ایک قوی دلیل ہے۔ تو بھی یہی ثبوت حقیقت ہے بھاری ہو اگرچہ یہی مذہب بعضے مضمونوں کی ایسی صاف تعلیم دیتا ہو کہ ہر شخص اسکی نصیحتیں بخوبی سمجھ سکتا ہو تاہم اور مضمون ہیں جن پر وہ کچھ تعلیم نہیں دیتا ہو +

یہہ دریافت کرنا بہت ہی دلچسپ ہے کہ مسیحی مذہب لوگوں کو کونسی تعلیم نہیں دیتا ہو +

وہ ہم کو فیلسفہ بنانا بھی گراں قرار نہیں کرتا ہو۔ اور وہ دنیاوی علم سکھانے کی کوشش کرتا ہو۔ وہ ان معترضین طبیعی علی طہ نقو ک خلافت میں جو کہ اکثر دماؤں میں جاری ہوئے جیسا جفرانیہ یعنی علم ترکیب زمین نشین جسم علم ہیئت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو کچھ برائت نہیں کرتا ہو۔ اور علی علموں کی بابت بھی کچھ گواہی نہیں دیتا۔

میل ہر مذہب کی کتاب ہو۔ پھر اکثر سوالات مذہب سے متعلق ہیں جنکے جواب کے بنی آدم ہر ہتشتان میں مل گئے ہیں انکا کچھ بھی ذکر نہیں کرتی۔ جو کچھ کہ انسان کے فرائض اور حاجات سے تعلق رکھتا ہو جو کچھ کہ مذہب کے واسطے مفید ہو میل کے اوراق پر نظر اٹھائیں شمس ہو مگر جو باتیں کہ صرف خیالی اور نقطہ انسان کی خواہش کے خوش کرنے کے واسطے ہیں قصداً موقوف رکھی گئی ہیں۔ یہ مذہب باتیں بالظن سے نہیں بھنی ہوئی۔ صد ہا سوال ہیں جنکی بابت ہر زمانے کے لوگوں نے اٹھا ہی حاصل کرنے کے لئے کوشش کی ہو اور اس حاصل شدہ آگاہی کو ظاہر کرنے کے نہایت مشتاق تھے ان سوالوں میں سے بعضے یہہ ہیں۔ ذات الہی کی ہستی۔ کس طرح دنیا کی پیدائش ہوئی۔ روح اور بدن کا علاقہ۔ گذشتہ رعوں کی جگہ اور انکے رہنے کا طریقہ۔ فرشتوں کا شمار انکے درجہ بود و باش اور کام عبادت و دنیا کی خاصیت۔ دوسری دنیاؤں کی ہایت اور قصد۔ یہہ انسان کی طبیعت کے مطابق ہو کہ ایسے سوال کرے اور کہے

جواب میں کہ کوشش کرے۔ لیکن صاحب کے علم فلاسفہ سے جو کہ
فلک یورپ کے سب بڑے بڑے مدرسوں میں مشہور و معروف تھے
بہتوں نے سیکھا، جو کہ ایسے سوالوں کو موقوف کریں اس واسطے
کہ وہ ایسے اعلیٰ اور بشاد میں کہ عقل انسان انہیں کچھ مدخل نہیں
کر سکتی ہو اور سوائے اسکے کہ عملی فائدہ بھی حاصل نہیں ہوتا ہو۔
تو بھی سوائے کامل تعلیم یافتہ کے اور لوگوں میں ان سوالوں کی
طرف رجوع ہونا عجیب طرح کا شوق ہو۔

ہم جانتے ہیں کہ وقت تصنیف انجیل کے متقدمین ایسے
سوالوں پر غور کرنے کے نہایت راجع تھے۔ خاص کر کے وہی کتاب
میں دو اکثر پائے جاتے ہیں۔ یہیل میں لیکھا یا انجا کہ تئیب کی
بات ہو بلکہ یہاں بیان ہو اگر انجیل کے مصنف زمانہ حال کے
فیلسوفوں کی مانند تربیت یافتہ نہ تھے تو انکی عقل بالضرور خدا سے
روشن اور متور ہوئی تھی اور انہوں نے اسکی عین ہدایت تصنیف
کی۔ مگر ثابت ہو کہ مصنفان انجیل فیلسوف نہ تھے اور انکی خاموشی

ایسے سوالوں کی بابت سوائے اسکے کہ وہ الہام سے کہتے تھے بیان
نہیں ہو سکتی۔

علم کلام کے بعض مختلف سوالات ہیں جنکے دریافت کرنے میں
لوگ نہایت متغیر رہتے ہیں۔ انہیں سے ایک اس طو پر ہو کہ خدا کے
ہر ایک امر پر عقل نہیں اور انسان کی فعل مختاری آپس میں کچھ متضاد
رکھتی ہیں۔ دین سچی ہی یا سن چھید کے سکھانے کا مقصد بھی
نہیں کرتا۔

یہ بات ثابت کرنا آسان ہو کہ اکثر مذہب جو دعویٰ الہام
کا رکھتے ہیں ایسے مضمونوں کے بیان میں بہت غلط تعلیم دیتے ہیں۔
مثلاً اگر تم بہشت اور دوزخ کے ان بیانوں کو چڑھو کہ ہندوؤں
و پارسی و مجاہدوں کی دینی کتابوں میں مذکور ہیں تو تم کو معلوم ہو گا کہ وہ
باہم بالکل مختلف اور اکثر باتوں میں نہایت نفرت انگیز ہیں اور آپس
پر رد اکثر مضمون فیلسوف پر گمان کرتے ہیں مثلاً محمدی کلمہ علی سے
مسئلہ تقدیر سکھانا ہو۔

اور بے علم و خالی امیر و غریب مرد و زن فرنگی و باشندگان ایشیا و افریقہ
 و امریکا پر وہ براہِ تلقین رکھتا ہو۔ وہ بادشاہوں کے محلوں میں حکومت
 کر سکتا اور اس نے متفرق جزیروں کے وحشی باشندوں کو غلبہ
 طبع کی شائستگی دی ہو یعنی آدم کی امیدیں اس کے پھیلنے پر زور دے
 ہیں وہ ہر قسم کی عقل کے موافق ہو اور سب دلوں پر تاثیر کرتا ہو۔
 اس نے نبیوں صاحبِ فیلسوف کے ذہن کو منور کیا اور لوگوں
 کو حالتِ نزع میں خوش کیا ہو +

ضرورت نہیں کہ یہ ثابت کریں کہ یہ بات سچے مذہب کا نشان
 ہے۔ صرف ایک مذہب سچا ہو سکتا ہو۔ یہ قول کہ خدا ایک مذہب
 کو اور دوسروں کو جو اس کے برعکس ہیں یورپ اور افریقہ میں نازل
 کرے خلاف ہو +

۱۱۔ یہی مذہب اور دعویٰ ابراہیمی مذہبوں سے بیزاری
 رکھتا ہو کہ اس کی دلیل سب کی سمجھ کے موافق ہیں یہی مذہب کائنات
 کو بلا ثبوت ماننے کا حکم نہیں دیتا ہو۔ وہ ہم کو اپنے باپ دادوں کی

رسوں کو بے عزت ماننے کو نہیں سکھاتا ہو بلکہ حکم دیتا ہو کہ اپنے اعتقاد
 کی بنیاد کو معلوم کرو اور سچی مذہب کے ثبوت اتنے بہت اور
 جدا جدا ہیں کہ بھٹے انہیں سے ہر ایک کی سمجھ کے موافق ہر ایک
 عیسائی اگرچہ بہت ہی غریب ہو اپنے مذہب کی سچائی کا معقول
 ثبوت حاصل کر سکتا ہو +

یہ مذہب سے ضروری باتیں ہیں جنہیں سچی مذہب اور سب
 مذہبوں سے جو دعویٰ اسلام رکھتے ہیں الگ ہو اب میں غیر قوموں
 کے سب سے مشہور اور قدیم مذہبوں کا خصوصاً جو قدیم ملک یونان
 اور روم میں جاری تھے مختصر بیان کروں گا۔ یونان اور روم کے
 دیوتاؤں کا شمار میں تیس ہزار سے کم نہ تھے +

یونان جو چکا ہو کہ یہ دیوتے بذاتہ صرف مبالغہ کئے ہوئے
 انسان تھے جنہیں انسانی نیکیاں اور بدیاں کثرت سے تھیں۔
 دیوتاؤں کا وہ بیان جو مشہور شاعر قوم کی تعنیفوں میں پایا جاتا ہو نہایت
 ہی مکر ہو اور مبھنوں نے باضفاف پوچھا ہو کہ آیا ہر مکر و فریب

شخص ایسے علم الہی پر وجہ بقا اعتقاد لانا تھا جسے اوس یاچو پرطیعینی
اندراجود پوتاؤں اور انسانوں کا بادشاہ کہلاتا ہو ایک بھیجفت
لاباق الوہیت نہیں رکھتا ہو اسکی قدرت بھی پیچید نہیں ہو ہر ہر کے
بیان کے موافق دیتا لکھاتے پیتے اور آپس میں جھگڑا اور طوائی کرتے
تھے اور کبھی کبھی ایسے خوش دل ہوتے کہ انکی بنہ انتہا خوشی
آسمانوں کو ملائی۔ پھر وہ متلون اور نڈر مزاج بدگمان اور کینہ ور
ہیں اور آپسچو انکی حقارت کرتے بہرحم ہیں مگر ہر حالت میں اپنے
دوستوں کی طرف داری اور مدد کرتے ہیں۔ تو بھی یہ ملک یونان
کا عام اعتقاد تھا۔

غیر ممکن تھا کہ ایسا مذہب بنے اعتراض رہے جب اس قوم کی
ترقی علم اور طبی آرا سنگی ہوئی۔ تجارت اور غیر قوموں کی آمد و رفت
اور ترقی علم نے ملک یونان میں عجب طرح کا انقلاب پیدا کیا۔
یونانی لوگ بذاتہ دینی رسومات سے بڑی ہمت رکھتے تھے اور عام لوگ
خصوصاً یہ بات میں اس قدیم طریقے پر اعتقاد رکھتے تھے جب تک

کہ دین عیسوی اس کے عرصہ میں جاری نہ ہوا۔ مگر فیلسوفوں نے فوراً
عوام کے قدیم اعتقاد کو باطل نہ کر کیا تھا۔ پس زونانیہ نے پانسو
چوتیس برس قبل مسیح کے لکھا ہے کہ دیوتاؤں کا عوام پسند بیان فقط
ہیدینی کہانی جو اوروں نے بھی اٹھا آسی طرح پر بیان کیا ہو یہ بھی
اگر فیلسوفوں نے عوام کے اعتقاد کی پیروی کی دجھی وہ اس سے
بہتر نہ کوئی طریقہ ایجاد نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے اسکو گراہا مگر کچھ
بنانہ اسکے فیلسوف مذکورہ بالا نے اقرار کیا کہ میں خدا کی بابت کچھ
نہیں جانتا ہوں۔

ملک یونان میں فیلسوفوں کی تعلیم سے علم اخلاق میں کچھ ترقی
نہ ہوئی۔ جو عمر کے وقت میں لوگوں کی رسمیں نامہوار و نامفہول اور اکثر
بانوں میں لایق اعتراض تھیں مگر آئندہ زمانوں میں جب خوش الحقیقہ
ہنسز اور عقلی قیاس لطافت کے اعلیٰ درجے تک نہ پہنچے تب لوگوں کے
اخلاق اس سے زیادہ خراب تھے۔ اخلاق کے ساتھ جہاں لطفی
اور تمنا و نیست و نابود بلکہ ملک کی آبادی بھی کم ہوئی۔ جو شہر تھیں وہ

اور راستہ تھے ادنیٰ کا فوہو گئے اور لغت انگیز چکاری گویا ناسور
 ہوئی جس نے ملک یونان کی جان بکالی روم کا حال بھی ایسا ہی
 حلال انگیز تھا۔ رومی مذہب اور دستوروں میں یونانیوں کے پیرو
 تھے کیلئے بولے بولے اکثر اپنے یہو وطنوں کو یونانیوں کی بابت تکرار کرتے
 کہا کرتا تھا کہ وہ ہر جہی کے وجود ہیں مگر اس کا پیرو عوی یہ فائدہ نکلا۔
 یونانی علم اور آگے نہ پی سایل روم کی تمام اطراف میں بکثرت پھیل گئے
 اور جابل رومی جی میں ایسی شدت سے جو یونانیوں میں معدوم تھی
 - مستغرق ہوئے علم فیلسف نے اپنے دور سے کو ملک یونان میں
 دوبارہ کمر کے ندیدی وہمات کو خارج کیا اور روم کو یہاں تک بڑے پیرا
 بنایا کہ کسی معبود پر انکا کچھ بھی اعتقاد نہ رہا۔ قبل انکا رسیج کے دوسو برس
 تک سیدنی اور بکاری و باکی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ روم کے
 رئیس نہایت شہر پر ہوئے اور سب سے ذی فہم شخص مثل جولیتین
 سب سے زیادہ خراب ہوئے۔

پھر ہر جی اُن مذہبوں کی ایک خاصیت تھی فیہر اگر کسی کے زمانہ

تک بلکہ اسکی حکومت میں روم کے اندر علانیہ انسانی قربانی ہوتی
 تھی لڑائیاں نہایت سختی اور خونریزی سے واقع ہوتی تھیں علاج ہوتا
 تھی اور کم سخت غلام بنسبت انسان کے جانوروں کی طرح سلوک
 کئے جاتے تھے۔ اکثر عام تاشے ہوئے تھے جن میں شیر یا در مقابل ہونے
 ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور مرد و زن بکثرت جمع ہوتے
 تھے کہ اُن خون آلود ہتھکڑوں کو دیکھیں۔ بعض اوقات میں لڑائی
 سے زیادہ ایک جینے کے عرصہ میں اُن ہتھکڑوں کے درمیان ہلاک ہوئے۔
 بیمار اور مختاجوں کی مدد کے لئے کوئی شفا خانہ وغیرہ خانہ پایا نہ
 جاتا تھا۔ ہر ایک لڑاؤ سے و ان جانا ہوا کہ جس وقت سیسی مذہب جاری
 ہو اوت پرست قوموں کے درمیان دین اور اخلاق کا حال نہایت
 ہی بُرا تھا۔ یونانی اور رومی مصنفوں نے غلبہ میں سے فریاد کی کہ
 لوگوں کا اخلاقی حال اُن دربتاؤں کی مانند تھی کہ وہ پرستش کرتے
 تھے خراب تھا۔

اور قوموں کے مذہبوں کا مفصل بیان کرنا ضرور نہیں ملک صر

میں چیران پرستی نہایت ذلیل طور پر چمکی عوام کا مذہب ہوئی۔ تیسویں اور گیدڑوں کے سروئے بتوں کی پرستش پر قناعت نہ کر کے وہ تیسویں اور گیدڑوں کی پرستش کرنے لگے۔ یہ مذہب یونانیوں اور رومیوں کو نفرت آگیا۔ یہ معلوم ہوا ان کے مصلحتوں نے طعنہ زنی سے پاگل ہونے کا ذکر کیا +

ملک اسود اور بابل کے مذہبوں کا ذکر کرنا بیجا یاد ہو بلکہ غمال گوئی اور جاودگری عجیب طرح سے انکی خابست میں تھی۔ وہ مذہب بالکل خلاف شرع تھے۔ سترہ سیراڈس نے مختار سے لکھا کہ آسمانی ملکہ کی پرستش خالصہ کے بیان سے باہر مکر و تھی +

فوجی والا اور ایشیا کوچک کے اور مذہب تیس سے باہر تھے اور غضبناک تھے +

سینک اور جزیری قوموں کے مذہب نامنقول اور خول آلودہ تھے ان تثنی لوگوں کے مذہب کی مانند جو دھن طرف سمندر کے جزیروں میں رہتے ہیں +

گیارہواں خط

مذہب ہنود اور اسکی دیلوں کی تحقیقات کے بیان میں

حصہ اول

غزیرہ و ستور۔ دین عیسوی کے ولایت کن دو دینی طریقوں سے جو اس ملک میں جاری ہیں یعنی دین ہنود اور دین اسلام کی دیلوں سے مقابلہ کرنے میں تھوڑا وقت صرف کرنا بہت نامدہ مند ہوگا۔ ہم دین ہنود سے شروع کریں گے +

ہم نے دین عیسوی کی خاص دیلوں کو دو حصوں یعنی ظاہری اور باطنی دیلوں میں تقسیم کیا ہوا اور پہلے ہم کسی طرح سب مذاہب کی دیلوں پر تعلق ہو

ظاہری دلیل

ہیں ہم یہ سوال کر کے شروع کرتے ہیں کہ دین ہندو کے ثبوت میں کونسی ظاہری دلیل ہو۔ اس سوال کے جواب دینے سے پہلے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ دین ہندو کیا ہو۔ کسی مذہب کی تحقیق کرنے میں پہلا سوال بالضرور یہی ہو کہ یہہ مذہب کیا ہو پھر یہہ سوال پیدا ہوتا ہو آیا یہہ مذہب سچا ہو کہ نہیں۔ پس یہہ طریقہ ہے ہم دین ہندو کہتے ہیں کیا ہو۔ اس سوال کا جواب آسان نہیں ہو بنگال یا مدراس کا دین ہندو دہلی کے دین ہندو سے مختلف ہو اور ان کے گرد و اح کے اصولوں مثلاً کا نادر اور مہاراشٹر کے دینی طریقوں میں کچھ بھینٹ پالایا گیا ہو۔ ہندوؤں کا دین ہندو کونسی اور کونسی کے دین سے بڑا ہے کہلتا ہو۔ اس سوال کا سب سے عمدہ جواب یہہ ہو کہ اصل دین ہندو وہی ہو جو شاستروں میں مذکور ہو۔ شاستر وہ کتابیں ہیں جو ہندو لوگ

کی رائے کے مطابق الہامی ہیں اور جو کچھ انھیں نہیں ہو صرف متعلق جگرماتی سمجھنا چاہئے +

دوسرا سوال یہہ ہو کہ شاستر کیا ہو عام جواب یہہ ہو گا کہ ہمارے دیر چھ علی شاستر اٹھارہ تیران۔ اکثر سسکرت کتابیں جو انھیں شامل ہیں میں مگر تفنیفات مذکورہ بالا ہندوؤں کے نزدیک خاص کر پاک اور لایق اعتبار کے ہیں +

جس طرح ہم نے یہیل کی تحقیق کی جو اسی طرح ان کتابوں کی تحقیق کر سکتے ہیں پہلے ان کی قدامت کی بابت دریافت کریں +

پہلے قدامت ہندوؤں کی دینی کتابوں کی

شاستروں کی تاریخ بیان کرنا نہایت مشکل ہو حالوں نے بار بار کوشش کی ہو کہ سب سے شہور شاستر وکی تاریخ ٹھہرا دی گئی ہو لیکن بے انتہا اختلاف رائے میں ہم کو کچھ مضمون کی بابت بہت شک ہے شہور و مشہور دینی مضمون نے خیال کیا ہو کہ وہ جو دوسرے

قبل از مسیح ہونے لگے اور دوسرے جو کنگے اور تعلیم یافتہ تھے بیان کیا کہ
کہ وہ نقطہ سات سو برس قبل از مسیح لکھے گئے پس یہاں سات سو برس
کا تفاوت پایا جاتا ہے پر انوں کی بھی تاریخ غیر مقرر ہو۔ الغرض گمان
غالب ہو کہ انہیں سے سب سے قدیم قریب ہزار برس سے ہو اس
حساب سے وہ بعد ظہور مسیح کے آٹھویں یا نویں صدی میں تصنیف ہوئے
اور سب سے نئے انہیں سے فقط چار یا پانچ سو برس سے ہیں جمعہ علی
شتمتہوں کی بھی تاریخ ٹھہرا نا مشکل ہو۔ پس اگرچہ ہم کو معلوم ہو کہ
ہندوؤں کی دینی کتابوں میں سے چند مثلاً وید بہت قدیمی ہیں
تو بھی انکی تاریخ کی بابت ہم بہت شبہ میں پڑے ہیں +
دوسرے ان کتابوں کی اصالت کے باب میں۔

آیا یہ کتابیں جیسے مشہور تصنیف ہوئیں وہی اب تک

ہیں کہ نہیں

یہ بات ثابت کرنی کہ ہاں وہ ویسی ہی ہیں بہت دشوار ہو۔

اغلب ہو کہ ویدوں میں قرت تک بہت تزیل نہ ہوئی ہوگی تو بھی معلوم
ہوتا ہو کہ انہیں بھی کچھ تبدلات جولانہ غور میں واقع ہوئی ہوں گی۔ قریب
تمام سام وید رنگ وید میں پایا جاتا ہو تاہم اختلاف عبارت بہت ہو
عالموں نے اس بات پر بحث کیا ہو کہ ان اتفاقیوں میں آیا رنگ وید کا
مضمون زیادہ قدیم اور اصلی ہو یا سام وید کا۔ اس طرح پر مضمون
انکی کثرت میں رنگ وید میں ہیں مگر پہلا دوسرے سے استقدر تفاوت
رکھتا ہو کہ ایک عالم نصف نے انکو وہی انقلاب اور تبدل کہا ہو۔
پران بالیقین بہت بڑھ گئے ہیں پر ان کی دو قسمی کتابیں جو آپس میں
مطابقت رکھتی ہوں دستیاب ہوئی ازہیں دشوار ہو۔ مسلم معزز
ولسن صاحب کی رائے ہو کہ پران ایک اور قسم کے زیادہ قدیم تھے
جن میں سے یہہاں ایک خبر دی او غلطی آمیز نقلیں اب موجود ہیں
اس حالت میں اصلی پران بلا تفسیر نہ ہو گئے اور وہ جواب میں ساختہ
نقل ہیں۔ ایک پران میں اکثر اور پرانوں کی حسامت اور مضمون کا
تکرار مگر یہ بیان آپس میں بالمشابہت نہ ہو اسی لئے پرانوں کی اصالت کا

ذکر کرنا بیغایدہ ہو۔ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ میرے پاس
پیران کی اصل عبارت موجود ہو الغرض ہر شخص یقین کر تا ہو کہ میرے
پاس نہیں ہو۔

ہمیشہ کہتے ہیں کہ اٹھارہ پیران ہیں مگر مختلف تصنیفوں میں انکی
فہرست متعزق پائی جاتی ہو۔ کہ ماچران الگنی پیران کو ترک کر کے اسکے
بے دایو پیران لگاتا ہو۔ الگنی پیران شیو پیران کو اور اسکے بے دایو
پیران کو لگاتا ہو اور ماچران گڑ اور ہما نک کو ترک کر کے عوض دایو
اور زیر سنگبہ کو رکھتا ہو۔ سنیب چیران شیو پیران کو باطل کر کے لگاتا ہو۔
مسیحی نوٹ تو یہی پہل کی ایک عجیب کیفیت یہ ہے کہ وہ متعزق
زبانوں میں ترجمہ ہوئے (تیسرے خط کو دیکھیے) اور واضح ہوا کہ یہ انکی
قدامت اور اصالت ان ترجموں کے ذریعہ سے ثابت کر سکتے ہیں مگر
ہندوؤں کی برہمن کتابوں کے باب میں کوئی اس طرح کی دلیل نہیں ہو
اکبر بادشاہ کے زمانے تک انھیں سے کسی کا ترجمہ غیر زبانوں میں
زبور اٹھا بادشاہ موصوف کے وقت بعضی انھیں سے زبان فارسی

میں ترجمہ کی گئی۔ کوئی ان ترجموں میں سے نہیں سو برس کا نہیں ہو چلا لاکھ
صہد متحقی کی کتابوں کا ترجمہ یونانی زبان میں دو ہزار برس سے زیادہ
گزرے کیا گیا ہو۔

تیسرے اس تواریخ کی معتبری کے بیان میں جو
شاستروں میں وجہ ہو بہہ بات ظاہر دلیلوں
سے ثابت نہیں ہو سکتی ہو

۱۔ ہم انکے مصنفوں کی خاصیت اور ارادوں کی بابت کچھ نہیں
جانتے ہیں سوائے اسکے جو انکی تصنیفوں سے معلوم ہوتا ہو۔ اسکا
احوال اور کیفیت اور انکی تصنیفات کا اظہار اور انکے جاری کرنے والے
اور انکی قبولیت کا طریقہ بالکل پوشیدہ و نامعلوم ہو۔

۲۔ اور ملکوں کے مصنفوں نے انکے حق میں کچھ بھی لکھی نہیں
دی ہو جو کیفیتیں ان زبانوں میں (جو تواریخ ہوئے) کا دعویٰ

کرتے ہیں، مذکور ہیں اُن یونانی مصنفوں سے ثابت نہیں ہوتی ہیں جو سکندر ذوالقہر بن کا ہندوستان پر حملہ کرنا اور اُن واقعات کا جو بعد ازاں وقوع میں آئے بیان کرتے ہیں۔ اور ہندوستان کی سرحدوں پر ملک باکتر یا ہس یونانی حکومت دیر تک رہی مگر اسکی مشہور تواریخ سے پران مطابقت نہیں رکھتے ہیں چین کی بعضی تصنیفات میں ملک ہند کا بیان پایا جاتا ہے خصوصاً مذہب بدھ کے اُن نیز تھہ کریموالوں کی تصنیفات ہیں جو اس ملک کو دیکھتے آئے مگر ہندوستان کا احوال جو ان کتابوں میں پایا جاتا ہے اکثر باتوں میں پرانوں کے بیان سے خلاف ہو مسلمان ساتویں صدی کے آخر سے ہندوستان سے کچھ علاقہ رکھتے ہیں اور صاحبکر کے عمود غزنوی کے وقت یعنی دسویں صدی کے آخر میں اہل تاتاری بہت تھا مگر مسلمان مصنف پران کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتے ہیں اور جو دیگر اکثر پران مسلمانوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے کے بعد لکھے گئے اس سے یہ مطلب نہیں نکلا کہ پرانوں کی کوئی حقیقت غیر ملک کے مصنفوں نے بیان نہیں

کی جو مگر یہ کہ چند حقوں کو غیر ملکوں کے مصنف پرانوں سے مختلف بیان کرتے ہیں بہت زیادہ ہیں نسبت اُنکے جسے وہ مطابقت رکھتے ہیں +

۳۔ اس ثبوت کے بیان میں جو یادگاری کے پتھروں سے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مختلف اطراف میں نوشتہ چٹانوں پر پائے جاتے ہیں غاروں میں بھی تصویریں ہیں ہندوستان اور اُس کے گرد و نواح کے ملکوں خصوصاً کابل میں پڑائے سکے بہ کثرت پائے جاتے ہیں پرانوں کا بیان اور ماجروں کو اُن بیانوں سے جو اُن چٹان و پتھر وغار و سکون پر نقش کئے گئے ہیں مطابق کرنا بالکل غیر ممکن ہے یہ بات یہاں تک سچ ہے کہ مشرقی اہل علم پرانوں کے حق میں کہتے ہیں کہ لگائی باتیں حتمی تواریخ نہیں بلکہ مسانہ ہیں +

۴۔ راماین اور مہا بھارت کی نسبت بھی یہ بات سچ ہے اگرچہ ہندو اکثر بہت ہی متغیر تواریخیں کتابیں سمجھتے ہیں یہ پرانوں میں ہیں مگر ان کے قیاس اور ہر مصنف کی خوشی کے مطابق تبدیل و آراستہ ہیں

وہ سب باتیں جنکو ہم نے پڑانوں کی تواریخ کی بابت لکھا ان کا شمار ہوتا ہے
 سے بھی نہیں ہیں۔ پس اس تواریخ کی معتبری جو ہندوؤں کی دینی
 کتابوں میں شامل ہے ثابت نہیں ہو سکتی برعکس اسکے قوی دلیلوں سے
 ثابت ہو سکتا ہے کہ انکی اکثر حقیقتیں بطور محکمہ باطل ہیں +

چوتھے دین ہندو کے معجزہ ثبوت کے بیانیں

فی الحقیقت ہندوؤں کی دینی کتابوں میں معجزے بکثرت مذکور
 ہیں بلکہ وہ کتابیں نہایت ہی عجیب کیفیتوں سے بھری ہیں۔ مگر
 سوال یہ کہ ایسی باتیں حقیقتاً واقع ہوئیں کہ نہیں۔ ہم انکے ثبوتوں کی
 تحقیق کریں +

۱۔ ہندو بتا دے اب تاک بہت ہی زود اعتبار ہیں۔ قریب طرح
 کی عجیب حکایتوں کو جو انہیں شانی جانیں سچ مان لیتے ہیں۔ وہ بتائیں
 کرتے ہیں کہ اب تاک ہندوستان کے قریب ہر ایک صوبہ میں معجزے
 کئے جاتے ہیں ایسے لوگوں کے درمیان معجزے دکھلانے والے

کی شہرت حاصل کرنا فریبی اور ہوشیار شخص کو نہایت ہی آسان
 ہو +

۲۔ ان شخصوں نے جنکی نسبت ہندوؤں کا گمان ہے کہ معجزے
 دکھلانے ان معجزوں کے ذریعہ سے کسی نئے مذہب کو جاری کیا ہے
 انہوں نے وہ معجزے کسی مسئلے کی سچائی کے ثبوت میں جو ہندوؤں
 کو ناپسند تھا نہ دکھلائے۔ انہوں نے معجزہ دکھلایا دعویٰ ان
 لوگوں کے درمیان کیا جو معجزوں کو پسند کرتے اور انکے منظر سے
 اور جب وہ معجزے مذہب سے کچھ علاوہ رکھتے تھے تو ایسے مذہبی
 ثبوت میں دکھلائے گئے جو اس وقت مروج اور عام پسند تھا۔ دیکھو
 کہ یہ بات ان معجزوں کے ثبوت کو کیسا کم قدر کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص
 اب پیش آکر دین، نواد کے ثبوت میں جو نے دکھلایا دعویٰ کرے اسکو
 عوام الناس بدل و جان قبول کر لینگے۔ ایسا ہی اگلے زمانوں میں
 بھی ہوا۔ جب لوگ کسی بات کو یقین کرنا چاہتے ہیں تو اسکے ثبوت سے
 بہت جلد راضی ہو جاتے ہیں +

۳- جو دلیلیں ان معجزوں کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں اس بات کے ثابت کرنے میں کہ وہ معجزے فی الحقیقت دکھلانے گئے بالکل قاصر ہیں ہندوؤں کی گواہی اس ضمن میں پرکافی نہیں ہے۔ ان کتابوں کے لکھنے کا وقت اور مقام وغیرہ کی دریافت کا غیر ممکن ہونا جن میں وہ معجزے مذکور ہیں انکی غیر مستند ہی پر ایک قطعی دلیل ہے۔ ہندوؤں کی دینی کتابوں کی غلطیاں تو اس کے باب میں صاف ثابت ہرچیکر ہیں بہم معجزوں کی نسبت انکی گواہی کیز مکر قبول کر سکتے ہیں یہ بات تو ایسی ہے کہ ایک شخص کی گواہی کبھی میں قبول کجائے جو پہلے جھوٹ سے طرہ فہم ہو چکا ہو +

پھر ان معجزوں کے ثبوت میں سوائے ہندوؤں کے کسی اور کی گواہی پائی نہیں جاتی۔ نہ رومی نہ چینی نہ سنگالی نہ پارتی نہ سلمان ہندوؤں کی اس کیفیت کو مستحکم کرتا ہو۔ یہ تو ایک بھاری بات ہے +

۴- جو معجزے ہندوؤں کی کتابوں میں مندرج ہیں فضول بلکہ واہیات ہیں یعنی معجزے سے بڑھکر ہیں مثلاً ہنومان نے اس اندیشے سے

کہ نفلے پہاڑ سے ساگ پات جمع کرنے سے پیشتر شاہی صبح ہو جائے سورج کو کچھ لیا اور اس عظیم کرہ کو اپنی نعل میں رکھ کر رام کی لشکر گاہ میں لے گیا +

رامیشٹر اور لشکر کے درمیان تل بانہ بٹھنے کے لئے اس نے پہاڑوں کو لاکر سمندر میں ڈال دیا ان گھوڑے پہاڑ ایک تخت لایا بلکہ ایک ایک پہاڑ اپنے بدن کے ہر ایک بال کے سرے پر لایا +

پھر کیا ورت نے اپنی رختہ کو دنیا کے ارد گرد سات مرتبے چلایا اور اسکے پہننے کی ایک سے سات ہزار سال سمندر رہوئے +

اگست ثمنی نے ان سمندروں میں سے ایک کو تین گھنٹوں میں پی لیا اور اسکو نگین کر کے پھر بہایا +

کرشن نے گوکلا کے باشندوں کو بارش سے محفوظ رکھنے کے

لئے پہاڑوں کے سردار کو بروہمن کو اسکی پھر ٹی بنیاد سے اٹھا کر سات دن اور رات ایک ہفتہ سے بٹھلا بلکہ کہتے ہیں کہ اسے اپنی انگلی

کے سرے پر چھانے کی مانند اسے گئے سروں پر مقام رکھا +

ہزار ہا ایسے قصے قابل ذکر ہیں۔ القصص عجایب جو ہندوؤں کی کتابوں میں مندرج ہیں حسب بیان مذکور بالا یہاں شخص کے خوابوں سے نسبت رکھتے ہیں +

۵۔ ایک اور بات عجیب ہو کہ وہ شخص جو ایک وقت ایسے نادر محبوس دکھلا سکتے ہیں دوسرے وقت بالکل لاجواب میں تلاش کرتے اپنے انگوٹھے کے ناخن سے برہما کے ایک سر کو اڑا یا تب دیوانے اس کو سراپ دیا اور اس سر کو اپنے ہاتھ سے جدا کر کے اس کو سراپ اس سراپ کے ناچار ہو کر ایک ہونناک دیو کے سامنے دنیا کی سرحدوں تک بھاگ گیا +

بھرگو نے دشمن کو بدعادی اور اس کو دس جنم دھاڑ پھار پ دیا۔ ایک جنم میں اسے کرشن ہو کر جیسا مذکور ہوا عجیب طرح کے کام دکھلائے تو دوسری برہمن کی بدعاسے ناچار رہا جبکہ وہ مہارشی اور اس کی مہمانی کر رہا تھا اتنا قصور اس اثا ششی کے پانوں پر گرا تب اس نے بدعاد کو کرشن سے کہا کہ تو ایک سخت موت سے الگ بنایا گیا

چنانچہ اس کے قول کے مطابق ایک نیکاری نے اس کا پانوں پر بھگ کر برہن سمجھا اور مار ڈالا +

نہروشانے اپنے تئیں آسمان کا بادشاہ ٹھہرایا تھا مگر ان کا نائنسے اگستیا رشی کے بال کی ایک زلف کو برہم کیا۔ تب اس رشی نے اس کو بدعادی اور وہ اسی دم سراپ بن گیا +

شیون نے برہما کو بدعادی اور یوں اس کے مندروں کو نذر کر کے اس کی پرستش اور زکر کو موقوف کیا علیٰ ہذا القیاس +

پانچویں سنیل کے بیان میں جو پیشین گوئی سے تعلق رکھتی ہو

۱۔ پانوں میں سے ایک مھوشیہ پیران کہلا تا ہوا اور اس کے نام اور بیان کے مطابق جو متسیہ پیران میں پایا جاتا ہو وہ نبوت کی کتاب ہونی چاہئے مگر کچھ نبوت نہیں ہو کہ کوئی ایسی نبوت کی کتاب موجود ہو۔ وہ کتاب جو اس نام سے مشہور ہو بالکل نبوت سے خالی

جزیرہ شیلہ درمختہ یونہی زرد و نول سوائے چینی سرمات کی دو کتابوں کے تو رکھ نہیں ہیں +

۲- ہندوؤں کی دینی کتابوں میں بعض عبارتیں جو نبوت سے نسبت رکھتی ہیں بیشک عام ہیں مثلاً وشن پُران کی چوتھی کتاب کے ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ بابوں میں اُن بادشاہوں کا بیان پایا جاتا ہے جو ملک ہندوستان میں راجہ پرکیشٹ کے عہد کے بعد کسی حکومت میں ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ پُران لکھے گئے سکھائی کرینگے دیو سلیہ اور یجا گوت پُرانوں میں بھی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں یا پٹھان ہندو کے نزدیک بیشک یہہ دلیل کافی معلوم ہوتی ہے کہ شاستر دل میں تینتی جو تین شامل ہیں مگر سب عالم لوگ اس بات پر وہ تین تین الگ ہیں کہ وہ عبارتیں بعد از وقوع اُن ماجروں کے جبکہ بیان وہ کرتی ہیں لکھی گئیں +

پہننے کے لئے ہر چاروں پُران نبوت کی کتاب سمجھی جائیں انکی تصنیف کی تاریخ ثابت کرنی ضروری ہو۔ جو سن لوگ کہتے ہیں کہ وہ بہت

قدیمی ہیں گروہ اپنے اس قول پر کچھ بھی ثبوت پیش نہیں لاسکتے ہیں +
۳- پھر یہ دیکھتے ہیں کہ ان نبوتوں کے بیان میں بُرائی پس بالکل مختلف ہیں اُنہیں بادشاہوں کے نام اور تھاوا اور انکی ترتیب کی بابت بڑا فرق ہے ان کے بیانوں میں مطابقت کرنا غیر ممکن ہر حال میں دو مختلف قول صحیح نہیں ہو سکتے تو کم سے کم چار نبوتیں ہیں جو باہم مختلف ہیں +

۴- اس سبب سے کہ یہہ پُران ہندوستان کی تواضع و دنیا کے آخر تک بیان کر چکا دعویٰ رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے پہلے عہدوں کا مفصل ذکر کرتے ہیں تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ اُن محمدی بادشاہوں کی جو ہندوستان میں تخت نشین ہوئے بہت مختصر مری خبر ہو اور اہل پرتگیز اور اس ظرعی حکومت کا جو انگریزوں نے ہندوستان میں قیام کی کچھ نام و نشان بھی نہیں اور ان بڑے مجلس انتظامی اخلاقی اور دینی نتیجوں کی بابت جو اس حکومت سے نکلے اور پھیلنے کچھ بھی بیان نہیں ہو +

۵۔ پھر انوں میں دنیا کے آویں ملکوں کا کچھ ذکر نہیں کر۔
 پر کیا یہ ممکن ہے کہ جو واقعات ایشیا کے اور اطراف اور تمام یورپ
 از قلعہ اور تمام امریکہ میں ہونے والے تھے بالکل کم قدر تھے یا ہندوستان
 سے کچھ تعلق نہیں رکھتے تھے +

۶۔ فی الجملہ وہ پیشین گوئیاں تحقیقوں کے خلاف ہیں شیخ پران
 میں یوں لکھا جو دولت اور مہنداسی روز بروز گھٹتی جی جی تاکہ
 دنیا بالکل تباہ ہو جائیگی۔ لوگ ان بھاری لاجھوں سے جو آٹکے
 لہجی بادشاہ اپیزو الینگ پریشان ہو کر وادی اور پہاڑوں میں
 جا چھپ گئے اور جنگی شہزادگان پان جڑوں میں اور پھیل پڑے
 پر خوشی سے ہنسنے لگے۔ کسی آدمی کی عمر تیس برس سے زیادہ
 نہ ہوگی۔ آخر کو ملکی تزار آدیکھا اور سب پانچھون یعنی پربہیل اور چرو
 اور ان سب کو جسکے دل جی کی طرف مایل ہیں تباہ کر دیا +

اس سبب سے کہ اس زمانہ میں کم تر شخصوں کے ساتھ شامل
 ہیں جنہیں ملکی اور تباہ کر دیا تم انہیں نہیں کر سکتے کہ ہم اس امر کو

جو ابھی بیان ہوا راست اور شدنی سمجھیں اور مقامات و طے جی حقیقت
 کے خلاف ہیں +

اور جس حالت میں کہ دشمن پران نہ صرف دین بلکہ علم سکھاتے
 کا بھی دعویٰ کرتا ہو تو اس سبب سے وہ ان عمدہ علمی ایجادوں کی بات
 جو ہوئیں اور سہولتی دے بھی نہیں سکتا تاہم کیوں ان علمی شغل کی کچھ خبر نہیں
 ہو جن کے اشد حال سے وقت اور فاصلہ بہت کم صرف ہوتا ہو +

پھر کیا بلکہ انجیب نہیں ہو کہ جب راجہ پرکشت سے پہلے شلمان کا
 ایسے معقل طور پر نہ کہ رہو اور ان بادشاہوں اور سلطانوں اور
 سپہ سالاروں کا جو گذشتہ چھ سو برس کے عرصے میں ملکہ ہندوستان
 میں تین تین بار اور قبائل نہ ہوئے بالکل ذکر بھی نہیں پایا جاتا ہو اور ہندوستان
 کی کل تاریخ قریب تیر سو برس عرصہ سی سی سے دنیا کے اخیر تک چند
 سطروں میں ختم کی گئی +

ایسے سوالوں کا قطعاً ہی جواب ہو سکتا ہے کہ اس سبب سے کہ کوئی
 بلکہ ابھی شخص ایسے واقعات کو جو بہت دلوں کے بعد آئیوں نے ہوں

معلوم نہیں کر سکتا ہو۔ آگے مصنفوں نے بڑی ہوشیاری سے ایسے ماجروں کا نہایت مختصر بیان کیا +

چھٹوں بندوؤں کی کتابوں کی کثرت اس سبب کی ایک عجیب خاصیت ہو

عیسائیوں کی پبلیٹری نہیں ہو اگر بڑی ہونی تو نئی آدم کے لئے رہنما نہ ہو سکتی۔ وہ شائستہ اور پُران بہت طویل ہیں۔ وہ میں قریب تیس ہزار لکھی آیتیں ہیں پڑانوں میں کم سے کم چار لاکھ شلوک یا سولہ ہزار سطر ہیں اور ان میں چھٹی یا پانچواں شامل نہیں ہیں فقہ علمی شائستہ بھی نہایت طویل ہیں غالب ہو کہ تمام ہندوستان میں کسی برہمن نے ان کتابوں کا جنہیں وہ اہلہامی کہتے ہیں پچاسوا حصہ سمجھ کر نہ پڑھا ہوگا +

یہ ان کتابوں کے خیر اہامی ہونے کی ایک عمدہ دلیل معلوم ہوتی ہو۔ حقیقت ایسا ہی اگر ان کتابوں کو سلسلہ کرت زبان میں لکھا

فرض ہو جیسے کہ برہمن حکم دیتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں غیر ممکن ہو کہ کوئی شخص ان نوشتہوں کے ادنیٰ حصے سے زیادہ پڑھے مذہب ہنر کی ظاہری دلیلوں کا استنباط ان کا ہی ہوا ہم باطنی دلائل کی طرف رجوع ہوتے ہیں +

باطنی دلیل

پہلے۔ ایک بڑی اور قطعی دلیل جس سے ثابت ہو کہ ہندوؤں کے شائستہ مخائب اللہ نہیں ہیں بہہ ہو کہ وہ یہاں تک آپس میں مختلف ہیں کہ احکام مطابق ہونا غیر ممکن ہو۔ وید پانچ ہزار پڑانوں کے خلاف ہیں اور چھ علمی شائستہ ان سب سے اور آپس میں مختلف ہیں۔ اور پُران اکثر ضروری مضمون پر ایک دوسرے سے نہایت ہی برخلاف ہیں +

درحقیقت جس قدر ہندوؤں کی دینی کتابوں میں دیوتاؤں کا بیان ہو اسی قدر وہ آپس میں مختلف ہیں۔ مذہب اور رسد کے

سوائے عناصر کی پیدائش کے اور کچھ نہیں ہو اور ان دوتاؤں کا بیان بھی پختہ عموماً زمانہ حال میں کیجاتی ہو کچھ بھی نہیں پختہ ہوتی اور روئے پردہ کے روحانیوں کا حال انکے اب وہ ہندوؤں کے بیچ عام جاری ہو بعضی کتابوں میں دین ہندو سوائے شکر یعنی کثرت الوہیت کے اور کچھ نہیں ہو اور کتابوں میں وہ بالکل پہلے دست ہو۔ دو پرتوں میں ایک احوال ایک ہی طرح پر پایا نہیں جاتا ہر الغرض اختلاف بے شمار ہیں۔ میں اس مضمون کا طول بیان نہ کروں گا کیونکہ کوئی تعلیم یافتہ ہندو دین بالوں کا انکار نہ کرے گا۔

دوسرے ہندوؤں کی دینی کتابوں کے مناجات اللہ ہونیکے خلاف ایک اور جواب دلیل یہ ہے کہ وہ اکثر باتوں میں مذہبی کے خلاف ہیں بلکہ وہ مسائل اور فرایض جو وہ سکھاتی مذہب میں سے مختلف ہیں۔

۱۔ خدا کی بابت انکے خیال اس بات سے کہ وہ پاک روحانی وجود سب چیزوں کا خالق اور پروردگار اور واحد خدا ہی بالکل الگ ہیں۔

جبکہ وہ منسوب لشکر میں تو کہتے ہیں کہ تینیس کروڑ دوتا ہیں اور جب متعلق پہلے دست میں تو خدا اور عالم کو یکساں گردانتے ہیں۔ یہہ انکا عام قول ہے کہ عالم خدا سے نکلا نہ اس نے اسکو پیدا کیا۔ وہ خدا کی جلالی صفوں کا بھی انکار کرتے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسکی سب صفوں کا انکار کرتے ہیں خصوصاً اسکی پاکیزگی کا وہ بتلاتے ہیں کہ لہوہیت ایک حالت میں نرگن یعنی بے صفت ہو دوسری حالت میں نرگن یعنی با صفت ہو جو صفتیں وہ اس سے منسوب کرتے ہیں الوہیت سے بعید ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ صرف سچائی اسکی ایک صفت ہے بلکہ انیس سے ایک خفگی اور نادانگی بھی ہے۔ اگر ہم ان میں اسکی خفگی کی صفت الوہیت کو بالضرورت کم قدم نہیں کرتی توھی تاریکی بالکل اسکے خلاف ہے کیونکہ تاریکی ہندوؤں کے بیان کے مطابق نادانی و غابازی تھی اور غوروری کی جڑ ہر یوں پاکیزگی کی صفت صنایع ہوتی ہو اور نادانی کی صفت کا بھی انکار ہے۔

جو دینا کہ اعلیٰ الہی پریشہ سے نکلا جو شہدہ بنتے بنا کرتے اور

بداندیش کینہ در اور بدیوں سے بھرے ہیں تو سچی ہندوؤں کا قول
ہو کہ وہ دیوتا اور پیدیشہ ایک ہی ہیں +

برہماندر کرشن اور اور دیوتاؤں کی تواضع پاک دل اور بے عزت
شخص کو نہایت مکروہ معلوم ہوتی ہے جنہیں انکے بد اعمال کے بیان سے
ان جھفتوں کو بچس کرنا نہیں چاہتا مہوں لگ کر انسان ایسے بد اعمال
کرتے جیسے کہ ان دیوتاؤں کے باب میں مذکور ہیں تو ہر ایک اسکے
سننے سے متوجہ اور نفرت انگیز ہوتا +

۴- ہندوؤں کی کتابوں کے مسائل جو انسان کی بابت ہیں
اکثر باتوں میں مذہب طبعی کے بالکل خلاف ہیں۔ ہندوؤں کا عام
قول ہو کہ دی کی روح خدا کی روح کا ایک تجزیہ وہ اس سے نکلی اور
پھر اسی میں شامل ہوگی جیسا کہ پانی کی بوند سمندر میں مل جاتی ہے دنیا
میں وہ بار بار نمودار ہوتی ہے کہیں وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور کہیں
جانور یا چڑیا یا پھل یا پودہ یا کلمہ تھکی شکل کی پڑتی ہے یہ ہمارے ان صحیح
خیالوں سے جو مذہب طبعی سے تعلق رکھتے ہیں بالکل خلاف ہیں +

ہندوؤں کے مسائل گناہ کی بابت مذہب طبعی کے مخالفات
ہیں۔ ہندوؤں کے نسب سے مشہور غلامیہ کے مطابق گناہ دراصل
خود آگاہی پر پھنسی اپنے تئیں خدا سے علیحدہ جانا۔ پس یہاں ایک خاص
اور نہایت خطرناک غلطی ہے۔ اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ گناہ صرف ظاہری
ناپاکی ہے یا مذہب ہندو کی بے شمار اور بے حسنی رسوم میں غفلت
کرنا گناہ ہے +

۴- اس غلطی کے ساتھ جو گناہ کی خاصیت سے متعلق ہے ایک
اور غلط گناہ کے دور کرنے کی بابت پائی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کھانا ہری
رسوم کے بحالانے سے اخلاقی بدی دور ہو جاتی ہے خود کا نام مارا
یہنے سے اگرچہ دل اس سے باطل ہے پر وہاں گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔
گناہ کو دوری وغیرہ کا پانی گناہ کو دھو ڈالنا ہے۔ گناہ کا پانی گناہ
پھل۔ یعنی دودھ دی گوتہ برتر اور گھی کھا لگنا ہے۔ پاک کرنا ہے۔
علیٰ بن القیاس دین ہندو کی ظاہری ریت و رسم گناہ کے دور کرنے
کے واسطے ہے مثلاً یہی رسوم سے گناہ کی نہایت بدی یا خدا

کی محبت اور پاکیزگی کی بابت دل پر کچھ بھی تاثیر نہیں ہوتی ہو۔ اسکو
 اس فروتن اور پاک کر نیوالے مسئلہ سے جو اس کفارے کا بیان کرتا ہو
 جسے یسوع مسیح نے تمام بنی آدم کے گناہوں کے لئے کیا مقابلہ کرو +
 ۵۔ یہ بہ ہنود کے اکثر قاعدے مذہب علمی سے ملکر غفلان
 ہیں مثلاً قاعدہ ذات بھی ایسا سخت اور ذلیل کر نیوالا ظلم نہ ہو جیسا
 کہ بہن پنج ذاتوں پر کیا کرتے ہیں +
 اسی طرح تمام سلوک جو عورتوں سے کیا جاتا ہو ظلم اور بے انصافی
 ہو سنی کا ہیبت ناک دستور یعنی یہودوں کے معاملے کی تشریف کشاں کشاں
 میں پائی جاتی ہو +

شادی کرنے کی اجازت بلارضا مندی طرفین یعنی دو اور ملین
 کے اور یہ وہ کی شادی کی ممانعت اگرچہ خداوند اس کا قبل از ہم تسلیم ہو
 کے مگر کیا ہو منہ کے ۵ باب ۱۶۲۔ اشلوک +

اکثر حالتوں میں خود کشی گریبا ایک دینی رسم مانی جاتی ہو چنانچہ
 ہندوستان کے مغربی اضلاع اور شمال اور مشرقی اضلاع میں موجود ہو

تیسرے ہندوؤں کی دینی کتابوں کے بے الہامی ہونے کی
 ایک نہایت ہی قوی دلیل یہ ہے کہ علم کے باب میں انہیں اکثر غلطیاں
 باغواط ہیں حنفیہ اور علم ہیئت کا بیان جو پڑاؤں میں مندرج ہے سخت
 ناسمقول ہے۔ انہیں مذکور ہو کہ سیارے ستارے میں نہیں اور سورج
 انہیں شامل ہو اور آہو اور کیتو جو چاند اور سورج کو گھما جانے کی
 کوشش کرتے ہیں تب گہن لگتا ہو پھر یہ کہ چاند ہیست سورج
 کے دنیا سے زیادہ دور ہو وغیرہ سوسمانت میں علم ہیئت کا دوسرا طریقہ
 جو طالع ہیئت دان کا طریقہ کہلاتا ہو مندرج ہو مگر وہ بھی غلط ہو سکی
 تعلیم ہو کہ زمین ساکن اور اجرام سماوی کا مرکز ہو +

ہندوؤں کی کتابوں میں علم طب اور ترشیح جسم بہت غلطی کے
 ساتھ بیان ہوئے اور علم کیمیا تو زیادہ تر نافع ہو بجائے نوائی
 ماجروں کے شائستروں میں صرف لغلائے فسانے اور قسے شامل ہیں
 الغرض مولے علم ریاضی منطق اور ادنی حصہ طب کے ہندوؤں کے
 سارے علم غلطی آئینہ ہیں +

شائستہوں کی غلطیوں کی بہت مثالیں دینے کی گنجائش نہیں رہا۔
 پیشمار ہیں۔ ہم پُرانوں کے نامعلوم خزانہ کا مختصر بیان کرینگے وشن
 جہان کی دوسری کتاب کو دیکھو۔ یہہ دنیا سات ہم مرکز جزیروں سے
 مرکب ہے جو مختلف جوتوں کے سمندروں کے باعث ایک دوسرے سے
 علیحدہ ہیں جنوبیہ پچھ ہیں ہو دو گولہ ہو اور اسکی چاروں طرف کھارم
 پانی کا سمندر ہے اسکے پاس پلکشا دیپ اس کھارے سمندر کو احاطہ کرتا ہے
 اور اسکے ارد گرد گتے کی رس کا ایک سمندر ہے اسکے بعد شمالی کشا
 کر وچہ شاکھ پلکشا دیپ لگے ہوئے ہیں اور یہہ فرد فرداً شراب
 گھی دہی دودھ اور پانی کے سمندروں سے گہرے ہیں ان سبھوں
 کے باہر سونے کا ایک جزیرہ نامی چھ اسکے باہر پہاڑوں کا ایک سلسلہ
 جو لوکا کو کہلاتا ہے اس سے پار اندھیرے کا ایک عالم ہے اور اس کے
 باہر کی طرف ایک انڈے کا چھلکا ہے۔

۶۔ بعض حالتوں میں جو ٹھٹھا اور جو ٹھٹھی گواہی از روئے شاستہ جائز و منو کے آٹھویں باب کے ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳ میں لکھا ہے کہ اگر سچے

گواہی دینے سے کسی شخص کی جان کا خطرہ ہو تو چھٹھ بولنا جائز
بلکہ سچ پر وقیت رکھنا ہو۔ علاوہ اسکے کئی اور مقاموں میں چھٹھ بولنے
کی اجازت ہے ہندوؤں کی کتابوں کے غیر الہامی ہونے کی بہرہ ایک
لار و دلیل ہو +

چوتھے۔ دین ہندو کے خلاف یہہ ایک بہت مستحکم دلیل ہو کہ ہم مذہب صرف ہندوؤں ہی پر موقوف ہے۔ وہ نو مریدوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ ریٹاٹا، اوراد وغیرہ ملکوں میں پھیل نہیں سکتا۔ مگر پوشیدہ نہ رہے کہ اگر خدا ایک ہی ہو تو سچائی بھی ایک ہی ہو پس اگر دین ہندو ملک ہندوستان میں سچا ہو تو انگلستان میں بھی سچا ہونا چاہئے نیز آدم باہم سب بھائی اور ایک باپ کی نسل ہیں اسی سبب سے چاہئے کہ وہ ایک دل ہو کر پاک اور خوش صحبت سے خدا کی عبادت کریں۔

یہ سب بات تحقیقت میں واقع ہو گئی۔ مہین ہندو کی تعلیم ہو کہ ایسا نچا ہے

گیارھواں خط

حصہ دوم ————— بیوم

دین ہنود کا جو بیان ہو چکا خدا مکر کے عوام پسٹریٹ پر مطلق
ہو یعنی دے دینی رسومات جو عوام اتنا س کے درمیان جاری ہیں۔
مگر نام طریقوں کے سوائے نہیں ہم برہمنی پران والے کہہ سکتے ہیں
دین ہنود کے کم سے کم دو اور طریقے یعنی اصلی و عقلی ہیں۔ پہلا
ویدوں میں پایا جاتا ہو دوسرا چھ درشنوں یا عقلی طریقوں میں
پایا جاتا ہو مگر پہچہ فریب تین میں شامل ہو سکتے ہیں یعنی سانکھیا
نیایا اور ویدانت کسی کتاب میں جو دلائل دین ہنود کے تحقیق
کرنے کا دعویٰ کرتی ہو اصلی و عقلی طریقوں کا مختصر بیان مفید ہوگا۔

ویدوں کے بیان میں

وید شمار میں چار ہیں۔ ہنودوں کی ترتیب کے موافق ہر ایک
وید میں تین خاص حصے ہیں سنگھتا یعنی گیت برہمتا یعنی دستور العمل اور
اپنشد۔ پہلے دو آخر کے جس قدر چاہئے علیحدہ بیان نہیں کرتے ہیں
اگرچہ ہر کہ سنگھتا اپنشد سے کم سے کم ایک ہزار برس زیادہ قدیم ہیں
ان دونوں کے علم الہی نہایت ہی مختلف ہیں جب ہم ویدوں کا ذکر کرتے
ہیں تو ہماری مراد سنگھتا سے ہوا چونکہ اس میں ہندو دنیا اصل دین پایا جاتا ہو
ویدوں میں لفظ دیوہ سے مراد خدا ہو۔ اس کا مصدر دیوتا دیوہ
معنی چکنا ہو اصلی دین ہنود میں خدا کا خیال صرف روشنی سے متعلق
تھا خدا مکر کے دستور فلک کے عجائبات سے۔ دراصل دین ہنود خلقت
پرستی تھا یعنی خلقی عجائبات کو دیوتا بنانے کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔
ویدوں میں آندرب سے بڑا دیوتا ہو۔ دوسرا دیوتا ہو چوڑا دیوتا
ہیں پانی کا دیوتا مگر ویدوں میں وہ فلک کا سب سے اونچا گنبد اور

تمام آسمان کو گھیرے ہو تیسرا گنتی یعنی آگ ہو۔ ان تینوں دیوتاؤں میں سے برہما کی ایک جوڑ ہو جن کے نام فردا فر دایہ ہیں انڈیائی دروہائی اور آگانی +

دیوتاؤں مذکور سے کچھ کم قدر روشنی کے دیوتا یعنی سورج اور صبح اور دو اشو یعنی دو کزن ہیں جو صبح کے ہمراہ ہیں۔ بعد ان کے ہوا میں ہیں۔ وشنو انڈر کا شریک مگر کچھ کم قدر ہو وہ منور فلک ہو۔ زمین ایک دیوی ہو اور پانی بھی دیویاں ہیں +

غرض دیدوں کے خاص دیوتا اور دیویاں یہ ہیں۔ تیسرا ماہیا پر درگا رام کرشن اور کالی کے نام دیوتاؤں کے شمار میں پائے نہیں جاتے۔ دیدوں میں فقط آگنی یا اندر کی دوسری صورت دروہ ہو۔ لیکن کچھ ذکر نہیں۔ تر تورتی یعنی برہما وشن اور شریک تثا بیت پانی نہیں جانی۔ دس اوتاروں کا بھی کچھ بیان نہیں ہو۔ اوپر لکھتے ہیں ان کا ذکر نہیں ہو۔ رگ وید کا وہ گیت جو ذات کے باب میں ہو تھوڑے

دلوں سے شامل ہو ہو۔ مسئلہ تاسخ یعنی ختم تری جو کہ اب دین ہندو میں بڑا درجہ رکھتا ہو دیدوں میں پایا نہیں جاتا +

دید کی کوئی عبارت نہیں ہو جس سے ثابت ہو سکے کہ قدیم ہندو موجودات کے ایک خالق اور مالک پر اعتقاد رکھتے تھے پس حق پرستی دیدوں میں پائی نہیں جاتی بلکہ وہ بالکل بہت پرستی سے متعلق ہیں + دیدوں کے دیوتے خلقت کے عجائبات اور قدرتیں ہو کے انسانی خاصیتوں کو بہ نسبت پران کے دیوتاؤں کے کم رکھتے اور انسانی بدیوں میں بھی کم چھپتے تھے +

ان گیتوں میں ہمیشہ اس دیوتے کی جس سے درخواست کی جاتی قدرت اور کرامات یا سخاوت کی تعریف ہوتی ہو۔ کبھی کبھی اس کی خوبصورتی کی تعریف ہوتی ہو۔ ان تعریفوں اور نذرانوں کے بدلے اس دیوتے سے برکت مانگی جاتی ہو۔ فانی برکتیں جیسے خوراک دولت زندگی اولاد گائے گھوڑے حفاظت اور دشمنوں کی ہلاکت وغیرہ مانگی جاتی ہیں جب گناہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ اکثر اوروں کا گناہ ہو مثلاً

ہیں گناہ سے بچا اور ہمیں کہیں دروں سے محفوظ رکھے۔ اُن لوگوں کا
 یہ خیال تھا کہ مکھن وغیرہ کی نذریں دیوتاؤں کو ویسا ہی سودہ کرتی
 ہیں جیسا کہ انسان کو انکی تعریف انکی قدرت بڑھانی تھی اس سبب
 سے کہ پرستار باسید تو سی منتظر رہتا تھا کہ اُس تعریف کے بدلے
 ہر ایک عرض کا جواب ملے گا یہ بھی خیال کہ دیوتا پرستار کی دعاؤں
 اور سخت زہد سے مجبور ہو کے اپنی مرضی کے خلاف برکت دیتے تھے
 جیسا کہ اکثر ہندو کہتے ہیں دیوؤں میں پایا نہیں جاتا +

انکی پرستش میں نذر دے اور تعریف شامل تھی۔ انکی نذریں
 آگ پر بھی مہانا اور سودا کا جو خش خوردہ رس پر کچھوں کے درمیان
 گزرتے پرستش تھیں کبھی کسی وہ رس آگ پر چھڑکا جاتا تھا اور کبھی
 گناہ یعنی پاک گھاس جو زمین پر پھائی جاتی تھی۔ اور بانی کو پیشہ
 بنی جاتے تھے +

نذر دوں کے ساتھ دعا اور تعریف کے گیت گائے جاتے تھے۔

خاص مقول پر چہرانات قربان کئے جاتے تھے اور بعض مقاموں
 سے انسانی قربانی کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے +

عاقبت کا بہت تھوڑا بیان ہو معلوم ہوتا ہے کہ وہیکے روستے
 دیوتا غیر خالی ہیں اور ممکن ہے کہ بعضے انسان دیوتاؤں کے درجے
 تک پہنچیں مگر ویدوں سے ثابت نہیں ہے کہ بہشت کی امید یا جہنم کے
 خوف نے قدیم ہندوؤں کے دلوں پر کچھ اثر کیا +

ہم عبارت ذیل رگ وید سے جو سب سے قدیم اور شہ و پر انتخاب
 کر کے بطور نمونہ وانظر اخصیت عبارت کے درج کرتے ہیں۔
 درونہ جو دشمنوں کا محل جان بولا ہے۔ گیت دوسرا۔ اور اندر سودا کا
 پھیلنے والا اس قبضہ میں داخل ہوا انکے درمیان سے ہنرمیں نیتری
 بہت ترقی ہووے۔ اندر کا سپٹ سودا کا رس کثرت سے پکڑ سکتا
 کے موافق پھول جاتا ہے اور ہمیشہ تلو کی مانند یا مثل ن تیز دھاروں کے
 جو پہاڑ کی چوٹیوں سے زور شور سے گرتی ہیں نرہنا ہوا ہوا اندر دھاروں
 تھوڑی اونٹیاں والے دولت پیشا ہر قیاس کے ہوا ان کے گناہیت کر کا مگر کثرت

بھیج۔ ہم کو ہزار ہا لگائے اور گھوڑوں سے دولت مند کر۔ ہماری تعریفوں سے تیری قدرت بڑھ جائے۔ ای گئی ہمارے دشمنوں کو غارت کر۔ ہر ایک کو جو ہر طاقت کرتا ہی ہلاک کر۔ ہر ایک کو جو ہمارا نقصان کرتا ہو ست کر۔ ای اندر جب خوف تیرے دل میں آیا اور جس وقت کہ تو ابھی کو ہلاک کرنے پر غما تو اس کے اور کس ہلاک کرنے والے کے انتظار میں تھا کہ پریشان ہو کے باز کی طرح ننانوے مہی کے آبار دوڑا۔ ای اندر ہم کو سودا گروں کی طرح دھوکھا نہ دے۔ ای اندر پیاسے بہن کے موافق پی۔ وہ یعنی راند رسائٹ کی مانند ٹنڈ ہو کے سودا کارس جلدی پی گیا۔ وہ ساڑکی مانند سودا کارس بیٹنے کو دوڑتا ہو۔ اندر اپنے نہیں خوش کرنے کے واسطے سودا کارس پیا کرتا ہو۔ مغرور اندر سب دولتوں سے بہتت کھتا ہو۔ وہ جو تھے غریب گذرانتے ہیں تیری بڑی قوت اور جرات کو بڑھانے ہیں اندر نے انسانوں کے ذہنیے قدرت اور آسائش پائی ہو۔ ای برق المذاہقہ مہبتہ دے اور حرکت دینے والے رسول نے ہجر کو مسرور کیا جو بول خوراک سے آسودہ ہو کے اپنی ہیوی کے ساتھ شادمان

ہو۔ ای اشتیاعی جمع جمع کو دہری دولت طے جو نہ بناؤ زبانی کی اور غلاموں کا گردہ عنایت کرتی جو جس کی ایک خاصیت بہت گھوڑے ہیں۔ ای زور اور اگنی بی اور اپنے عمدے کو بھیلدا۔ پیدر کے گھوڑے سے جو دشمنوں کے پرگندہ کو نوا لا ہو ہمیشہ دعا کرنا چاہئے۔ ہجر سے گھوڑے کا سر بار دو چانچ نے تھے غمی علم سکھایا۔ تولے اپنے سخی اور دوبا گھوڑے کے ستم سے گویا پیسے سے سونے کے شراب کے مھر دیئے۔ اگنی مہان سا ہو گئی اور اسے کمین با فراد کھلایا جاتا ہو ای ناچینو لے اندر رونے لڑائی میں خوشی کے ساتھ نئے شہروں کو غارت کیا ہو جس شخص کو جو ہم پر نا مہربان ہو ہلاک کر۔ ای دایر سیکیوں اور ہزاروں گھوڑے لیکے ہماری نذر گاہہ آ۔ جہاں کمین بہتا ہو حاضر ہو۔ دشن ایک ہیئت ناک دزدہ اور پہاڑ چلینو لے وحشی کی مانند ہو۔ ہم اس عمدہ کو چھ کی طاقت نہیں کرتے بلکہ ہم لکڑی کے چھپے کے مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ ای اندر تیری سستی سجد ہو۔ ای سوانی تہرینی خوراک اور ای میٹھی پتہ تیری پرستش کرتے ہیں تو ہمارا حامی ہو اور اس

سبب سے کہ ہم پانی اور پودوں کی کثرت سے خوش رہتے ہیں اس
جسم کو مٹا ہوا جو جا +

رگ وید کے سب سے مشہور گیتوں میں سے دو اشو مید یعنی
گھوڑوں کی قربانی کے مشہور دستور کے بیان میں ہیں اس رسم سے
دولت اقبال اور ایسی ایسی برکتوں کے حاصل کرنے کی مراد تھی مگر
کاجم کٹے کٹے کر کے پکایا جاتا تھا کچھ کباب کیا جاتا اور کچھ دبالا
جاتا کچھ تو عارضہ نہیں کھاتے باقی دیوتاؤں کو چڑھایا جاتا۔ وید میں
اس رسم کا مختصر بیان پایا جاتا ہے اور وہ بہت مکرر ہے اگرچہ وہ رسم
بعد ازاں اس بیان سے بھی نفرت انگیز ہوئی۔ شاید کوئی ہیروئن
مگر بیکار کہ چند انفر سے مثل مذکورہ بالا کے ویدوں کی خاصیت کا متحمل
نہ نہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس ہم رگ وید کا پہلا نام گیت درج کریں +

۱۔ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں جو قربانی کا سردار کاہن اور
الہی حکم بردار اور جو ہماری نذر دیوتاؤں کو گزارتا اور بڑی دولت
کا کھنڈ والا ہے۔ ۲۔ کاش کہ وہ اگنی جس کی تعریف کرتی قدیم ویدوں

پرفرنس جو دیوتاؤں کو یہاں لے آوے۔ ۳۔ اگنی کی معرفت
پرستار وہ مال پاتا ہے جو دروز برطشا اور شہرت کا چشمہ اور بنی آدم کا
زیادہ کرنی والا ہے۔ ۴۔ اگنی غیر مسدود چڑھا و جس کا توجہ اور طبع
عامی پر جماعت میں دیوتاؤں کو پہنچتا ہے۔ ۵۔ اگنی نذرانوں کے
پہنچانیا والا علم کے کرنی والا اور وہ سچا مشہور اور الہی جو دیوتاؤں کے
ساتھ یہاں آوے۔ ۶۔ اگنی جو کچھ مہربانی تو نذر گذارنے والے پر کرے
وہ وحیقت اس انگرس سمجھ پر سمجھ کر دے گی۔ ۷۔ اگنی ہم اپنے خیالوں میں
بروز جمع و شام نیز صبح و عشاء و فراخ واری کے ساتھ حاضر ہوتے
ہیں۔ ۸۔ اگنی توجہ روشن اور نذرانوں کا حامی ہم ہمیشہ سچائی کا نور
ہی چاہیے مسکن میں بٹنی ہے۔ ۹۔ اگنی عقلی کہ ہماری اور بڑی ملاقات
ایسی آسانی سے جو ہمیں باپا اور بیٹے میں اور ہماری بہتری کے لئے ہمیشہ ہمارے
ساتھ ہے۔ چاہتہ کہ وید کا یہ ہمہ ماگیت مطالعہ کر کے پڑھنی والا انیسل کو اٹھ
بہلے زبور کو پڑھے فرق بے بیان ہے +

اوپر کے بیان اور انتخاب کے سوائے ویدوں کا دین زیادہ رکھنے

کی کچھ ضرورت نہیں اس کا بیان خود اس کو کرنا ہی سولے اسکے وہ
مذہب اب موجود نہیں۔ ہندو ویدوں کی بابت ذکر کرتے ہیں کہ وہ
دین ہنود کے حقیقی قواعد ہیں مگر کوئی شخص ویدوں کے دین پر بندوں
سے زیادہ متعجب نہیں ہو سکتا ہو۔ وید ویکھا اہام ثابت کر نیکی لئے
ہندوؤں کی کتابوں میں کوئی دلیل پائی نہیں جاتی جو ذرا بھی تحقیق
کے لائق ہو عام گمان ہو کہ ویکھا اہام ان خود غلط ہے۔ جب کوئی ثبوت
پیش کیا جاتا ہو تو وہ ثبوت خود اس مضمون کے موافق ہے وہ ثابت
کرنا چاہتا ہو مشکوک ہو۔

عوام کا قول ہو کہ خلقت کی پیدائش کے وقت برہمانے ویدوں کو
نازل کیا اگر اس قول کا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا جاتا۔ اگر مصنف کہتے
ہیں کہ ویدوں میں علم غیب کی خاصیت ہو پس وہ اسی سبب سے غور
عالم الغیب کی صفت ہیں مگر وہ پہلے قول کو ثابت کرنے کے لئے کوشش
نہیں کرتے۔

تیسرا حصہ

ہندوؤں کے عام علم فیلسوف کا مستقل بیان کیا کچھ ضرورت نہیں
اور یہ بھی بتلانا کہ اس قدر درج میں صحیح اور کتنا غلط ہے۔
اس میں خاص کر کے بتایا گیا کہ ایک حصہ جو لائبرائن استعمال کے ہونے پر بند
کو ثابت کرنا نہ دین سچی کے برخلاف ہو۔ ہم صرف ان باتوں سے غرض
رکھتے ہیں جو کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں پر تاثیر کرنی
اور جو دین سچی کے خلاف ہیں۔

ویدانت کے بیان میں

ویدانت ہندوؤں کے علم فلاسفہ کا سب سے مشہور طریقہ ہے۔
اس سبب سے زیادہ غور کے لائق ہو کہ ہندوؤں کے تعلیم یافتہ جو ان جب
عام دین ہنود سے ناخوش ہوتے تو دین سچی کو قبول کرنے پر بہت زور دیتی

نہیں کوشش کرتے ہیں کہ اپنے دلوں کو اس طریقے سے آسودہ کر لیں
لفظ ویدانت سے مراد جو دیدوں کا نتیجہ یا منشا۔ مگر یہ منشا
نہیں ہیں کیونکہ ویدانت کی تعلیم فقط اپنے اندر اور انکی مددگار تصنیفات سے
مثلاً شریک سوتر سے یا یقین نکال گئی جو ہم دیکھ چکے ہیں کہ حقیقی
وید یعنی سنگھٹاؤں کی تعلیم اپنے اندر کی تعلیم سے بڑا فرق رکھتی ہے۔
آپتشد اور شریک سوتر چکا شمار پانچ یجمن ہو اور انکا اچارا کی
اکثر تصنیفات تعلیم ویدانت کے بڑے ثبوت سمجھے جاتے ہیں مگر گتیتا
جو بڑی معتبر کتاب گئی جاتی اکثر انوں میں ویدوں سے مطابقت رکھتی
ہو۔ تعلیم ویدانت کا ایک بہت مفید خلاصہ ویدانت سار میں پایا جاتا ہے
اس مسئلے کی حقیقت کی بابت بڑا مباحثہ ہو اور ایک عالم صنف کہتا
ہو کہ ایسا طریقہ اگر بالکل قابل اور اک جہ تو بھی زبان کے ذریعہ سے
ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پس پڑھو والا اس طریقے کی صحیح سمجھ حاصل کرینکا
امیدوار نہیں ہو سکتا ہو۔ انتخاب ذیل سے خاکہ کے ویدانت سار سے
اس طریقے کی دس باتیں جو قابل بیان ہیں ظاہر ہو گئی۔

انسانی روح اور خدا ایک ہی ہو۔ یہ تمام ویدانت کا خلاصہ
ہو بڑا فقرہ تاتوا م یعنی وہ تو ہی یا تو ہی خدا ہو اور اہم برہم یعنی
میں خدا ہوں اکثر ان تصنیفوں میں پایا جاتا ہو وہ اکثر خدا کہلاتا جو بڑا
دوسرا نہیں کہا جاتا اور کل عالم خدا ہو۔ خدا جس کا عام نام برہم پڑتی
علم اور خوشی سے شامل ہو۔ وہ نہ بنا حقیقت ہو اور سب کچھ یا یعنی وہ
ہو جہالت یعنی اجناس کے سب کل جن میں موجود معلوم ہوتی ہیں۔ جہالت
کو نہ ہستی نہ نیستی کہنا چاہئے۔ وہ نہ صرف انکار بلکہ انانی کی مخالفت
ہو۔ وہ تین گن یعنی خامینوں سے مرکب ہو۔

جہالت میں دو دو تین ہیں اور تین یعنی محاصرہ کرنا اور دک شیا
یعنی مضویہ کرنا پہلے یعنی اور نہ کے سبب روح اپنے اندر خود اسے
علیحدہ سمجھتی ہو۔ دوسرا یعنی دک شیا ایک ظاہری دنیا کی شکل کی
طرف اشارہ کرتا ہو۔

دک شیا کی قدرت ہر طرح کی چیز بلکہ تمام ظاہری عالم کو پیدا
کر سکتی ہے چیتیز یعنی فہم۔ جسے وہ خدا سمجھتے۔ جو جہالت میں ملوثی ہوئی

اُس سے ہوائے خالص نکلتی ہو ہوائے خالص سے ہوا ہوائے خاک
اگ سے پانی پانی سے خاک +

روح کی چار حالتیں ہیں یعنی بیدار رہنا خواب دیکھنا بوجواب
خیندا اور ایک چوچہ تھا جو خالص ادراک کہلاتا ہو بیدار شخص سب سے
بڑی جہالت میں پڑا ہو سو بیدار کسی قدر جہالت سے محفوظ ہو۔ وہ جو غیبر
خواب سوتا ہو اُس سے زیادہ جہالت سے محفوظ ہو مگر چوتھی حالت پوری
کماہیت ہو +

اکثر ہندوؤں کے طرہ نقول کے موافق جب بروہم خود آگاہ ہوتا
تین بڑے دیوتاؤں میں ظاہر ہوتا جو اویسیوں کا اظہار شروع ہوتا مگر دیانت
کے مطابق یہولی ہستی نہیں رکھتا سوائے بروہم کے اور کسی چیز کی
ہستی نہیں ہو بلکہ جو ہستی معلوم ہوتی صرف جہالت کی تاثیر ہو۔ ازر وے
دیانت خیال اور بخشی ایک ہو اور یکلی ہستی ہو +
گیتا کا قول خدا کی بابت زیادہ تر عجیب ہو +

سدا بھکم چینی میں ہوں اور نہیں سب سے اعلیٰ دیوتے کی
تہستی نہ ہستی ہو +

دیانت کی تعلیم ہو کہ سب سے بڑی تحصیل جسکی تلاش میں رہنا
چاہئے سو علم ہو۔ وہ ان تین قولوں کی تشریف کے ساتھ بیان کرنا ہو
وہ جو جانتا کہ روح کیا ہو غم سے باہر ہوتا ہو۔ وہ جو خدا کو جانتا ہو خود
خدا ہو جانتا ہو۔ جب وہ جو اول اور آخر ہو پہچاننا نہ پہچانے اعمال
نیست و نابود ہو گئے اور وے وید تامل یعنی امتیاز فاعل و مفعول کے
سب سے اعلیٰ قسم کا خیال کرنا جانتا ہو۔ یہ بات کہنی کہیں خدا ہوں
حقیقت میں بڑی ہو۔ مگر جب تامل ہو کسی نظر خیال کے ہوتا ہو تو وہ جانت
کے وجہ سے نہ جانتا ہو بلکہ نہ چاہئے کہ وہ اپنے تئیں نظر خیال بناوے +
ہم کہہ چکے ہیں کہ دید کی تعلیم کا بیان کرنا گویا اُسے رد کرنا ہو
قول و دیانت کی تعلیم پر بھی صادق آتا ہو۔ اسی سبب سے ہم اُس
تعلیم کی بابت زیادہ بیان نہ کرینگے۔ یہ بات کہنی کافی ہوگی +

۱۔ ہندوؤں کے علم فلاسفہ کے تین ٹیب طریقے بعد ویدیتہ ہیں

اور انسان کے واقعہ پر فروتنی محبت الہی تعلیم کا فرمانبرداری
 محنت سے توبہ وغیرہ حقیقی ویدانتی کے نزدیک غیر ممکن اور یہود ہیں
 اور بجائے اسکے کہ گناہ اور اسکی طاعت سے رہائی دھو کر اسے ویدانتی
 اپنی خودی کے خیال سے الگ ہونے کے لئے کوشش کرتا ہو جب
 یہ کہہا جائے کہ خدا صرف ہستی علم اور خوشی ہو تب الوہیت کی سب سے
 جلالی حقیقت جیسا عدل پاکیزگی کی محبت وغیرہ جانی رہتی ہیں۔ اگر
 ایسی باتیں خدا کی نسبت کفر کہہ کر نہیں ہیں تو کفر کا ہونا غیر ممکن ہو۔
 ۸۔ ویدانت کی تعلیم ایک دوسرے کے برخلاف ہو۔
 اس میں لکھا ہو کہ خدا ہستی علم اور خوشی ہو مگر سب کو معلوم ہو کہ
 جب علم موجود ہو تو ایک جانب والا اور ایک شو جو جانی جاتی ہو ضرور
 ہوتی چاہئے اور علم ان دونوں کے بیچ ایک علانہ ہو۔ مگر ویدانت ایسی
 تنقید ہونی چاہئے کہ اس کا کرنا ہو۔

۹۔ آخر الامور ایسا نہ ہو کہ کوئی کہے کہ تم ویدانتوں کے علمی اخلاقی
 نتیجے سے دو گدز کرتے ہو ہم انہیں کے لفظوں سے دوج کر چکے۔ اس

قسم کا تامل ہو کہ فاعل اور مفعول کے درمیان کچھ فرق نہیں رکھنا انسان
 کو کسی اصل مراد تک پہنچانیکا سب سے بڑا وسیلہ ہو۔ یعنی اپنے نہیں خدا
 میں شامل ہو سکی پہچان اور وہ وسیلہ جن سے یہ پہچان حاصل
 ہوتی ہو۔ ۱۔ برداشت۔ ۲۔ پرستش۔ ۳۔ طریقہ عبادت۔
 ۴۔ سانس رکنا۔ ۵۔ جمائی خواہشوں کا ضبط کرنا۔ ۶۔ توجہ دینی
 دل حقیقت پر لگانا۔ ۷۔ تامل۔ ۸۔ سوچ یعنی ایک اور قسم کا تامل
 برداشت میں خون کرنے سے تھوٹھہ ہونے اور چوری کرنے سے باز
 رہنا شامل ہو۔ یوں سانس لینا اپنی آنکھوں اور کانوں کو استعمال
 میں لانا خون جو مٹھہ اور چوری کے برابر گناہ گینا جانا ہو یہ عجیب نامستعمل
 مسئلہ ہو۔ ویدانت کا دین اگر نیک اخلاقی کی طرف رجوع کرتا ہو تو وہ اس
 طور پر کہ درخت یا پتھر آدمی سے زیادہ اخلاقی ہو۔ پس ہمارے نزدیک
 غیر ممکن ہو کہ کسی نے بلکہ نکر اچار یا نے صمی خود ویدانتوں کی مکمل تائید کر
 حقیقت میں قبول کیا ہو یقیناً زمانہ حال میں کوئی شخص اس پر متیار
 نہیں کہہ سکتا ہو۔ وین ویدانت جب اپنے فربہی اصلاحوں سے خالی کیا

جائے تو یا تو احماد یا توحید ضرور ٹھہرنا چاہئے کہ زمانہ حال کے اہل جنات
مصادق ہوں اور اسکی غیبتی خاصیت کا اقرار کروں۔ مگر حقیقت میں جتنا
کہ طریق دیانت ان طریقوں یعنی احماد اور توحید سے فرق رکھتا ہو
انتہا ہی وہ آں دونوں طریقوں سے زیادہ متنوع الفہم اور مستقیم ہو۔
و حقیقت یہ ہے بولناک کلمہ کہ کوئی خدا نہیں کہ نہ یوں ہو نہ نہت اس کے
کہ کوئی غائی خطا کار کہ سخت انسان کہے کہ میں خدا ہوں +

ہندوؤں کے آورد و طریقوں کی باریکی سے تحقیق کرنا یہ فائدہ معلوم
ہوتا ہو انکی بڑی خاصیتوں کی بابت چند فقرے لکھنے بہانے مطلب
کے لئے کافی ہونگے طریقہ ساکھیا ہندوؤں کے پہلے مشہور فیہوت
کہلانامے نے ایسا کیا ہے۔ وہ ساری پیدائش اور طور و کلمات سے
جو جو دیکھ ہو منسوب کرتا ہے۔ کہلانامے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہم
بتلا جس کہ یہہ احماد ہو اور وہ مزائیشور اساکھیا یعنی بے غم ساکھیا
کہلانامہ۔ پتن جلیکا بوگ جو شیشور اساکھیا یعنی الہی ساکھیا کہلانامہ
ہو مگر طریقہ بوگ اگرچہ اس بات پر تیز مشہور ہو تو ہمیں قصوت جاو و گری

اور لا انتہا ہووگی سے بھرا ہو۔ ناسل سے ایسے خاص طریقے عبادت
کے اختیار کرنے جو اس روکنے سانس بند کرنے وغیرہ سے یوگی
عالم الغیب اچھی کی مانند مضبوط شیر سادہ اور بوا کے برابر تیز ہو جائے
وہ ہو اس لڑکا اور زمین کے گہراؤں میں گھس جائے وغیرہ۔ پس ہندوؤں کے علم
خلاصہ کا وہی طریقہ جلدی مغلانہ و مات ہو گیا اور اس بات میں شک نہیں
کہ لوگوں کو دین احماد یا ہمراست کی طرف رجوع کرنے لگا۔

بیان ہو چکا ہو کہ نیا یا علم ہندو کا سب سے کم اعتراض یہ طریقہ
ہو صاف معلوم نہیں ہوتا کہ نیا یا کا قدیم طریقہ خدا پرستی سے
تھا کہ نہیں۔ اور وہ طریقہ جو اس سے بعد ہوا خدا کے موجود ہونے کا
اقرار کرتا ہو اور اس سے آگاہی ارادہ اور کام کرنے کی قدرت
کرتا ہو۔ تاہم یہ طریقہ بھی نہایت مختصر ہے۔ وہ خدا کی اخلاقی صفات
اور اسکی حکومت کا کچھ بیان نہیں کرتا بلکہ خلقت کا کچھ بھی نہ کہ
اس میں پایا نہیں جاتا۔ مگر پوشیدہ نہ رہے کہ الوہیت جو اخلاقی صفات
اور دنیا کی حکومت سے خالی ہو برائے نام خدا ہی از روئے نیا یا کے

جائے تو یا تو اتحاد یا توحید ضرور ٹھہر چکا ہے کہ زمانہ حال کے اہل دینیت
 عداوت میں اور اسکی حقیقی خاصیت کا اقرار کریں۔ مگر حقیقت میں جتنا
 کہ طریق ویرانت ان طریقوں یعنی اتحاد اور توحید سے فرق رکھتا ہو
 انتہائی وہ آن دونوں طریقوں سے زیادہ منفعہ الخدراور منکر ہے۔
 و حقیقت یہہ ہونا کہ کلمہ کہ کوئی خدا نہیں کم زبون ہے نہ نسبت کہے
 کہ کوئی نانی خطا کا کم سخت انسان کہے کہ میں خدا ہوں *

ہندوؤں کے اور طریقوں کی باریکی سے تحقیق کرنا بیفائدہ معلوم
 ہوتا ہے بلکہ شرعی خاصیتوں کی بابت چند فقرے لکھنے ہمارے مطلب
 کے لئے کافی ہونگے طریقہ سائیکیا ہندوؤں کے پہلے شہر فلیسٹون
 کیلانی نے ایجاد کیا ہے۔ وہ ساری پیدائش اور طرح و رنگت سے
 جو وہ دیکھتا ہے منسوب کرتا ہے۔ کیلا کے ذکر کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہم
 بتلا دیں کہ یہ اتحادی اور وہ نریشور اسانکھیا یعنی بے محمد سائیکیا
 کہلاتا ہے۔ پتہ چیکایوگ جو شیوہشور اسانکھیا یعنی الہی سائیکیا کہلاتا
 ہے۔ مگر یہ یوگ اگرچہ اس بات پر قدرت مشہور ہے تو ہم بھی لغتوں جادوگری

اور لا انتہا پیروی سے بھرہ ہو۔ ناسل سے اپنے خاص طریقے عبادت
 کے اختیار کرنے کو اس روکنے سانس بند کرنے وغیرہ۔ سے یوگی
 عالم الغیب ہاتھی کی مانند مضبوط شیر سادلیہ اور بڑے برابر نیز ہوجانا
 وہ ہوا میں اڑنا اور زمین کے گہر میں گھس جانا وغیرہ۔ پس ہندوؤں کے علم
 خلافت کا دینی طریقہ مجلدی بلطفانہ دہات ہو گیا اور اس بات میں شک نہیں
 کہ لوگوں کو دین اتحاد یا ہمہ دوستی کی طرف رجوع کرنے لگا۔

بیان ہو چکا ہے کہ نیا یا علم ہندو کا سب سے کم اعتراض پر طریقہ
 ہی صاف معلوم نہیں ہوتا کہ نیا یا کا قدیم طریقہ خدا پرستی سے
 تنہا کہ نہیں۔ اور وہ طریقہ جو اس سے بعد ہوا خدا کے موجود ہونے کا
 اقرار کرتا ہو اور اس سے آگاہی لرا دہ اور کام کرنے کی قدرت ملے
 کرتا ہو۔ تاہم یہ طریقہ بھی نہایت متفقہ ہے۔ وہ خدا کی اخلاقی صفات
 اور اسکی حکومت کا کچھ بیان نہیں کرتا بلکہ خلقت کا کچھ بھی نہ کر
 اس میں پایا نہیں جاتا۔ مگر پرستیدہ نہ رہے کہ الوہیت جو اخلاقی صفات
 اور دنیا کی حکومت سے خالی ہو برائے نام خدا ہی از روئے نیا یا کے

انسان کی اصل مراد عذاب سے آخری رہائی ہو اور یہ ہر طرح کے عمل سے خواہ نیک خواہ بد ہو باز رہنے سے حاصل ہوئی ہو ایک عالم مصنف نے جو خواہش کو تھا تھا کہ دیں ہنود کا سختی المقدور دہرائی سے بیان کرے بشرطیکہ سچائی سے قدم باہر نہ رکھے یوں لکھا ہو کہ کئے چھہ علی نوا حدیس سے صرف تین جلی کا یوگ خدا کی رزائی کا انرا کرنا ہو۔ پس معلوم ہوتا ہو کہ ان طریقوں کے پکے مستند کامل درجہ پر نہ مذہب نہ عمل نہ اخلاقی خاصیت رکھہ سکتے ہیں +

بھگوت گیتا سے زیادہ تاثر کسی کتاب نے نہیں کی ہو۔ یہہ ایک عمدہ کتاب اور مسلسل عبارت میں لکھی ہوئی ہو۔ یہہ ایک ہم کا اخلاقی طریقہ نظر آتا ہو جس میں گذشتہ طریقوں کے نتیجہ جمع ہونے ہیں۔ سب شے عقل فیلسوفوں میں سے ایک کی رائے اس عجیب کتاب کی بابت تھیں۔ وکٹار کوکسین صاحب نے جو آپ حقیقت میں انتخاب کرنا والا تھا بھگوت گیتا کے باب میں لکھا ہو۔ تمہ آسانی معلوم کرو گے کہ اقسیم کے فوائد اور دہری اعتقاد کے ساتھ جو پیداوار نہایت علامتوں

سے ظاہر ہوتا تھا طبیعت انسان نے کا پتہ ہوئے کس طرح خودی سے انکار کیا ہو گا اور کس طرح سے ہنس اس لاماصل کوشش میں کہ اپنے آپ میں متنی ظاہر کرنی یہہ طور پر عظیم شکلوں اور بیقاعدہ ایجادوں میں بھر گیا ہو گا اور کس طرح سے جب کہ خدا سب کچھ اور انسان کچھ نہیں گنا گیا انسانیت پر ایک مہیب حکومت خدا پر ہی ہوگی جو اسے کل آزادی اور حرکت اور تمام علمی فائدہ اور سچی نیک اخلاقی سے محروم کرتی ہو۔ اور پھر تم دریافت کرو گے کہ کس طرح سے انسان اپنے تئیں خمیر جانکے اپنے اعمال کو پھر یاد میں لانا کچھ خیال نہ کر سکا اور کیا سبب ہو کہ ہندوستان میں نہ انسان کی نوازیج نوار دات کی معقول تالیف پائی جاتی ہو یہہ قول سخت ہو مگر حق سے زیادہ سخت نہیں اگلی سلیقہ دہندہ آزاگی و ملی ترقی و نیک اخلاقی سب کے سب شروع ہی میں ہند کے علم فلاسفہ کے زبرد افیس سے پیرودہ ہو گئے۔ اور فہم انسان اس قدر کوتاہ ہو گیا کہ نوازیج کا لکھنا غیر ممکن ہوا + علم فلاسفہ کی نوازیج ہندوستان میں اسکی اس نوازیج سے

جو ملک یونان میں لکھی گئی کچھ نسبت رکھتی ہو۔ دیکھو دسوان خط۔
ہندوؤں کے فیلسف حقیقت میں تیر فہم اور خیال کرنے میں بہت
صابر شخص تھے مگر الوہیت اور انسانیت کی عظمتوں اور انسان کی عظمت
اور فرض کے راز کھولنے میں انکی ساری کوششیں لاعاصل ہوئی ہو کر رہیں
قاعدے ہر ایک بے بنیاد یہود اور آپس میں مختلف ہی قاعدے
سخت اور ناگوار ہو کے انسان کی محبت اور نیک کوشش کو زور کتے
اور نسبت ہونا یا اور کچھ جو اسکے موافق ہو ہماری بڑی امید پیش کرتے
ہیں یہہ بے پایاں تباہی غناک نتیجہ ہیں کہ دنیائے خدا کو حکمت
سے معلوم نہ کیا۔

اگر محنت طلب کرنا تو زماؤں کا سن اب نہ سیکھا اور اپنے
تئیں اس روشنی کے واسطے جسے تو اپنی کسی طرح کی کوشش سے حاصل
نہیں کر سکتا تو آسانی افضل کے فرض نہ کرنا اور نہ کر سکتا۔

بارہواں خط

پہلا حصہ

مذہب اسلام اور اسکی دیلون کی تحقیقات کے بیان میں

ایم عزیز دوستو۔ اب ہم ان دیلون کی تحقیقات پر توجہ دیتے ہیں
جو کہ دین اسلام کے ثبوت میں پیش لانے کے قابل ہیں۔ یہ بہت بھاری
دریافت ہو۔ دین اسلام دلکش پرخواہم اسکی عجیب ابتدائے اسکے
جائزہ پیلنے یا اسکے وسیع پھیلاؤ پر غور کریں۔ دین ہندو تو ایک ملک کے
باشندوں کے ایک حصے پر منحصر مگر بہت سے مسلمان ایشیا افریقہ کے
ملکوں میں بلکہ یورپ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پس دین اسلام کچھ
اس سال کے تخمینے میں چاہے کہ ہم اس بڑے فرق کو پہچانیں جو اس
طریقے میں جسے محمد صاحب نے آپ جاری کیا اور اس طریقے میں جسے
محمدی لوگوں نے بعد اسکے قبول کیا یا جاننا ہو۔ اس تفاوت کے

پہچاننے کا سبب آئندہ ورقوں میں بخوبی ظاہر ہوگا۔ مگر اتنے میں میں
 یہ کہہ کر مٹا چاہتا ہوں کہ ان دونوں طریقوں کا یہ فیرواقی اس نظام
 کیا جانا کہ محمد صاحب کے حق میں بنے انصافی نہ ہو۔ وہ طریقہ جسے اسکے
 اکثر پیرو ماننے میں نسبت اسکے تے است شروع میں جاری کیا زیادہ
 نامقول ہو اور از روئے انصاف تازہ پیروؤں اور مشرور کی پرواہ کیل
 ہیں اس سے منسوب کرنا نہ چاہئے +

ظاہری دلیل

پہلے۔ ہمارا پہلا سوال محمد صاحب کی تواضع اور قرآن کی بات
 ضرور ہوگا۔ شروع ہی میں ہم اپنے تئیں مشکلات میں جھنسا کر پاتے
 ہیں۔ عربی دان ایک عالم نے مسئلہ اع میں اس بات کی بابت دی
 لکھا ہے کہ جب تک ہم کو محمد صاحب کی کوئی زیادہ کامل تواضع نہ نسبت
 آئے کہ جو اس وقت تک یورپ میں چھاپی گئی ہیں نہ ملے اغلب ہو کہ
 جس وقت ہم اسکے اعمال کے مفصلہ دل کو دریافت کر لیں گے طرف رجوع

ہو دیں تو ہم غلطی کرینگے یہ قول تاہم کیف قدر سچ ہو یا جو کہ ہم کو دل حسب
 پر رسول صاحب اسپرنگر صاحب اور مسویر صاحب کی نہایت عمدہ
 تصنیفات رکھتے ہیں +

شاید ابوالفدا مشرقی محمد صاحب کا سب سے صاحب غیر تیرخ
 تھا اگر وہ چودھویں صدی مسیحی یعنی سات سو برس بعد محمد صاحب کے
 پیدا ہوا اور دسے مصنف جنگی باتیں آسنے انتخاب کیں بعد وفات محمد
 پہلی صدی کے نہ تھے۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ ابوالفدا محمد صاحب
 کے احوال اور نہ صحت کی کیفیتوں پر معتمد ہوگا۔ جو۔ اور ہمارا اعتبار
 ان مصنفوں پر جو بعد ابوالفدا کے ہوئے عیب کہ میر کا تھا۔ پندرہویں
 صدی میں اور اٹھنی سو لہویں صدی میں اور بھی کم ہو۔ محمدی مصنف
 انیسویں کا جو مسئلہ بھری میں مر گیا اکثر تذکرہ کرتے ہیں مگر وہ زیادہ
 از دو سو برس بعد وقوع ان واقعات کے جکا وہ ذکر کرتا پیدا ہوا۔
 آسنے زیادہ قدیم گراہوں کو دعوہ نہ صنا چاہئے۔ دریافت سے مدد ہو جائے
 کہ جن شام جو ستائیسویں میں مر گیا اور اذنی جو ستائیسویں میں پیدا ہوا

اور شہزادہ جری میں مرگیا اور کاتب الواقدی جو شہزادہ جری میں مر گیا
محمد صاحب کے سب سے قدیم مورخ تھے جن کی تصنیفات اب تک
موجود ہیں +

پس محمد صاحب کے ہم عصروں کے قلم سے انکا کوئی احوال پایا
نہیں جانا۔ شاید جو کچھ انہوں نے اسکی بابت لکھا ضائع ہوا اور
بعد وفات محمد ایک سو برس تک جو کچھ تصنیف ہوا جاتا رہا۔ بیڑی
بھاری حقیقت ہو۔ اس حقیقت سے محمد صاحب کی حالت زندگی
از حقیقی خاصیت کی بابت بہت شک پایا جانا ہو +

ان حالتوں میں بالضرور ہر قرآن کی طرف توجہ ہوتے ہیں
کہ اس سے محمد صاحب کی زندگی کی حقیقتیں دریافت کیں۔ تاہم یہ بھی
بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن ویسا ہی ہو
جیسا کہ محمد صاحب نے اسے چھوڑا تھا اس سبب سے کہ اسے متفرق
تھے محمد صاحب کے شاگردوں کو نہیں برس کے عرصے میں سکھائے
گئے انہوں نے یا تو انکو خط کیا یا دخت خرماء کے چہل پانچ پرے یا پھر

یا جیسا کہ تھے ہیں بھی شروں کے کندے کی ہڈیوں پر لکھا۔ اصل نوشتہ
بے ترتیبی سے ایک صندوق میں ڈالے گئے اور اسی انہری میں پڑے
رہے جب محمد صاحب نے وفات پائی۔ اس سے دو برس بعد ابوبکر نے
سب حقروں کو جمع کر لیا حکم دیا یعنی دو جو لکھے ہوئے تھے اور جو حفظ
کئے گئے تھے۔ اس سبب سے خیال کیا جاتا ہے کہ ابوبکر قرآن کا حقیقی
مؤلف تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں اسے سکندر مداخلت کی۔
اس وقت سے قریب سترہ برس کے بعد عثمان نے جب دریافت کیا کہ
قرآن کی نقلیں جو متفرق جگہوں میں ہیں آپس میں بہت مخالفت
رکھتی ہیں تب اسے حکم دیا کہ ابوبکر کی نقل سے بہت قرآن ہوشیاری
اور صفائی سے نقل کجائیں۔ بعد ازاں یہ درست شدہ نقلیں دور
تاک چھلائی گئیں اور پرانی برباد کی گئیں +

یوں قرآن محمد صاحب سے جاری ہونے کے بعد ابوبکر اور عثمان
دونوں کے ہاتھوں سے ترمیم کیا گیا۔ پس اگر ہم ثابت نہیں کر سکتے
کہ یہ دونوں شخص یا تو قریب نہیں کر سکتے تھے یا ایسا کرنا نہیں

چاہتے تھے تو ہم قومی نہیں رکھ سکتے ہیں کہ قرآن میں مہت کچھ
نبدی وافع نہیں ہوئی +

شبیدہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ عثمان نے دس سیپارے یعنی چونتھ حصہ قرآن سے کمال ڈالا۔ اگر وہ دس سیپارے کمال کا تو وہ اور طرح پر بھی مداخلت ناجائز کر سکتا تھا +

پھر اس سبب سے کہ ابوبکر کی فاضل خدمت محمد صاحب کی ایک بیوی کے سپرد رہی تو ہمیں ثابت کرنا چاہئے کہ کیا وہ اپنی امانت پر باطل منہ دین تھی۔ قرآن کی اصلیت کی بابت یہ ہجاری مشکلات ہیں اس کی بے تبدیلی ثابت کرنا غیر ممکن ہے۔

اس شک کے دو بھاری نتیجے قابل بیان ہیں۔ اول ہم محمد صاحب کی نواہج اور صمیمیت کے شمار میں متخیر ہوتے ہیں کیونکہ جیسا بیان ہو گا وہ مسلمان مورخوں سے اور جیسا ہم اب دیکھتے ہیں قرآن سے بھی غلط اور ظاہر نہیں ہوتی۔ پس محمد صاحب عقیدہ عام سے بہتہ پائے ہوئے ہیں۔

دوم اگر محمد صاحب نے ایک الہام کو جو خدا سے نازل ہوا و حقیقت خارجی

کیا ہو تو بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ اُس میں کچھ مداخلت نہ کی گئی ہو۔

عز و دردی باتیں اُس میں بڑھائی گئی ہوں یا اُس سے خارج گئی ہوں؟
 دوسرے - فرض کیا جائے کہ قرآن بعینہ و لیساً ہی ہر جگہ کی جڑیا
 نے اُسکو جاری کیا - کیا ثبوت پایا جاتا ہو کہ اُس کا مصنف مطابق اپنے
 دعوے کے رسول اللہ تھا۔ اور یہ بیان ہو کہ خود قرآن محدود صاحب

کی حالت زندگی اور خاصیت کی بابت سب سے عمدہ ثبوت ہو۔ پیشہ و
 زربے کے مجوز و کاکثر ذکر قرآن میں پایا جاتا ہو مگر کوئی آیت نظر نہیں آتی
 جس سے ثابت ہو کہ محمد صاحب نے سحری دھلائے بہت سی آیتیں
 ہیں جن میں مجرب نے نہ دھلایا نہ سبب درج ہو اور جہنی ایسی بھی ہیں
 جن میں وہ صاف ظاہر کرنا ہو کہ میں مجرب سے دھلائے کو نہیں بھیجا گیا۔
 سورہ عنکبوت میں یوں مرقوم ہو۔ وَقَالُوا الْفَلَآئِئَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
 لَيْتُمْ شَرٌّ مِّنْ بَرِّهِ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ
 مُّبِیْنٌ یعنی کہتے ہیں کہ اگر اس کے خدا کی طرف سے کوئی نشتانی آجائے
 تو ہم ہر ایمان نہ لاویں گے میں عرض کرنا کہ کہہ کر نشانیاں خدا کے پاس ہیں تو

ایک نصیحت دینوالا ہوں۔ پھر سورہ بنی اسرائیل میں لکھا ہوا
 مَنَعْنَا اَنْ تَرْسِلَ بِالْاَلَيْتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَكَا وَكُوْنُ
 یعنی کوئی چیز ہمیں مانع نہیں ہوتی کہ تجھے معجزے کے ساتھ بھیجیں مگر یہ
 کہ اگلے پیغمبروں کو جو ہم نے معجزے دیکر بھیجا تھا انہیں لوگوں نے جوٹھا
 جانا۔ مگر اس معجون کا بہت طول بیان کرنا ضرور نہیں ہے۔ قرآن کا ہر باب
 بے مقصد پڑھنا والا اس قول کی نقد میں کا اثر کر چکا +

سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنف معجزہ کا ذکر کر کے محمد صاحب سے منسوب
 کرتے ہیں مگر یہ کمال بہانہ کہ محمد صاحب کی باتوں کے خلاف ہو کہ
 بالکل قابل اعتبار نہیں +

۱۔ تو بھی شاید چند معجزہ دیکھا کچھ بیان کرنا چاہتے ہو جنکی نسبت بعض
 مفسرہ عمومی کرتے ہیں کہ قرآن میں مذکور ہیں سب سے پہلے انہیں
 سے شق القمر ہو۔ پس دیکھا جائے کہ قرآن میں اسکی بابت کیا لکھا ہے
 سورہ قمر میں یوں طرہ ہو۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ
 اِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی باں لگے وہ

ساعت اور چاند چھٹ گیا اگر وہ دیکھیں گے کوئی نشانی طالع دینگے یہ کہہ کر
 یہہہ جادو چلاتا ہو +

۱۔ محمدی مصنف خود اس آیت کے معنوں کی بابت متفق الزمرے
 نہیں ہیں بعضوں نے سمجھا کہ محمد صاحب نے بطور نظم کے اس آیت میں
 استقبال کا ذکر رافضی میں کیا۔ اور اکثر عربی اور عربی زبانوں میں ایسا
 ہوتا ہے۔ اگر یہہہ بات صحیح ہو تو محمد صاحب نے فقط کہا کہ شق القمر ایک
 نشان ہے جو روز قیامت کے پیشتر ظاہر ہوگا۔ قرآن میں جو الفاظ اس آیت
 کے بعد ہیں ایسے معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے
 نہیں کہا اگرچہ انہوں نے یعنی کافروں نے نشان کو دیکھا ہو وہ
 طالع دیتے ہیں مگر یہہہ کہ اگر وہ دیکھیں گے۔ حقیقت اگر محمد صاحب کو
 یہہہ مادی ہوئی کہ یہہہ معجزہ فی الحقیقت واقع ہو چکا تو وہ بالحد اکثر
 اسکا ذکر کرنا تو کیا کہ وہ معجزہ کافروں کے لیے ایمان بہنیکا مذرور کرتا +

ب۔ پھر محمد صاحب نے نہیں کہا کہ شق القمر میں نے کیا۔ اور

اگر یہ بات ہوئی بھی تو اس سے صرف خدا کی قدرت ثابت ہو سکتی ہے
وہ محمد صاحب کے دعویٰ کو بالکل ثابت نہیں کرتی +

ت۔ سوائے اسکے صاف ظاہر ہے کہ شوقِ القوم سے یہاں روڈ قیامت
کا نشان مراد ہے لیکن اگر شوقِ القوم محمد صاحب کے وقت میں یعنی بارہ سو
برس گذرے واقع ہوا تو وہ کس طرح قیامت کا نشان ہو سکتا ہے
جنوز نہیں آتی ہے +

۲۔ محمد صاحب کا معراج ایک اور بہت مشہور واقعہ ہے قرآن

میں لکھا ہے بیان ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى یعنی پاک ہو وہ ذات

جو نے گلیا اپنے بندے کو رات ہی رات ادب والی مسجد سے پہلی مسجد

تک سورہ نبی اسرائیل ۵ اسے بارہ۔ محمدی مفسر بیان کرتے ہیں کہ

محمد صاحب سات آسمانوں سے گذر کے خدا کے میں حضور پر پہنچا گیا

اور اسی رات کو پھر کتبے میں لایا گیا مگر اس محل بیان کا ایک لفظ بھی

قرآن میں پایا نہیں جاتا اور محمد صاحب کی طرف اسکے پیروؤں کے

وہی خیالات کو منسوب کرنا نہ چاہئے۔ جس طرح سے محمد صاحب نے

خود بیان کیا معراج میں کوئی سبب نہ بات پائی نہیں جاتی ہم اکثر

کہتے ہیں کہ ہم نے فیند میں یہہ کیا یا وہ کیا یا اپنے خوابوں میں خلائی جگہ

پہنچائے گئے۔ اور اسی طرح محمد صاحب کی یہہ باتیں ایسے ہی منہ کھتی

ہیں۔ اگر محمدی علما کی رائے ایسی ہی ہو خاص کر کے مرقوم کو کھنڈ محمد صاحب

کی بیوی نے صاف صاف کہا کہ شبِ معراج کو محمد صاحب اپنے بطن سے

کسی وقت باہر نہ گئے ایسے مضمون چھ حصہ کی گواہی بہت ہی قابل

اعتبار ہے۔ ممکن ہے کہ محمد صاحب ایک طرح کے دلی اندیشے میں پڑے

جس میں نہیں جانتے تھے کہ معراج رویا کے طور پر حقیقی یا وہی خیال تھا۔

شاید اپنے بلا ارادہ غیر فہمی دہم میں پڑا ہو کہ معراج حقیقی ہو ایسے

امروں میں اس طرح کی غلطیاں اکثر واقع ہوتی ہیں +

پھر معنی نہ رہے کہ معراج کی حقیقت پر سوائے محمد صاحب کی گواہی کے

اور کوئی ثبوت پایا نہیں جاتا ہو ایسے مضمون میں ہم ایک ہی گواہ پر کوئی نہ

اعتبار کر سکتے ہیں خاص کر کے جب وہ اپنی ہی بابت گواہی دیتا ہو +

۳۔ ایک اور عجیب کیفیت جو قرآن میں بطور براہِ وجہ مسلمان لوگوں کو مجروح کہتے ہیں جن کو ایمان لانا ہی سورہٴ اہتلاف میں یوں بیان ہو۔ **وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ مِّنَ الْجَنِّ مَنَاسِقَهُوَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَبُوا لِمَا خَصَّيْنَا وَلَوْ أَنِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ** یعنی جب جنوں کے گروہ نے محمد صاحب کو قرآن پڑھتے دیکھا ایمان لایا اور ساتھیوں کو جا کر سنا یا جن ایک طرح کے مخلوق ہیں جن کی بابت لوگوں کا گمان ہے کہ فرشتے اور انسانوں کے مابین درجہ رکھتے ہیں یعنی ملائکہ اور انسان سے کچھ نسبت رکھتے ہیں جلال الدین جو ایک عالم محمدی صنف ہو بیان کرتا ہے کہ جن شیطان کی اولاد ہیں اور فرشتوں سے فرق رکھتے ہیں کہ یہ محمد صاحب تو اللہ و فرشتوں میں ہے۔

اس وجہ سے کیا بابت صرف اتنا ہی کہنا بس ہے کہ نہ کسی بات کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ اباجن حقیقت میں ہیں کہ نہیں۔ پھر محمد صاحب کی گواہی اس مضمون پر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات خواب میں دیکھی ہو گی اگر اس کے

خوابوں سے کچھ عرض نہیں رکھتے ہیں مگر اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں وہ محمد صاحب کے دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا جیسا کہ لوگ رسالتِ مسیح کے ثبوت میں یہ بیان کہ وہ فرشتوں کو نظر آیا بھی پیش نہیں کرتے۔ وہ مجروحے جسے کسی کی رسالت ثابت ہوتی ہے عاف و الشکار وہ اعتراض ہونے چاہئیں۔

۴۔ ایک اور ماجرا جو کہ قرآن میں مذکور ہے جسے مسلمان لوگ عجیب معجزہ سمجھتے و فتح ہے جو محمد صاحب نے جنگ بدر میں حاصل کی مگر یہ ہے کہ محمد صاحب کی فوج میں تین سو انیس آدمی تھے اور دشمن کی فوج میں تو یہ ایک ہزار۔ سورہٴ آل عمران اور سورہٴ اعراف میں مرقوم ہے کہ خدا نے پہلے ایک ہزار بعدہ تین ہزار فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجے اس لڑائی میں فوج دشمن کے سردار مسلمانوں میں سے صرف چودہ مارے گئے۔ یہ کیفیت اپنے تئیں آپ جبرئیل علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔ فرشتے اور انیس سو انیس مسلمان ضرور نہ تھے کہ ایک ہزار دشمن پر فتح کریں اور نہیں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے فرشتوں کو دیکھا ہے اگر نہیں

انہیں مسلمانوں نے بغیر مدد فرشتوں کے ایک ہزار دشمنوں پر فتح بھی کی
 تو بھی کوئی بڑی عجیب بات نہ تھی چند برس گزرے سپہ سالار
 سرچارلس نیپئر صاحب نے اپنی مخوری سی فوج سے سندھ والوں
 کی بہت بڑی فوج پر حملہ کر کے اسے بالکل شکست دی اور بہت سی
 عیسائی فوجوں کا قتل و غارتجہ کیا یا جاتا ہوا۔ ان واقعات کے سوائے
 قرآن میں کوئی ایسا ماجرا جو صاحب سے منسوب نہیں ہو چکا ہے
 کا نام و نشان پایا جاتا ہے جو صاف ظاہر ہو کہ یہ یقیناً جنہیں مسلمان لوگ
 معجزہ کہتے ہیں جو صاحب کی رسالت بالکل ثابت نہیں کرتی ہیں +
 قیسہ بنی سعد سے واصل و قسم کے ہیں انہی معجزہ قدرت و معجزہ
 وراثی عیسائی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بل کا منجانب اللہ ہے یا اسکی
 اکثر پیشین گوئی یا انیسویں صدی کی خبر کے پورا ہونے سے
 ثابت ہوتا ہے جو حکما یہ ہونا عقل انسان سے باہر تھا۔ دیکھا جاتا ہے
 کہ جو صاحب ایسے ماجروں کی پیشین گوئی دیتے تھے کہ طاقت کو کھاتا تھا یا نہیں +
 ۱۔ قرآن کی کوئی آیت پائی نہیں جاتی جس میں محمد صاحب خود

ایسی طاقت رکھنے کا دعویٰ کرتا تھا تو بھی اس کے پیرو اکثر آیتوں کا
 ذکر کرتے ہیں جنہیں وہ جڑت کہتے ہیں سب سے مشہور انہیں سے یہ ہیں +
 ۲۔ سورہ روم میں مرقوم ہے۔ اَلَمْ نَخْلُقْكَ الرَّؤُوفِ اِذْنِ
 اَلْاَمْرِضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيِّغْلِبُكَ فِي بَصْعَ نَيْنِ
 یعنی یونانی نزدیک کی ولایت میں مغلوب ہو گئے لیکن مغلوبین کے بعد
 پھر وہ کسی ایک سال میں غالب ہو گئے +

مسلمان لوگ محمد صاحب کے اہل ہامی رسول ہونے کے ثبوت میں
 اکثر اس آیت کو پیش لاتے ہیں۔ تو بھی وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ
 قرآن میں لکھا ہو کہ یونانی غالب ہوئے لیکن پھر مغلوب ہو گئے۔
 مسنونہ کافرق عربی زبان میں اعراب پر موقوف ہوا اسی سبب سے
 یہہ بات ایک طور پر سچ ہو خواہ یونانی غالب ہوئے یا مغلوب ہوئے
 خیر یہ ہمارے اصرار پر کہ ہم دریافت کرتے ہیں کہ محمدی لوگ آپہیں ان
 باتوں کی بابت متفق الزام نہیں ہیں کہ دشمن جنہوں نے یونانیوں کو
 مغلوب کیا کون تھے یا لڑائی کہاں اور کب ہوئی بعض کہتے ہیں کہ دشمن

اہل فارس تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل عرب تھے اور بعضے بتلاتے ہیں
کہ میدان جنگ اراک نامہ زمین میں تھا اور بعضوں کا قول ہے کہ ملک عرب
میں اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ملک کنعان میں تھا۔ فرض کرو کہ یہ ساری
مشکلات و ردیہیں کچھائیں تو بھی اس خبر میں کوئی عجیب بات باقی نہیں
جاتی۔ محمد صاحب نے ایک ماجرے کا بیان کیا جو تھوڑے برسوں
کے عرصے میں واقع ہو گا کیونکہ اس کے لفظوں سے تین برس سے کم
برس تک مراد ملتی ہے۔ پس سوائے ہوشیاری اور دینی کے اور کچھ ہمیں
دیکھائی نہیں دیتا چند برس گزرے جب انگریزوں کی فوج ملک کابل
میں قریب بہت زیادہ ہو گئی تھی برصغیر جو انگریزوں کی قوت اور ترقی پر
واقف تھا دینی سے اتنا کہہ سکتا تھا کہ انگریزوں کے ان دشمنوں کو
سنوا دے سکتے ہیں۔ محمد صاحب نے اپنے پیرو کو دلا کر ناپا لیا اور
وہ عیسائی یونانیوں سے بہت زرقشت اہل فارس یا کافران اہل
عرب کے زیادہ بددلی رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ اہل یونان غالب ہوں اور
اس کے نہایت اعلیٰ تھا کہ سلطنت یونان جو کہ طبری اور آرمینیا اور گرجا

کی قابل تھی بادشاہت فارس پر جو نصف ترشی و آہل فارس میں مختلف
جنت پرست اور آزار دینے والے تھے غالب آو گئی +

۲۔ کسی ایک اور آیت میں اسی قسم کی بات ہے سب سے مشہور آیتیں ہیں
بِجَبَابِ السُّورَةِ لَوْ مِثْرُ مَرْفُومٍ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْرُ مَرْفُومٍ مِثْرُ مَرْفُومٍ مِثْرُ مَرْفُومٍ
کہنے ہیں کہ مریک البتہ پیچھے حاکم کر چکا انکو ملک چھوڑا حاکم کیا تھا
اُسے آقاؤں کو۔ پھر سورۃ فتح میں لکھا ہوا لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْمَكْرَامَ
اِنْ شَاءَ اللَّهُ اَمْرِئِئِن مِثْرُ مَرْفُومٍ مِثْرُ مَرْفُومٍ مِثْرُ مَرْفُومٍ
اگر اللہ نے چاہا چین سے پھر ۲ سورۃ میں لکھا ہوا جو مع دہرے
تھے قرآن دیا ہوا ایمان اور عمل کے ایک قانون کے لئے باقی ہیں
کہ پھر ہمیں لاویگا۔ پس قرآن کی یہ سب سے مشہور آیتیں ہیں مگر
۲۔ ایک پھر سالار اپنی فوج کو دلا کر کرنے کے لئے ایسی امید اور تسلی
کی کہیں کہیں ایسی طور پر غالب ہونے کی کہ پھر یہ ننگوں کی گئی ہیں

جبکہ فوجیں بہ نسبت فوج محمد صاحب کے بہت تنگ حالتوں میں تھیں تو بھی ہمیشہ بنگاویاں پوری ہوئیں اور کسی کے خیال میں یہ بات نہ آئی کہ بارہا سپہ سالاری ہو۔ لائینی اور یونانی شعروں میں عجیب قیاسی باتیں پائی جاتی ہیں جو کہتے کے مطابق واقع ہوئیں مگر کوئی شخص انہیں سمجھنا کہ سپہ سالاری الہامی تھیں۔

نبوت ازل سے پہلے مذہب کی ایک اصلی بات ہے قرآن میں ایسا نہیں ہے۔ ہمیں وہ دلیل کے طور پر کبھی پیش کی نہیں جاتی۔ حقیقت میں محمد صاحب نے آئندہ واقفوں کی خبر دینے کا دعویٰ نہ کیا۔ پھر اگر قرآن میں پیشینگوئیاں ہیں بعضی انہیں جو مٹی ہیں سو رفع نہیں مرفوم ہو۔ **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينٍ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَىٰ الدِّينِ كُلِّهِ** یعنی خدا اپنے چھا اپنا رسول ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تاکہ اسے سب مذہبوں سے سرفراز کرے۔ وہیں اسلام دین مسیحی پر نہ پھیلا وہیں نہ اپنے منتقدوں کے علم میں اور نہ خلق کی پاکیزگی میں سرفراز ہوا۔ دین مسیحی بہ نسبت دین اسلام کا اتنا

بہت جلد پھیلتا جاتا اور دماغی آذم کی ترقی ہر ایک بات میں بہت زیادہ کرتا ہے۔

چوتھے - شترغ میں دین اسلام کا جلد پھیلنا اس کے مخالفین کے
ہونیکا ایک شون سمجھا جاتا ہے۔

مگر کوئی محمدی پیہرہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ کسی مذہب کا جملہ بار
 اُنکے ھیلنا اسکی بچائی کی قوی دلیل ہے نہ سنت دین اسلام بلکہ شاہد
 دین مسیحی کے بھی مذہب پر وہ کے اب زیادہ ہیں تو بھی ہم بے
 اندیشہ کہہ سکتے ہیں کہ دینِ بدہ کسی تربیت و تعلیم یافتہ قوم میں جیسے
 باشندگانِ یورپ و امریکہ کے نزدیک کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک
 مذہب کا جھجلاؤ متعریف کیفیتوں پر منحصر ہو جیسے ان لوگوں کا حال و حالت
 جنہیں وہ جاری ہو تا ہو اور مطابقت اسکی اُنکے دستوروں سے اور
 ویلے جو اسکے استعمال میں لائے جاتے ہیں وغیرہ دین اسلام کا جملہ
 پیمائیاں دیکھتے ہوئے سوائے خلافِ طور پر ظاہر ہوتا ہو کہ اسے مرد
 اسی سے منسوب کر سکتا کوئی موقع پایا نہیں جاتا +

۱۔ دین اسلام میں بہت سچائی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ دین سچائی
 طبعی سے عجب طرح کی مطابقت رکھتا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ دین اسلام
 عوام و ملوک پر دین سچائی کی سچائی کا قائل ہے اور دلیل سے بہت سی باتیں
 انتخاب کرتا ہے۔ محمد صاحب نے خدا کی دی انیٹ و انائی قدرت
 حکومت اور رزاقی کا صاف انکار کیا۔ اکثر مذہبوں میں خدا کی بات
 بیکرا اور رب نے تاثیر خیال ہے و دینی خدا صفت خلقت یا اس سے غور
 زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہ خدا جس کا ذکر قرآن میں ہو گویا شجیت کھتا
 ہے اور بار بار وہ کام کرتا ہے وہ ایک حاضر و ناظر خدا ہے جو خواص احکام
 بتاتا ہے جسکی فرمانبرداری ہر ایک بات میں ہے پر فرض ہے +
 پس یہاں ایک عجیبی حقیقت ہائی جاتی ہے۔ ہر ایک مذہب
 جس میں ایسے سبیل پائے جائیں اپنے آپ میں استحکام و وقیم
 کا غلط رکھتا ہے +

۲۔ تو بھی دین اسلام انسان کی بری خواہشوں سے بالکل
 خلاف نہیں ہے۔ اس سبب سے کہ اس میں کوئی عیب نہیں اور وہ فہم انسان

کی ضروری ٹیجنا ہے۔ اس میں دل کی سخت آلودگی اور خدا سے
 محروم ہونے کا بہت تھوڑا ذکر ہے۔ باطنی گناہ سے متاثر کرنا اور اپنے
 حقیر جانے کا فرض اور اپنے اور پھر سوانہ رکھنا اور خودی سے
 انکار کرنا اس میں تھوڑا یا بالکل پایا نہیں جاتا۔ ایسا مذہب گزشتہ
 انسانیت کی بہت پسند کرتا ہے +

۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود محمد صاحب کی خاصیت اور کیفیتوں پر
 بہت کچھ موقوف تھا۔ وہ عالی خاندان سے پیدا ہوا اور عجب بچہ کے
 ساتھ شادی کر نیکی ذریعہ سے شہر کہہ کے سب سے اختیار روئے
 شخصوں میں شامل ہوا۔ سوائے اسکے یقیناً وہ بڑا نبی تھا انیس
 وہ ایسا شخص تھا جو اوروں پر آسانی سے اختیار پاتا ہے۔ ان خاصیتوں
 کے سوائے وہ سرگرم اور قیاس کرنا اور اول کھتا تھا اور اپنے خیالوں
 کو اس اعلیٰ اور شاعرانہ طور پر جابل عرب میں عجیب طرح کا چوش پیدا
 کرنا اور ان کا فائدہ کر سکتا تھا +

۴۔ محمد صاحب کا دینی طریقہ اہل عرب کی اصلی طبیعت سے بہت

مطابقت رکھتا تھا۔ ایک فاضل معتق کہتا ہے کہ اہل عرب نے جو خور
اور خور نیر مزاج رکھنے اور بقاوت کوٹ اور خون کرنیوالے تھے اپنے
بہنی کے قاعدے میں دنیا کے عمارت کرنے کے لئے نہ صرف اجازت
بلکہ حکم پایا۔ جنگ اور فتح کی ترغیب بغیر کسی دینی مطلب کے ایسی خوش
ہوئی کہ سکندر و ذوالقرنین چنگیز خاں تیمور شہر لکھن جیسوں کو جنگی
مہتموں کی طرف راغب کریں۔ محمودی لوگوں کی لڑائی سے کہیں
سب سے درست مشابہت رکھتی ہو جنگی مردانگی اور ناموری کے
ساتھ بڑے پائیدار دینی حرارت ملی ہوئی تھی۔ کرویدس کرنیوالوں نے
عجیب دلیہ کی انہوں نے سائن کی فوج پر حکم کیا جو وقت کہ فوجیابی
میں سرور تھے۔ نکو بالکل شکست دیکر تو منفرد س کا کا زوں کے ہاتھ سے
بچھڑا۔ اور ملک ایشیا کے میدانوں پر ایک بادشاہت قائم کی جسے
یورپ والوں کی مشہور دلیہ کی بدنام نہ کیا۔ تو بھی اس طرح کی کامیابی
نہایت عیسوی کی سچائی پر کچھ دلالت نہیں کرتی اور یہیں اسلام کی سچائی
بھی ایسی دلیہوں سے کچھ ثابت نہیں ہو سکتی +

۵۔ ضرور یہ کہ عمدی تعلیم نے جوان انسانوں کی بابت بھی جنہیں
کہ خدا ان سب کو جو جنگ میں مارے جائیں گے دیکھتا ہے اور انہیں
ہوا دیووں کو عجیب طرح کا جوش دیا ہو گا۔ سب آدمی بہشت میں جانے
کی خواہش رکھتے ہیں مگر وہیں کے باب میں وعدہ فردوس میں یہ سارا
باتیں شامل تھیں جسے وہ دنیا میں زیادہ خوش ہوتے تھے +

اور وہ فردوس کیسے تھا۔ جو کچھ کہ نفسانی خوشی کی بابت نیز
قیاس میں آ سکتا تھا۔ وعدہ کیا گیا۔ کیا تعجب ہو کہ اس سخت سحر لہجے
دی گئیں اگر اہل عرب جس کا نانا زیادہ تھی متعجب نہ ہو اور غیور غلبہ جیسے ہوں +
۶۔ محمد صاحب نے اپنے پیغمبروں کو سوائے شراب پینے کے اور
کسی عیش و عشرت سے ممانعت نہ کی۔ اور اگرچہ اسے شراب دینا میں
حرام ٹھہرائی تو بھی وعدہ کیا کہ تم کو بہشت میں شراب ملیگی۔ لیکن
اگر محمد صاحب ایسا پیغمبر آدمی تھا جیسا کہ از روئے افسانہ سب لوگ
قرار کرتے ہیں تو وہ ضرور جانتا ہو گا کہ جو دین خودی سے انکار کرنا نہیں
سکتا تاں مشکل سے رائج ہو سکتا ہو۔ چونکہ دین انسان کی ایک طبیعی

خاصیت ہو وہ ذاتی عقل سے معلوم کر سکتا ہو کہ میں دین کے ماننے میں
کسی چیز کو ترک کرنا نہیں پڑتا یا سچا نہیں ہو سکتا ہو۔ یہی مسئلہ جو جب
ہم بیان کرتے ہیں کہ محمد صاحب کے پیرو میدان جنگ میں اپنی
جان نثار کرنے کو کیسے خوش تھے +

سوائے اسکے محمد صاحب نے دیکھا کہ اگر عربی قوموں کی لمبی
درستی شراب پینے سے زیادہ تیز ہوتی تو میں ان کو قافلوں میں نہ رکھ سکتا +
۱۔ ایک جہد بیعت نے بیان کیا کہ وہ دین اسلام کے شروع
میں قائم ہونے کے اصلی سببوں میں سے بعض یہ ہیں - ۱۔ اسکے
قواعد ملک اور قواعد متعلق مجرم کی عامہ مطابقت اہل عرب کے جاری
شدہ مجموعہ قوانین سے - ۲۔ ملکی آزادگی جو اسکے پیروں کو حاصل
ہوئی جس سے دینے تو ان میں ملک کی نظر میں برابر ٹھہرے جب کہ عالم
دین کے حق میں محدود ہوئے +

۳۔ الگ ذاری عقیدہ کی کمی - ۴۔ اسکے کل مجموعہ قانون کی
صفائی قاعی اور مطابقت قانونی - ۵۔ وہ مخالفت اور خود اختیاری

اور ہر قسم کی تفاوت جو بہت پرست لوگوں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں
کے درمیان پائی جاتی ہو +

۸۔ سوائے اسکے پوشیدہ نہ رہے کہ حبوت دین اسلام جاری
ہو ملک عرب فارس کو چک ایشیا وغیرہ میں دین سبھی دنیا میں پکڑ لیا
تھا اور پیل کے احکام سے یہاں تک مختلف ہوا کہ اس کی فوت اور
بانی بہت گھٹ گئی تھی - سوائے اسکے عیسائیوں کا یہ قول ہے کہ ایسے
بگڑے ہوئے طریقے کے متفقہ سخت سڑک لایا تھے اور کہ محمد صاحب
واسطے پہنچائے اس سڑک کے خدا کے ہاتھ لگا کر باکوڑا تھا پس وہ یہ کہ
باقول سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دین اسلام کی کامیابی میں کوئی معجزانہ
ملاقات نہ تھی +

پانچویں۔ اب اس بڑے ثبوت کی طعن متوجہ ہونا چاہئے جسے محمدی لوگ
سمجھتے ہیں کہ قرآن کا مناجات اللہ ہونا ثابت ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن
خود معجزہ ہو۔ قرآن میں اکثر ایسے بات کا ذکر ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں
بیان ہو رہا کہ اِنْ يَفْتَرِي مِنْ دُونِ اللّٰهِ

الحج - اور نہیں یہیہ قرآن کو کوئی بنائے اللہ کے سولے اور
 چھ آیت کے آخر میں یہ لکھا ہو من ہا بلعالمین یعنی خدا سے
 نازل ہوا چھ سورہ یعنی اسرا میں یہ ہے۔ قل لئن اجمعت
 الانس والجن علی ان یا تو امثل هذا القرآن لا یا تو مثله ولو
 اکانت جمیع کثیر طہارین کہہ کہ انیس سو ہیں آدمی اور جن کہ لوہیں اسوا
 نہ ہو سکتے اگر ایک دوسرے سے کام نہ لگا تو یہ سورہ بقرہ میں لکھا ہو وان
 کنتہ فی شک ما نزلنا علی عبدنا تا اسو کہ تو میں مسئلہ
 واذا حوا شہدا اعکھ من دون اللہ ان کنتہم ضد فین
 یعنی اگر تم اس میں نہ ہو جو ہم اپنا بندہ پر تائی ہو شک کرتے ہو تو تم
 بھی ایک ویسی ہی سو رہنا لاؤ اور اپنے کو ان کو جو خدا نے ماسوہیں
 بلاؤ اگر تم جتے ہو یہ

جب کہتے ہیں کہ قرآن لسانی تفسیر ہو تو اس سے دو امور ہوتی
 پہلی یہی ہے عبارت لسانی ہونا یا نہ ہونا یہ دونوں ایسے ہیں
 اسکے خدا میں کی بات بہ ایک جو توڑ پھڑ سکتا ہے خواہ علی یا وریسی

زبان میں جس میں اس کا ترجمہ ہو جیسے لائن انگریزی اردو وغیرہ
 معامول کر سکتا ہے مفسرین کے باب میں تو قرآن دقت لسانی ہونے سے
 بہت دور ہے۔ مشہور گین صاحب کہتا ہے کہ قرآن فقے حکم اور جنگوں کا
 بلکہ انتہا اور مافوق کلام ہے جو میری کجی میں ہیں رنگا اور کجی بادلوں
 میں غایب ہوتا ہے۔ شاید یہ قول زیادہ سخت ہو تو ہمیں کوئی تعبیر یافتہ
 فرنگی قرآن کی تعریف نہ کر سکا۔ اسکی اکثر باتیں قبل سے منتخب ہیں مگر کلیہ
 وہ بہت پہلے سے بہت ہی پہلے اور کم دوسرے اور خاصا کہ بہت کم
 عالمی غنوں و عبارت ہو۔ بارے تعلیم یافتہ فرنگیوں کی خواہیسیاں خواہند
 ہیں ہی اسے جو اوجھے یقین ہو کہ تعلیم یافتہ ہندو فرنگی نے بھی ایسی ہی جنگ
 پھر عبارت کے باب میں۔ افسوس کی بات ہے کہ صرف اہل عرب
 عبارت قرآن کی خوبی اور موافقت سنا سب طور پر دریافت کر سکتے ہیں
 وہ جو مستغرق الہ اسے ہیں کہ اسکی عبارت نہایت عمدہ و عالی ہے تو کئی
 بعض محرمی علماء نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ لسانی
 مفاہرہ میں ہی قرآن ممکن ہے اب تو یہ جاننا ہے اسی سبب سے عبارت

قرآن کی قدر یا تقدیری دریافت کرنا نہایت تسخیر ہو۔ قرآن ایک قسم
کی مقفی عبارت میں اکثر قافیہ اور ردیف کے ساتھ لکھا ہوا اس طرح
کی تصنیف ایک زبان میں ملک شام کے عیسائی لوگوں کو بہت پسند تھی
اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ محمد صاحب نے اسے لکھا۔ مگر یورپ کے لوگوں
پس تصنیف نثر کے واسطے نہ شاعری نہ یہ ان کلام نہ قافیہ مناسب سمجھا جاتا
ہو۔ یہ بات بتلانی مشکل ہے کہ آبا ابل عرب یا ابل یورپ کی کیفیت میں
بہت فرق ہے۔ لیکن میں اور قرآن کی یہہ خاصیت خوب سمجھتی ہوں عجیب
فرض کرو کہ قرآن حقیقت میں یہ نسبت اور سب عربی کتابوں کے
عالی ہو پھر فصاحت ہو تو بھی اس حقیقت سے اسکی چجائی کی کوئی ٹہری
دلیل نہیں نکلتی۔ قریب ہر زبان کی تصنیفات میں ایک ایک کتاب ہو
جو اپنی زبان میں بیقتنا سب سے اچھی ہوتا کہ کوئی اور یونانی شاعر
ہو کے ہرگز نہیں ہو اور اگر ہر زبان میں کوئی اور نہایت ملن صاحب
کے برابر عالی نہیں ہوسکتے میں کالیہ اس پس زبان کی علانیت اور
اقتضائے بیان کی خوبصورتی میں لائق خود تو بھی یہ نتیجہ نہایت نکلتا ہے کہ

ان صفتوں کی تصنیفات الہامی ہوں علیٰ ہذا القیاس ہم بے اندیشہ قرار
کر سکتے ہیں کہ محمد صاحب ایک سرگرم اور شاعرانہ شخص تھا جو فصاحت سے
دل سکتا تھا مگر حقیقت میں اس کیفیت سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ
رسول اللہ تھا۔

بارہواں خط

دوسرا حصہ

باطنی حکایت

یہ مضمون جس کا بیان ہو چکا تھا ہری اور باطنی دونوں دلیلوں
سے متعلق ہو سکتا ہے ہم نے اسکو ظاہری دلیل کے طور پر بیان کیا ہے اور اس
سبب سے کہ محمدی لوگ قرآن کی فصیلت کو قافیہ جو کہتے ہیں۔ اب
ہم اس دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حقیقت میں باطنی ہے۔

پہلے قرآن کے خلاف ایک قایل کرنیوالی دلیل یہ ہے کہ اس کی تعلیمات آپس میں نہایت مختلف ہیں۔ علامہ محمدی ان اختلافوں سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ انکو قرآن کے دو چہرے کہتے ہیں وہ اس حقیقت کا بیان یوں کرتے ہیں کہ خدا نے قرآن کے پہلے چہرے سے بعضے منسوخ کئے۔ محمد صاحب کا بھی یہی قول ہے سورہ بقرہ میں فرم فرما کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ جِدَ شَرًّا۔ یعنی جو موقوف کرنے میں ہم کوئی آیت یا جملہ دیتے تو بہتر پاتے ہیں اس سے بہتر نہ پا سکے برابر۔ یہہ جسے تعجب کی بات ہے کہ قرآن کے بعض حصے جیسے حصہ کو منسوخ کر گئے ہیں۔ یوں سورہ نمل میں شراب کی بابت بیان ہے کہ وہ خدا کی ہر بات اور حکمت کا ایک ثبوت ہے۔ وَمِنْ تَمَرَاتٍ يُخَالِطُهَا الْعَنَابُ لَتَخَذَّوْنَ مِنْهُ سَكْرًا وَمِنْ رُفَا حَسَنَاتٍ فِي ذَلِكَ لَا يَتَذَكَّرُ لَكُمْ مَعَهُمْ يَتَّبِعُونَ۔ یعنی مہوؤں سے کھو کے اور انگوروں کے بنائے ہوئے سکرانہ اور دوسری خاصی پیشکش میں پیاتھو ان کو توں کو جو سمجھتے ہیں مگر سورہ بقرہ میں لکھا ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اثَمٌ

كَبِيرٌ وَمَنْ أَضَافُ لِلنَّارِ وَاللَّسِيزِ أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔ یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جسے کا کوئی نہ نہیں گناہ و شراری و دنیا پر سے ہیں لوگوں کو انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے۔ پھر سورہ مائدہ میں فرم فرما کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنَّمَا اُخْبِرُوكُم بِالْمَيْسِرِ اَلَا خَصَابٌ وَّ لَا كَافِرٌ رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ يَنْبَغِي اَوْبَانًا۔ نیز یہ جو شراب اور جو آ اوریت اور یہ شراب گندے کام میں شیطان کے پس پیاں یہہ ہائیں کلی سورتوں کو منسوخ کرتی ہیں +

یہہ ممکن ہے کہ خدا ایک وقت کسی خاص کام کر کے دیکھ دے اور دوسرے وقت منسوخ کرے مگر غیر ممکن ہے کہ کسی بات کو توجہ سے مٹھو اور کل جو مٹھو +

ان سورتوں کے درمیان جتنے لے دعوے ہیں آیت میں نازل ہوئیں اور انکے جو حصے ہیں نازل ہوئیں بڑا فرق پایا جاتا ہے کچھ نہیں دینے والی بہت زیادہ ہے ضم اور تباہ کن بنیوی ہیں +

علم الہمیدی کا قول ہے کہ قرآن ایک مکمل و پور انسان ہے۔ جو چکا ہو

دوسرے محمد صاحب نے عہد عتیق اور عہد جدید کو الہامی مرتب کیا
انفرار کیا جو اور کہنا ہو کہ میرا بہرہ نیا طریقیہ کل میل سے ٹھیک طاعت
رکھا ہو۔

برعکس اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت اور قوانین دونوں میں قرآن
بہا شک توریت کے خلاف ہو کہ لکھا مانا بالکل غیر ممکن ہو تو ریت اور
قرآن دونوں سچے نہیں ہو سکتے ہیں۔

اس زمانے کے محمدی لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی ہو دو اور عیسائیوں کی دوسری کتابیں
تبدیل اور تخریب ہو گئی ہیں مگر ان کو کئی تعلیمات قبولی ثابت ہو سکتی ہو اور
جب محمدی لوگ انکی تخریب اور تبدیل کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے منہ سے کئی دعویٰ
ظاہر کرتے ہیں۔ مگر یہ بات قرآن سے متعلق نہیں ہو۔ وہ عیسائی یا یہودیوں
کی وہی کتابوں کو بڑی تعلیم کے ساتھ بیان کرتا جو وہ صرف یہ دعویٰ کرتا ہو
کہ عیسائی و یہودی اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں کی اکثر باتیں چھپائی ہیں یا جوڑی
طور پر لکھی غیبی ہو۔

اختلافات بے شمار ہیں ہم صرف چند بطور نمونہ کے بیان
کرینگے۔

نوح کے بیٹوں میں سے ایک۔ جسے مفسر کہتے کہ کنعان تھا۔
طوفان کے وقت غرق ہو گیا دیکھو سورہ ہود۔ پھر فرعون کی بیوی نے
موسیٰ کو بچا یا دیکھو سورہ قصص۔ پھر قرآن میں مذکور کہ موسیٰ اور ہارون ایک
بڑے سفر کو گئے اور راستی برس کے بعد ایک جگہ پہنچے جہاں دو سمندر
ملے ہیں دیکھو سورہ نوح اس میں کل احوال توریت و انجیل کے خلاف
ہو۔ پھر لکھا ہو کہ چڑیاں اور پہاڑ خدا کی حمد و تہلیل کرنے میں داؤد کے
شریک تھے دیکھو سورہ انبیاء۔ پھر اسی سورہ میں لکھا ہو کہ ہر انسان
کی تابعدار تھی۔ اور سلیمان اپنی بادشاہت سے خارج ہوا اور نبات
نے سلیمان کے لئے عمارتیں بنائیں اور اس کے لئے غنائیں سن رہے
موسیٰ نکالے اور اوروں نے تہنیت میں جکڑے ہوئے اسکی خدمت کی۔
پھر سورہ حج میں بیان ہو کہ سلیمان چڑیا اور چوہو نطی کی زبان سے وقف
تھا اور وہ اس سے بات چیت کیا کرتی تھیں۔ ملکہ بلقیس کا قصہ جو

سورہ نمل میں آیا: یا ایہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہود کہانی ہے جو مکہ شیبہ کے احوال سے غلط فہمی نسبت رکھتا ہے۔ پھر سورہ فہر میں مندرج ہے کہ ہزار ہا مردے بنی اسرائیل جملائے گئے۔ عزرا اور اس کا گدھا مر گیا۔ پھر سو برس کے بعد جملائے گئے۔ پھر سورہ ابراہیم میں لکھا ہے کہ مریم مسیح کی مائے امان کی بیٹی اور بارہن کی بہن تھی۔ اور سورہ مائدہ میں مرقوم ہے کہ عیسیٰ نے ایک سرخ رخن آسمان سے اُتارا۔

مگر سب سے بڑا افتادہ باقی ہے۔ محمد صاحب کا قول ہے کہ مسیح صلوب نہیں ہوا بلکہ یہ مرنے کے آسمان پہنچا گیا اور کہ وہ خدا کا بیٹا نہ تھا۔ سورۃ التیس میں مرقوم ہے: قُلْنَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلٌ لِّلّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ - یعنی کہ ہم نے مارا عیسیٰ مسیح مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اس کو مارا ہوا اور نہ سولی چڑھایا۔ جو لیکن وہی صورت بن گئی انکے آگے۔ پھر اسی سورہ میں لکھا ہے: اِنَّمَا اللّٰهُ وَاحِدٌ سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ - یعنی اللہ ایک بولائق نہیں کہ اس کی لاد ہووے۔

یہہ مختلفات بہت بڑے ہیں۔ مثلاً اگر عیسیٰ مسیح بنی آدم کے گناہوں کے واسطے حقیقت میں نہ مرقوم ہو تو عیسیٰ مذہب ریت کی بنیاد پر بنا ہوا اور انجیل جو جھوٹی اور ہلاک کر دینا لائق تعلیم سے بھری ہوئی کوشی شخص جو توریت اور انجیل پر اعتبار رکھتا ہو عقیدت میں کس کا کہہ دین اسلام الہام ربانی ہے۔ تبصرہ محمد صاحب کی نبوت کے خلاف ایک قوی دلیل ہے۔ یہ کہ اس کے انہی کی بات کہ کئی پیشینگوئیاں پیل میں پائی نہیں جاتی +

اگر محمد صاحب کا دعویٰ مسیح ہونا تو قیاس سے باہر ہے کہ یہودی اور عیسائیوں کی کتب مقدسہ ایسے مشہور شخص کے انہی کچھ خبر نہ دیتیں۔ مثلاً عیسیٰ میں پیشینگوئیاں مسیح کی بات بکثرت ہیں۔ اگر محمد صاحب خدا کا بھیجا ہوا ہوتا تو یقیناً اسکے حق میں انجیل میں ایسے پیشینگوئیاں ہوتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب اس بات سے واقف تھے۔ تو ان میں لکھا ہے کہ مسیح نے یہ باتیں کہیں اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ کُرِّمُ صَدَقَ قَالِیْہِیْنَ یَدِیْ مِنَ التَّوْرٰتِ وَصُبِّحَیْ بِرَسُوْلٍ یَّاقِیْ مَرْغُوبًا اَحْمَدُ یعنی میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہارا ہی طرف سچا کرنا ہوں اس کو

جو مجھ سے آگے ہو تو زینت اور خوشخبری سنا ہوں ایک رسول کی جو
 اور بگائے مجھ سے پیچھے اسکا نام ہو اور سورہ صافات آیت مگر ایسی آیتیں
 انجیل میں پائی نہیں جاتیں ایک آیت ہونی چوٹا کی انجیل ۱۶ باب ۷ آیت
 جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا کہ پرنقیلاؤں یعنی
 وہ نبیوں لاؤں ہمارے پاس بھیجوں گا۔ اگر یہ لفظ پرے فلینس میں تو ان کے
 منہ یہہ ہونے کہ شہور اور لفظ احمد یا محمد کے ایک طور پر یہہ منہ ہیں
 مگر لفظ کے اس طرح پر بدل ٹولنے سے ہر ایک شخص اپنی بات پیشین گوئی
 کتب مقدسہ میں پاسکتا ہو سوائے اسکے مسیح نے اپنے شاگردوں سے
 صاف کہا کہ ہاؤ فلینس روح القدس ہو۔

موم صاحب کے چرواہے استاد کے حق میں متفرق اور پیشین گوئی
 پیش لاتے ہیں مگر انکی سب تنبیہ میں غلطانہ طور پر نادانی ہیں۔ انچاسویں
 زیور کی دوسری آیت محمد صاحب سے منسوب کرتے ہیں اس واسطے
 کہ لفظ میں کی کمالیت بعضی نے پانی نفلوں میں شہور تاج لکھا ہو
 جسکے منہ عربی زبان میں اکلید محمود ہو سکتے ہیں اور یہ نہ سمجھلا

لفظ لفظ محمد سے کچھ نسبت رکھتا ہو پھر وہ کتاب استثنائے باب ۳۲
 آیت ۲ کو موسیٰ مسیح اور محمد سے منسوب کرتے ہیں۔

یہہ باتیں ہونے کے واسطے کافی ہیں وہ اور آیتیں بھی طریعی
 سے پیش لاتے ہیں اور جتنے ہیں کہ انہیں محمد صاحب کا ذکر ہو مگر لکھا یہہ
 دعویٰ بنے بنیاد ہو۔

چوتھے قرآن کے خلاف ایک بھاری دلیل یہہ ہو کہ اس میں
 کا کوئی نیا ایہام یا پانہیں جاتا۔ ایسوں وہ بیان بہت غلط ہو جس سے
 لوگ قبل اسکے واقف نہ تھے اسکی باتیں اکثر کتب مقدسہ سے انتخاب
 کی گئیں مگر وہ اعلیٰ مسائل جیسے تثلیث اور کفارہ مسیح کو چھڑ کر تو زینت
 اور انجیل کی اصلی خاتیتوں کو خارج کرتا ہو پھر قرآن کی اکثر آیتیں ان پر ہود
 کی روایتوں سے حاصل ہوئیں بہتیری باتیں جو اب یہودہ جانی جاتی
 ہیں محمد صاحب کی ایجاد نہ تھیں بلکہ عیسائیوں کی روایتوں سے نکالی گئی
 تھیں کچھ تو مذہب زرتشت سے نکالا گیا اور کچھ بہت پرست عربوں سے
 قرآن میں بہت غلطی باتیں ہیں جو حقیقت اصلی ہیں۔

پانچویں قرآن کی اکثر آیتیں عالم سفہ اور حکمت اور عام عقل کے
 خلاف ہیں ان میں سے بعضی یہ ہیں۔ سورہ کہف میں مرقوم ہے۔
 حَقًّا إِذَا بَلَغَ مَرْجَبُ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ
 یعنی یہ بات کہ پانچواں سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبنا تو
 ایک لعل کی ندی میں۔ لَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ذُرِّيَةً
 یعنی سورج کے مطلع پر بھی پانچواں سورج سے زمین کی گولائی اور حرکت
 کے خلاف ہیں۔ سورہ حجر میں بیان ہے کہ شہاب ثاقب الگ مارے ہیں جو
 ان نیالیٹین پر چوری سے آسمانی باتیں سننے رہتے ڈالے جاتے
 ہیں۔ پھر آسمانی برج یعنی منطقہ البرزخ شیطانوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں
 نیالیٹین چھروں سے بھگائے جاتے ہیں۔ پھر سورہ لقمان اور سورہ نمل میں

لَقَدْ رَأَوْا ثَعْلَابًا يَكُونُ عَلَيْهِمْ حَافِيًا وَكَانُوا يَحْكُمُونَ
 تم جیسا کہ ہماری کوکوں کا عالم خیال جو کوئی یہ باتیں جو اس سے منسوب ہیں جو ٹھیک ہیں
 اگر وہی سکندر بادشاہ تھا تو وہ کون تھا یعنی تو اس میں یہ ہے کہ چھوٹے بچے ہیں گناہ

بیان ہے کہ زمین سے حرکت ہو اور پہاڑ پستولے گئے تاکہ زمین نہ کرے
 ۲۔ ان میں مسئلہ قسمت ایسے طور پر لکھا ہے کہ ہر ایک بات اس پر
 موقوف ہے۔ ہاں اسی طور پر کہ انسان کا فعل مختار ہو یا بالکل انکار کیا
 جاتا اور اس دنیا میں بہتیری یا اس دنیا میں بجات حاصل کرنے کے
 لئے کنگار کی اس پہنچائی جاتی۔ یہ تعلیمیں نہ صرف ان کے عالم فانی
 جو ٹھیک ہیں بلکہ اس کے علمی نتائج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں +
 ۳۔ ہر عکس قرآن کے کثیر الاثر و اجی کی اجابت ایک بھاری
 اعتراض جو عقل اور تجربہ سے صاف ظاہر ہو تاکہ کثیر الاثر و اجی ایک
 بہت برا دستور ہو جو ہر حال میں مضرب و نہ صرف نیک اخلاق کے خلاف
 ہو بلکہ انسان کی تکچھ طاقت نہیں رکھتی +

چھٹے قرآن کے برخلاف ایک قوی دلیل اس کے ساتھ ہے
 سے ملتی جو قریباً اس کا کل معنوں سخت اور مخالف ہے۔ آیت و آیت کے
 مطابق اور بہت سی پائی جاتی ہیں۔ ان میں یہ ہے کہ تَوَدُّونَ أَنَّ الدِّينَ
 كَفَرًا وَإِنَّا نَسْأَلُكَ نَصْلِيهِمْ نَأْمُرُكُمْ أَنْ تَكْلُمُوا نَصْبَتْ لَكُمْ وَهُمْ يَدْلُو

لَمْ يَجْلُؤْا غَيْرَ هَآلَيْدُ وَقَوَّالْعَدَابِ۔ یعنی جو لوگ نکلے ہوئے ہمارے
آنہوں سے نکلے ہوئے! ایسے اگل میں جس وقت کہ پک جاوے گی کھال انکی
بد کردار ہوئے نکلے ہوئے اور کھال کہ جکھنے رہیں غلاب +

پھر محمد صاحب نے اپنا دین تلوار کے زور سے پھیلایا۔ اس نے
ظاہر اقرار کیا کہ یہ دین اسلام کا ایک عقیدہ ہے پس سوز و گم میں تو ہم
ہو و جاحد و افریقہ و افریقہ و افریقہ و افریقہ یعنی جہاد کرو اللہ کے واسطے
جیسا کہ جہاد کرنا چاہئے سورہ قوبہ آیت ۵۔ یہہ ہدایت اور بہت سورتوں
میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور بموجب اس کے محمد صاحب کے کم سے کم تئیس
جہاد واقع ہوئے۔ اور ابو الغد الکفہا ہو کہ کسی چھوٹی لڑائیاں
الزمانا لیس ہوئیں +

ساتویں تہذیب نہایت عیوب اور اکثر باتوں میں
غلط ہیں۔ خدا کی حقیقت را جی طور پر بیان نہیں ہوتی ہو اس کی کئی
اچھی طرح سے سمجھ نہیں جاتی اور اس کی نسبت بالکل غائب ہوتی ہو گناہ
کی اصلی خاصیت اور اس کی زبونی اور انسانی نیت کی جیسا کہ وہ کی صاف

بیان نہیں ہوتی ہے۔ ضرورت کفارہ کا کچھ ذکر نہیں کیا کفارہ یہاں تک
پسے اہام سے متعلق ہو کہ ہم کو پھر تعجب ہو نا چاہئے کہ اس کا ذکر یہاں
پایا نہیں جاتا ہے۔ تہذیب میں تقدیس انسان بھی ایسی ہی غلطی سے بیان
ہوئی ہو کہ اس کی ضرورت بالکل پوشیدہ ہو مگر روش عقل سمجھ کھلائی
ہو کہ نہ غیر دلی پاکیزگی کے ہم خدا کی عبادت جیسا چاہئے نہیں کر سکتے
ہیں نہ حقیقی خوشحال ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب اس
حقیقت سے بالکل نادانف تھے +

محبت خدا اور انسان کا اگر قرآن میں مذکور ہو تو بڑی اہمیت
بیان ہوا لیکن مذہب بنیہ محبت کے کیا ہو اور کچھ نہیں صحت و حسن طرح
حقیقی فیاضی تہذیب میں کھلائی نہیں جاتی اور اس کی تعلیمات سے بھی
یہ نتیجہ نہیں نکلتا +

آٹھویں ایک دانشمند مصنف نے دین اسلام کی بابت یوں لکھا
ہوئی ہو غیر معجزوں کے ایمان بنیہ عہدوں کے اور اخلاق بنیہ محبت کے
جس نے خیریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہو اور جس کی ابتدا اور انتہا

بچہ شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی اور سہم از روئے اضعاف یہ بہ بھی
کہہ سکتے ہیں کہ شیخ بنیر کفارے کے کیونکہ زمانہ حال کے محوی لوگ
محمد صاحب کو اپنا شیخ کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس یہ کہ سب
سے کیسے فرق رکھتا ہو جسکی حاجت برگشتہ انسان رکھتا ہو کہ گناہ سے
ربانی پاوے اور پاکیزگی اور خدا کی صحبت اختیار کرے +

پس بیان مذکورہ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب از قرآن
الائین تعلیم کے نہیں ہیں اور کہ لکھا دعویٰ الہام بالہل مجازی ہو زمانہ
حال کے دین محمدی کی بابت تحقیق کرنا ضرور نہیں۔ وہ طفلانہ اور بچہ
روائیس اور دینی رہیں جو کہ محمد صاحب کے اصلی طریقے میں شامل ہوئی
ہیں نہایت جاہل لوگوں کے دھوکھا دینے کے قابل ہیں مگر ہندوستان
کے تعلیم یافتہ جوان جنکے لئے یہ بہ کتاب تغنیف ہوئی ہو ان روایتوں اور
رسموں کو ضرور حقیر جانینگے۔ میرا رد و تنکار اس باب میں محمد صاحب
معارض کو محمدی روایتوں کے منہ سے کھڑے نقش کروں گا ایسی نادانی پر

وقت صرف کرنا مجھ کو بہت نہیں آتا ہو کیونکہ معراج کا احوال نادانی سے
بہت زیادہ عین کفر ہو +

کاش کہ وہ دن جلد آوے جس میں تو میں جنہوں نے انہی مدت تک
محمد صاحب پر مجھ و سا رکھا ہو بیسوغ ناصری کو پہچانیں اور یقین کریں کہ
یہ بہ وہ نہیں ہو جسکی حاجت دے رکھتے ہیں کہ ساری آسمانی سچائیاں
انہیں سکھلاوے بل بلکہ نبی سے زیادہ ایک کاہن بھیجیں جو انکے
گناہوں کا کفارہ دیتا اور انکا اگلی سفارش کر سکے کے لئے زندہ
رہتا ہو اور ایک بادشاہ جو انکی دستگیری کرتا اور انکے اوپر حکومت کرتا ہو
جسکی بادشاہت دغیر شاہ محمد صاحب کی بادشاہت کے براس دنیا
کی نہیں ہو اور جو انکو سب بہادرانہ اور جلالی لڑائی اور فتوحات عہد حانی
لڑائیوں اور فتوحات کی طرف طلب کرتا ہو +

تیرھواں خط

دو گزشتہ خطوں کے دلائل کا نتیجہ

عزیز دوستو۔ دو گزشتہ خطوں میں ہم نے دلائل دین ہنود اور اسلام کی تحقیق بابریکی سے کی ہو۔ اور ایسا واسطے کیا ہو کہ ہر دو طریقے ملک ہندوستان میں بہت ہی رایج اور مشہور ہیں۔ بلاشبہ ان طریقوں کی دلیلوں کے دریافت سے تم پر پرواہ نہ ہوئے ہو گے یہ تحقیق جو ہم نے کی ہو یقیناً کافی ہو کہ ہر ایک بے نصیب ہندوستانی طالب علم کو قابل کرے کہ انہیں سے کسی کو الہام الہی جاننا خلافتِ عقل ہو۔ ہم نے دیکھا ہو کہ وہ دلائل جنہر ان مذہبوں کے پیروزیادہ متفاخر ہیں حق شناس عقل کے سامنے کافور ہو جاتے ہیں +

مگر دو گزشتہ خطوں کی تحقیق سے ایک آویز یاد رکھنا ہو جو دینِ مسیحی کے دلائل کو قنوت دینا ہو دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کس طرح سے ہو

ساتویں خط سے معلوم ہوا ہو کہ دینِ مسیحی یا تو خدا یا انسان کا کام ہو۔ ہم نے اس کو خدا کی صنعت سے متعلق کیا اور دیکھا کہ وہ خلقت اور آرائشی دونوں سے عجیب طرح کی مطابقت رکھتا ہو اور ایسا بات کا کچھ بیان بھی ہوا ہو کہ وہ انسان کے کام سے کچھ موافقت نہیں رکھتا ہو مگر دلیل کے پچھلے حصے کی قدر اب زیادہ دیکھی جا سکتی ہو کیونکہ ہم نے اس کے بعد ایسے مذہبوں کی تحقیق کی جو خدا موجد انسان ہو سکتا ہو۔ اور پوچھنا یہ ضرور ہے کہ دین ہنود اور اسلام دونوں بہت قابلِ شخصوں کے کام ہیں۔ ان طریقوں میں ہم مذہبوں کی سب سے عمدہ قسم کو جو انسان بنا سکتا ہو دیکھتے ہیں۔ اگر کسی مذہب انسان کا ایجاد ہو تو وہ مذہب مذکورہ بالا سے نسبت رکھتا اور اعلیٰ ہو کہ وہ اس کے کچھ خصیبت نہ رکھتا بلکہ خاصیت کی تمامی اور دلیل کی کمی میں ضرور اسے شاہد بہت رکھتا +

دین اور دوسرے خطوں سے ظاہر ہو کہ دینِ مسیحی کی خاصیت مذہب مذکورہ بالا کی خاصیتوں سے عجیب طرح کا تفاوت رکھتی ہو

اور شہوت کے باب میں ہم نے ضرور معلوم کیا ہے کہ یہی مذہب کے کامل اور قابل کریمہ والی دلائل آن مذہبوں کی بے بنیاد دعووں سے لانا تھا فرق کو متعین کیونکہ ہم نے آن مذہبوں کی دلیلوں کو اسکی کوئی سے جانچا ہے کہ جس سے ہم نے پہل کو جانچا +

اگر کسی مذہب انسان کا ایجاد ہوتا تو وہ دین ہندو سے کچھ تفصیلت نہ رکھتا۔ کیونکہ دین ہندو علم فلیسوف کے طور پر نہایت ہی تیسرے قسم اور منطقی شخصوں کا بنا یا ہوا ہے۔ اور وہ دین اسلام سے بھی تفصیلت نہ رکھتا کیونکہ محمد صاحب نے جو ایک عالی فہم جہت اور چالاک اور بہت ہی تجربہ کار شخص تھا علم فقہاء و انبیاء کو بہت کچھ اپنی تعلیمات کا ایک طریقہ مذہب ہندو اور مسیحی اور زرتشت اور بت پرستی سے انتخاب کیا پس چاہئے تھا کہ وہ سب سے اچھا دین جو انسان کی عقل سے ہو سکے نکالے اور یقیناً اس ملک اور زمانہ میں جب مسیحی مذہب جاری ہوا کوئی بات نہ تھی اور نہ اس کے جاری کرنے والوں کی قابلیت میں اور زندگی کیفیتوں میں جن میں وہ مذکور ہوئے کچھ تھا جس سے یہ کہہ سکتا ہوا

ہر کسی کہ یہہنیا مذہب یورپی ملکوں کے سب سے مکمل مذہب ہی طریقوں سے فضیلت پاوے۔ دین مسیحی کے جاری ہونے کے وقت ملک یہود میں دین نہایت بگڑ گیا تھا سو اسے بڑے پرستی کی خفارت کے یہودیوں کا مذہب یہاں تک خراب ہو گیا تھا کہ اسکی کوئی خاصیت لائق تعریف نہ رہی تھی۔ انہوں نے عبد عظیم کے پاک مذہب کو اپنی روایتوں سے باطل کیا تھا روح نکل گئی اور صرف لاش باقی رہی تھی + پس ایسی حالت میں سوائے بعض بے معنی طریقوں کے بلکہ بعض نامہ اور نقصان ایمان باطل کے جو برگشتہ دین یہود سے زیادہ بڑا جھیل کے بے فائدہ سمجھے گیا ایجاد کر سکتے۔ تو بھی انہوں نے ایسا کام ہرگز نہ کیا +

حقیقت تو یہہرگز کہ اور مذاہب عقلی تحقیقات کے متحمل نہیں ہو سکتے اور جیوں جیوں ہم اپنے غور کرتے ہیں تو یہی بڑی زیادہ قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں جو اس کے دین مسیحی تا مل سے تحقیقات کا خونگوار ہو۔ اور چنانچہ زیادہ ہم اس پر غور کرتے ہیں اتنی زیادہ اسکی عالی

قوت اور خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا بیان کیا ہو سکتا ہے۔ دین
مسیحی ثبوت کے باب میں اور مذہبوں سے کیونکر الگ اور اکیلا ہے۔
صرف ایک سبب ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ مذہبوں سے
ارور سے اصلیت جدا ہے۔ وہ انسان کی نیچا دیں اور بہ خدا کی
بخشش ہے۔ جہاں تک کہ باطنی ثبوت کا تعلق ہے جو تم باطنی گناہوں
کی سچائی اپنے واسطے دریافت کر سکتے ہو۔ یہیل کو لیکر سے ہندوؤں
کے وہیاد پران اور محمدی لوگوں کے قرآن سے بنو متقابلہ کر دہندوؤں
کی سب سے شہرہ کتب اول اور قرآن کا ترجمہ انگریزی اور دوسری زبانوں
میں ہوا ہے اگر کو یہیل سے متقابلہ کرنا آسان ہے +

الغرض مخفی نہ رہے کہ مذہب مذکورہ بالا کے بیان کرنے میں
ایسی باتوں کے استعمال کرنے سے جس سے کسی صاف دل ہندو
یا مسلمان کے دل کو دکھ ہو وہ مفرد مجھہ باز رہا ہوں۔ کبھی کبھی
ہاں منظوری کا سخت قول سننے میں ہوا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ تم تو کر دو گے
کہ ایسی حالتوں میں سچائی طلبہ کرنے کے لئے وہ باتیں نہ رہیں

بالکل خرد یحقیق۔ میں جانتا ہوں کہ کسی مذہب کے ثابت قدم متقدم کی
دل خاشی کرنا نامناسب ہے تو بھی جو متقدم اور ناپاکی وغیرہ کو اور نام سے
کہنا زیادہ تر خراب ہے جہاں تک کہ ممکن ہے ہم اپنے ہندوستانی دوستوں
کے دلوں کو مجروح نہ کریں گے مگر یہ حال سچ بولنا اور ہر ایک کو اس کے
مناسب نام سے بیان کرنا ہم پر فرض ہے +

چودھواں خط

دین عیسوی کی دلیل تجربے کے بیان میں

عزیز دوستو چاہئے کہ ان خطوں میں دلائل دین عیسوی کا خلا خواہ
بیان اختصار کے ساتھ ہووے۔ اب اس کتاب کو جلد ختم کرنا چاہئے
نہ کہ تم اور دوسرے ہندوستانی طالب علم بسبب طوالت کتاب
کے اس کو ملاحظہ کرنے سے باز رہیں۔ تو بھی دین مسیحی کی ایک

دلیل باقی ہو جسکے دریافت کرنے سے ہمیں دگرگزر کرنا نہیں چاہئے کیونکہ
 انبیاء کے بیان اکمال رہنما ہو۔ یہہ ثبوت دلیل تجربہ بکلامنا ہو۔
 دسویں خط میں مذکور ہو کہ دین عیسوی کا کم سے کم کوئی حصہ طرح
 کے مہموں سے مناسبت رکھتا ہو اور کہ یہہ مذہب سچی کی ایک شاہد ہو۔
 خالصیت ہو اور سوائے اسکے کتاب مقدس میں خود ہدایت ہو کہ ساری
 باتوں کا امتحان کر دو اور بہتہ کو اختیار کر دو کہ اپنے ایمان کے لئے
 دلائل بیان کر سکیں بجائے اسکے کہ کوئی نامسقول اور بیفائدہ اعتقاد
 اختیار کرے۔ یہہ تو ہمیں بھی جانتا ہوں کہ وہ دلیل جو غیر حق شیعہ گویوں
 اور لواحق نے نکلتی ہوی طرح کے مہموں کو فائدہ نہیں بخشتی ہو۔ کیونکہ کوئی
 شخص فہم نہ ہو سکتے کے اس دلیل کی کاہلیت اور قوت پہچان نہیں کر سکتا
 ہو اگر اودیشم کی دلیل نہ ہوتی تو عیسوی کلیسیا کے اکثر شریک اپنے
 اعتقاد کا نقطہ محذور اس ثابت رکھتے بلکہ انکا اعتقاد وہایت اور خاتم
 دین کے حکم پر موقوف ہوتا۔ مگر وہاں شیعہ گویوں اور لواحق کی دلیل خاتمہ

لوگوں کو قائل کرنے کے لئے بالکل کافی ہو لیکن تاخیر و تضرع اس کو
 سمجھ نہیں سکتے۔

مگر عیسوی مذہب میں ایک قسم کی دلیل ہو جو سب سے غریب اور
 آن پڑھ شخص کی سمجھ میں آتی ہو۔ اسکو نہ وہ شخص جو سب سے عالم ہو
 وہ جو سب سے جاہل اور مشتاق اور سید و عادل کہتا ہو نہ سمجھتا ہو۔
 اکثر ایسا ہوتا ہو کہ دھنقان بنسبت فیلسوف کے اس دلیل کو اچھی طرح
 سمجھتا ہو اس دلیل کی پہچان انسان کی ذہنی نہیں بلکہ اسکے اخلاقی
 حال پر موقوف ہو۔ اگر کسی شخص کا دل سخت خود غرض دنیا پرست اور
 ماضیات پس ہونو اگرچہ وہ فیثون صاحب کا سا ذہن رکھتا ہو تو بھی بہت
 دلیل اسکے لئے نہیں ہو سکتی وہ اسکو بگڑ نہیں سمجھتا اور اگر اس کا دل
 ملائم تربیت پذیر ہو چالی کا مشتاق اور خدا ترس ہونو اگرچہ وہ کھنڈا پڑھنا
 بھی نہ جانتا ہو اس دلیل کو بخوبی سمجھ سکتا۔

پس سچی کی دلیل تجربہ کیا ہو جب کسی دہی کا علاج یا کسی مقصد
 کے پورا کرنے کے وسیلے کی تعریف ہوتی ہو تو ہر لوگ نہایت مشتاق

ہوتے ہیں کہ اس قدر کم کی دلیل کو استعمال میں لائیں یعنی ہم کے استعمال
 کرنے اور دیکھنے کے نشان ہی ہوتے ہیں زمین کرو کہ غم غم نہ سکرت کے
 بیکھنے کے نشان ہی ہو مگر کچھ اندیشہ کرتے ہو کہ اس کے مشکلات سمجھ میں
 نہ آویں تو کیا اس بات کے دریافت کرنے کے لئے جو اس کے کہ بہت
 ہی کتا ہیں دیکھو اور پند توں سے پوچھو سب سے آسان طریقہ یہہ
 ہو گا کہ تم اسکو شروع کرو۔ اور یوں تجربے سے جلد معلوم ہو گا کہ آیا
 تم اسکی تحصیل میں کامیاب ہو گے یا نہیں جب تم دین بھی کو دلیل
 تجربے کے ذریعہ سے تحقیق کرتے تو ایسا ہی کرتے ہو یعنی اپنے واسطے
 اسکا امتحان کرتے اور اسکی حقیقت تجربے سے دیکھتے ہو۔ فرض کرو کہ
 تم بیمار ہو اور بہت سے طبیبوں سے علاج معالجہ کر لیا جسکی اور بہت سی
 ادویات استعمال میں لائے مگر سب بیفایده نکلیں پھر فرض کرو کہ ایک
 اور جگہ ہم آگے دعویٰ کرتے کہ میں تمہاری بیماری سے بخوبی واقف ہوں
 اور آج سانی نکو چکا کر سکتا ہوں اگرچہ بسبب اسکے کہ دوسرے طبیبوں
 سے تم بہت دفعہ باؤس ہوئے نہیں چاہتے ہو کہ نہ طبیب سے عاجز

کرو اور لیکن بسنے تمہارے دوست کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی بیماری میں گرفتار
 تھے اور اسی طبیب کی حکمت سے کہ جس سے وہ تم کو چکا کرنا چاہتا ہو
 صحت کامل حاصل ہوئی اتنا شک نہ تم اسکی دوا لینے پر راضی ہو گئے۔
 تب وہ طبیب تمہاری مرض کی مشہور علامات کا صحیح بیان کرے جس سے
 تم اسکی صلاح مانو۔ وہ خاص دواؤں کو بلائے اور تدبیر غذا بتلائے
 اور تم صرف اس کے حکموں پر عمل کرتے جاؤ اور چند روز کے عرصے میں
 عجیب طرح کی تبدیلی تمہاری طبیعت میں واقع ہو۔ بیماری ماندگی
 اور دکھ صحت پاتے رہیں صحت طافت اور جسمانی آرام جلد پھر اٹھیں
 ہر روز طبیب کی حکمت کے زیادہ قابل ہو کر آخر مشاپنے جنیں بالکل چکا
 معلوم کرو بلکہ صحت کامل تم کو ملے پھر اب فرض کرو کہ تم کسی شخص کو طبیب
 مذکور اور اسکی دوا کو ٹھٹھے میں ملاتے اور یوں کہتے ہوئے ٹٹو کو پیش ثابت
 کر سکتا ہوں کہ طبیب خام ہو اور اسکی دوا زہر ہو۔ تب تم فوراً جو ادویہ گے
 نہیں میں دلیل تجربے سے جانتا ہوں کہ تمہاری باتیں جو مٹی ہیں کیونکہ

ہیں خود بیمار تھا اور اب بھلا چکا ہوں اور اسی طبعیب کے معالجہ سے
مجھے صحت ہوئی ہو +

مذہب عیسوی ایسا ہی ہے وہ ایک دوا ہے جسے مسیح نے جوڑ دیا
کا طبعیب ہی مقرر کیا تمہارا ذہن بگڑ گیا اور روح نہایت بیمار بلکہ
قریب المرگ ہے تمہاری سمجھ ناریک اور دل خراب ہے تم نے اس دوا کا امتحان
کیا جسے دین ہنود اور اسلام پیش کرتے اور اس کے استعمال سے تم کو کچھ
فائدہ نہ ہوا جبکہ دین مسیحی تمہارے روبرو پیش کیا جاتا ہے تم اس سے
بہت فائدہ اٹھاتے کی امید نہیں رکھتے ہو اور اس کا استعمال تم کو
منظور نہیں مگر بعض دوست جو پیشتر ہندو یا مسلمان تھے مگر بتلائے
ہیں کہ دین مسیحی نے تمہاری باطنی اور دلی مرضوں کو دور کیا ہے اور ان کی بہت
انتاس سے تم طبعیب بنائے پر راضی ہوئے تو تب کیا واقعہ ہوتا ہو +

۱۔ اولاً وہ طبعیب تمہاری مرض کو بتلا تا ہے بلکہ اسکی علامات اور

تمہارے دکھوں اور رطرح کے جو اس باطنی کو صاف صاف بیان
کرتا ہے یعنی مسیح کتاب مقدس میں تمہاری اخلاقی وجوہ کی مکمل خامیت

اور حال بتلا تا ہے۔ تمہارے خیالات اور باطنی جو اس کتاب مقدس
میں ایسی صفائی سے بیان ہیں کہ اسکی تعلیم کی بابت غلطی کرنا محض
ناممکن ہے۔ اس میں بہت صاف اور تلخ تعلیم ہے بلکہ ایسی تعلیم جو کہ
انسان کے خراب دل کو ہرگز پسند نہیں آتی ہے پس اگر کتاب مقدس
میں اس بات کی بابت غلطی ہوئی تو وہ غلطی ضرور مشہور ہو جاتی۔ اگر
اس میں دور دور ملکوں اور ان کے باشندوں کا بیان ہوتا تو شاید اسکی
سچائی کی تحقیق تم سے نہ ہو سکتی لیکن جبکہ اس میں تمہارے دل کے خیالوں
اور باطنی احساس کو بتلا دیا دعویٰ ہے تو تم اسکی سچائی کی تحقیقات کر سکتے
ہو۔ اگر اس کا محاورہ اور تعلیم خلق اور مخفی ہوئی تو شاید یہ تم دریافت نہ کر سکتے
کہ وہ راست ہے یا دھوکہ دہی مگر اس سبب سے کہ اسکی مکمل باتیں صاف اور
محاورہ آسان ہو تم اسکی کیفیت کو بخوبی پہچان سکتے ہو۔ اگر اس میں بہت
دل پسند اور خوشامد کی باتیں ہوں تو انسان کا مسرور دل بغیر تحقیقات
سچ مجموعہ کے آسانی سے انہیں قبول کرتا اور لوں جو غلطہ بلانا آج جاری
ہوتا لیکن جبکہ کتاب مقدس میں سب سے ناپسند اور خفیف کرنے والی

تسلیم ہو تو یقین ہو کہ اگر کوئی غلطی یا مبالغہ کی تعلیم آپس میں کسی نہ کسی طرح سے داخل ہوئی ہوتی تو ہم اپنی پریشیاری سے اس کو پہچانتے اور اس کی بہتر زشت تعلیم اور وہ پڑھا کر ڈالتے۔ یہ ہم ساری کوششیں اس بیان سے متعلق ہیں جسے کتاب مقدس انسان کے باب میں پیش کرتی ہو۔ بلا لحاظ اور باتوں کے وہ ہر ایک انسان کو بذاتہ ناخدا ترس اور گناہوں کے سبب مرد و مہتراتی ہو اور کہ وہ اپنے خالق کے جلال سے بے پردہ اور ہو اور اخلاقی طور پر از مہر نوید اس میں کیا بالکل محتاج ہو۔ یہ بہت بڑا الزام ہو۔ کچھ تعجب نہیں کہ انسان اس کے سبب سے بے قرار ہوں اور اسے موقوف کرنے کے لئے کوشش کریں۔ کچھ تعجب نہیں کہ بہت سے لوگ جو بزرگ و عروسی نہیں کرتے جو وقت ایسے بڑے دعوے کو کتاب مقدس میں پڑھیں اسے نفرت سے پھینک دیں۔ اگر کسی شخص کو جو اپنے تئیں بھلا چاہتا ہو کہ کہا جائے کہ تو تو بھی ہو تو تو آدمی کے ساتھ اس بات سے انکار کر چکا۔ اور اگر تو لوگ ایسا کرتے ہیں جب کہ کتاب مقدس کے دعووں کو سنستے ہیں۔ مگر عقل مند شخص کو غلط انکار کرنے سے غلطی ہوگی

وہ بغور دریافت کر لیا کہ کیا یہ بہتر آدمی کچھ دنیا دیکھتا ہو کہ نہیں۔ وہ کتاب مقدس کی تعلیمات کو سن لیا کہ اور اپنے دل کی خواہش کو بخوبی ملاحظہ کر کے دیکھ لیا کہ وہ تعلیمات کتاب مقدس کے مطابق ہیں کہ نہیں۔ پس دلیل تجربہ کے پہلے حصے کی تحقیق کرنے سے ثابت ہوتا ہو کہ کتاب مقدس میں ہمارا حال راستی سے مذکور ہو۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ کتاب مقدس ہمارے حال سے بخوبی واقف ہو۔ ایک شخص نے مقابلہ مذکور کو پورا کر کے کہا۔ مجھے معلوم ہو کہ انسان کی خواہش اس کے پیدا ہونے کے پیشتر لکھنا ممکن ہو اس شخص نے اپنا دلی تجربہ کتاب مقدس میں پایا بلکہ اس نے دریافت کیا کہ دل کا بیان جو کتاب مقدس میں ہو میرے دل سے ٹھیک مطابقت رکھتا ہو۔ اس نے تعجب کے ساتھ دیکھا کہ میرا باطنی حال اس میں ظاہر ہو تو بھی وہ بیان کے درست ہو چکا بالکل انکار نہیں کر سکتا تھا۔

۲۔ ثانیاً کتاب مقدس نہ صرف مرض کی تشخیص کرنی بلکہ علاج بھی بتلاتی ہو اس میں مذکور ہو کہ یہ ہماری لاعلاج نہیں ہو۔ وہ ایک

طریقہ مبتلائی جو جسکے ماننے سے کامل آرام مل سکتا ہو۔ وہ وعدہ کرتی
ہو کہ اگر کبھی معین ندریں دیا نہ داری سے استعمال میں لائی جائیں
تو کامل شفا ضرور ملے گی +

پس اس حالت میں بھی ہم از روئے امتحان دیکھ سکتے ہیں
اگر ہم دیانتداری اور ثابت قدمی سے معین علاج کو استعمال میں لائیں
اور تو بھی مرض کچھ کم معلوم نہ ہو تو ہم جلد قائل ہونگے کہ طبیب اپنے
قول کے موافق نہیں کر سکتا ہو۔ شاید وہ اس بیماری کو پہچانتا ہی نہ ہو
اُسکے دور کرنے کے لئے کافی ہنہ نہیں رکھتا ہو۔ بلکہ اس کے اگر ہم کو معلوم ہو
کہ معین علاج کو دیانت داری اور ثابت قدمی سے استعمال میں لانا
کامل آرام دیتا ہو اور کہ طبیب کے سارے وعدے پورے ہوئے ہیں
تو اس کے ہنہ اور دوا کی قدر کے واسطے اور کچھ ثبوت ہم کو ضرور ہیں
یہی کافی ثبوت ہو کہ مرض جاتی رہے +

پروثبیدہ نہ رہے کہ ہزار لوگ ہیں جو بالیقین ادویہ بشبکہ کہہ سکتے
ہیں کہ ہمارا تجربہ معین ہی ہو۔ ہم ہمارے طبیب محل چنگے میں ہم اندھے

تھے اب دیکھتے ہیں ہمارا باطنی احوال بالکل بنیبل ہوا ہو کتاب مقدس
نے ہدایت کی کہ مانگو اور تم پاؤ گے۔ ہم نے مانگا اور پایا۔ و عجیب یہی
جس کا وعدہ کتاب مقدس میں ہوا ہم پر واقع ہوئی بیشتر ہم خدا سے
دہشت کھاتے تھے اب وہ دہشت جاتی رہی اور ہم اُس سے محبت کھتے
اور اُس کی تعظیم کرتے ہیں۔ بیشتر ہم موت اور عاقبت پر غمیز کا پینے کے
خیال میں نہ کر سکتے تھے اب ہم ثابت پر تحمل اور خوشی سے غور کر سکتے ہیں
کتاب مقدس نے ہدایت کی کہ مسیح کو قبول کرو تو آئینوے غضب کی
خوفناک صورت جاتی ناہنگی ہم نے مسیح کو قبول کیا اور وہ وعدہ پورا ہوا۔
کتاب مقدس نے پھر حکم دیا کہ مسیح کو قبول کرو اور ساری چیزیں نئی
ہونگی بلکہ نئے خیالات حسن باطنی و خواہشیں اور نئی امید دل میں
پیدا ہونگی یہ بھی سب کچھ واقع ہوا۔ پس کتاب مقدس کے سارے
وعدے پیشینگوئیاں ہیں اور یہ جب پورے ہوتے تو بالضرور ہم کو
قائل کرتے ہیں کہ کتاب مقدس درحقیقت اُس عالم الغیب خدا کی
طرف سے جو جسکے نزدیک سب سے آئینہ ہاتھیں اور دل کے سب

سے پوشیدہ خیال انظرین الشمس ہیں یہہ مذہب مسیحی کا سب سے
مختصر بیان ہو +

آخر الامر اے عزیز دوستو میرا دل سوزا رہا اور التماس یہ ہے کہ
کہ تم اس دلیل تجربہ کا امتحان کرو اور بڑی غور سے کتاب مقدس کو
ایک مرتبہ پڑھو اور رزعا کے ساتھ اسے مطالعہ کرو کہ قفا در مطلق خدا کی
سچائیاں تمہارے دلوں پر نقش کرے تب اس کی تعلیمات اپنے ضمیر کی بے پرواہی
سے مقابلہ کرو اگر تم کو معلوم ہووے کہ کتاب مقدس میں تمہارا حال
درستی سے مذکور ہے تب اس علاج کا جو اس میں لکھا ہو امتحان کرو خدا
سے مانگو کہ وہ تم کو اس موعودہ نجات کے قبول کرنیکی طاقت بخشے
اپنے تئیں یسوع مسیح کے سپرد کرو اور اس کی اس رحم آمیز بلا ہٹانے
اپنے دلوں میں جگہ دو۔ اے تم لوگ جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے
جو سب میرے پاس آؤ گے میں تمہیں آرام دے گا۔ اسکے پاس جاؤ اور دیکھو
کہ وہ موعودہ آرام تم کو ملو سکتا ہو کہ نہیں۔ اے پیارے اگر تم تھکے ہوئے اور
بوجھ کے نیچے دبے ہوئے لوگوں میں سے ہر جنہیں مسیح بلاتا ہو

تو تم ضرور ایسا کرو گے وہ جو اپنے تئیں بیمار جانتا ہو طبیعت مدد مانگیگا
وہ جو اپنے تئیں گنہگار جانتا ہو نجات کشمیرا لے کو ڈھونڈے گا جیسا نجات
دینے والے مسیح کو ڈھونڈو تو یقیناً تم دو سرے کی تلاش بھی نہ کر گے
وہ تم کو جو دونوں جہان یعنی دنیا اور عاقبت کے لئے دیکھا رہو گا جیسا
تم ایمان لاؤ کہ جسکے باعث ساری خوشی اور سلامتی سے بلکہ ایسی
خوشی اور غرخی سے جو یہاں سے باہر اور جلال سے بھری ہو ہو سکتی
ہو گے۔ ہم یہہ باتیں نہیں اس واسطے بتلاتے ہیں تاکہ تم ہمارے ساتھ مل کر
اور ہمارا میل باپ کے ساتھ لڑا کر اسکے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہو۔

پندرھواں خط

آخری التماس کے بیان میں

عزیز دوستو ہمارے معین کام ہو چکا ہو اور ان غلطیوں کو اب ختم

کرنا چاہئے۔ سوائے الوداع کرنے کے میرے اوپر اور بہت کچھ
غرض نہیں ہو۔

ہم نے ان متفرق معقولوں کو ملاحظہ کیا جو دلائل دین سچی کے
اصلی بیان میں شامل ہیں۔ ہم نے اسکی غلطی اور باطنی دلیلوں
کی تحقیق کی جو ہم نے ان خاص دلیلوں پر غور کیا جو جسکے ذریعہ سے ہم
انجیل کی قدامت اعلیٰ اور معتبری ثابت کر سکتے ہیں۔ ہم نے
ان دلیلوں کی بھی تحقیق کی جو وہیل کے ثبوت میں محضوں اور مستندوں
سے نکلتی ہیں۔ سوائے اسکے ہم نے آئندہ باتوں پر بھی غور کیا جنہیں وہ
تفاوت جو کہ وہیل اور انسان کی تعلیموں کے درمیان پایا جاتا ہو اسکی عجیب
مطابقت خلقت اور خدا کی رزاقی سے وہ عجیب مطابقت جو اسکی متفرق
کتابوں میں پائی جاتی ہو اسکی موافقت مذہب عقل سے اور وہ عالی
خاصیتیں جسکے سبب سے وہ سب دوسرے خواہ علمی خواہ دینی طریقوں
سے علیحدہ ہو۔ سوائے اسکے ہم نے ان دلیلوں کی تحقیقات کی جو چند دین
ہوں اور اسلام کی سچائی انھیں جو اور ان نبیوں مذہبوں کی تحقیق میں ہم

ایک طرح کی کسوٹی استعمال ہیں لائے اور یوں دریافت کیا کہ دین ہندو
اور اسلام اس تحقیقات سے نکلتے ہیں جہاں دین مسیحی فتح کے
ساتھ قائم رہتا ہو۔ آخر کو ہم دلیل تجربہ کی طرف متوجہ ہوئے اور
پوشیدہ نہ رہنے کی دلیل کا منجانب اللہ ہونے کے اکثر ثبوتوں میں وہ دلیل
ہرگز نہ گنقد نہیں ہو۔ دین سچی کی دلیلوں کا زیادہ مفصل بیان ہو سکتا ہو
مگر مجھے یقین ہو کہ ہمہ مخفہ بیان جو ہر ایک حقیقی اور بے تعصب شناسی
کو قابل کرنے کے لئے کافی ہو کہ سچی مذہب نہ انسان کی ایجاد بلکہ
منجانب اللہ ہو۔ پس اس معجزہ و مستون میں صرف رخصت کی دو تین
باتیں رقم سے کہنا چاہتا ہوں۔

ممکن ہو کہ ان ساری دلیلوں نے جنہیں ہم غور کرتے تھے تمہارے
دلوں میں بہت تھوڑے بلکہ شاید کوئی معقول پیدا نہ کی ہو۔ اس کا کیا
سبب ہو۔ شاید تم جواب دو گے ثبوت کی نامتاسی۔ مگر دلیل بے تاثیر
ہو نہ کا ایک اور سبب ہو کہ کسی دلیل کی تاثیر دل پر نہ صرف اپنی قوت
اور نامی پر متوقف ہو بلکہ اس حل کے حال پر جسکے سامنے وہ نہیں جاتی

جو۔ شاید نہ اُس کے سمجھنے کے لائق نہ ہو اور ظاہر ہو کہ دلیل اگر یہ کمال
اور پُر قوت ہو ایسے دل کو جو اُسے سمجھ نہیں سکتا بزرگ ذلیل نہ کریگی۔ دیوانہ
شخص دلیل اقلیدس کی تمام کبھی غلط چاہیگا۔ یا شاید دل اخلاقی طور پر
ثبوت قبول کرنے کے لائق نہ ہو۔ انسان نہ صرف فہمی وجود ہے۔ وہ
احساس اور خواہشیں رکھتا ہے۔ چند قسم کے صنوف تحقیق کرنے میں جیسا
علم ریاضی اور علم طبی بہت احساس اور خواہشیں کام میں نہ لاتی ہیں بلکہ
یہ علم فہم سے متعلق ہے۔ لیکن اکثر دوسرے مصنوعات کی تحقیق کرنے میں
ملکی انتظام وغیرہ احساس بالضرورت شامل ہوتے ہیں۔ اسی سبب سے
ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ علم طبی کی تحقیقات تحمل سے کرتے ہیں مگر تحقیقات
ملکی انتظام وغیرہ نہایت گرم مباحثے سے ہوتی ہے۔

پیشیدہ نہ رہے کہ جب احساس بڑا بگھنے ہوتے ہیں تو فہم بھی
اکثر طرفداری کرتا ہے اور یوں دل فہم کو فریب دیتا ہے ہاں احساس کچھ کہ
گمراہ کر دیتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ تعصب کچھ عجیب طرح کا تعلق رکھتا
ہو گا یا اسکی آنکھیں بالکل بند کر دیتا ہے۔

اب کوئی مضمون نہ نسبت دین کے احساس کو بڑا بگھنے نہیں کرتا۔
چونکہ سچی مذہب ہندوستان کے باشندوں کے سلسلے میں پیش کیا گیا
ہو وہ نہایت نا پسند معلوم ہوتا ہے۔ حضور در نہیں کہ ہم اس عقائد کا سبب
اب دریافت کریں مگر تم جانتے ہو کہ حقیقت ایسی ہے جس کا ضروری
نتیجہ کیا ہے پسند و ستانی مثلاً شادی دین سچی کی دلیلوں کو دل پر تعصب
سے سننا ہے۔ وہ دین سچی سے نفرت رکھتا ہو اور چاہتا ہو کہ میں اُسے
چھوٹا سمجھوں۔ ایسی حالتوں میں وہ آسانی سے اپنے فہم کو قائل کر لیتا
ہو کہ وہ مجھ کو چھوٹا ہے۔ ارادہ فیض کا باب ہے۔

شاید فہم کہو گے یہ سب سچ ہی ہم سے نسبت نہیں رکھتا۔ یاد رکھو
جو عزیز و مشوکہ سب سے خطرناک تعصب وہ ہیں جسے ہم ناواقف ہیں
اور کہ وہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بالکل بے تعصب ہیں اوروں سے
آپ بہت زیادہ تعصب اور طرفداری میں پھنس گئے ہیں۔ تم بے
تعصب نہیں ہو۔ اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم دین سچی کی تحقیق ایسے ناقل
اور بے پروائی سے جیسا کہ تم علم جبرائیل یا کیمیا کی مانت گفتگو کرتے

تو تم بڑی نادانی کرتے ہو۔ تمہاری ساری امیدیں اور لذتیں زندہ ہیں اور اس مباحثے میں شریک ہونے کے مستعد ہیں۔ تم سب ہی مذہب کے خلاف از روئے شخصیت اور مذہب اور انسانیت کے تعصب رکھتے ہو۔ پس خطرے سے چوکس رہو۔ سچائی کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز جانو۔ جو میں سچی کی تحقیق اس امید سے مت کر دو کہ وہ جھوٹا نکلے گا اس بارے سے کہ تم کو معلوم ہو کہ آیا وہ سچ ہو کہ نہیں۔ اور ہر حال اس تحقیق میں خدا سے مدد مانگو۔ اس پر زندگی اور موت منحصر ہے۔ پس اپنے خالق سے التماس کر دو کہ وہ تمہارا مددگار ہو۔ دعا مانگو باں دلسوزی سے اکثر دعا مانگو۔ خدا اسے برکت کرے کہ وہ تمہاری جہالت اور تعصب دور کرے اس سے التماس کر دو کہ وہ تم پر سچائی ظاہر کرے۔

امو عزیزو سنو باور رکھو کہ کوئی شخص مجبور ہے ایمان نہیں لانا ہے۔ ہر ایک کے سامنے ایسی دلائل پیش کی جاتی ہیں جو کہ اس کے قائل کرنے کے لئے کافی ہیں اگر وہ فقط اپنے غور کریگا لیکن اگر وہ ثبوت پر کچھ خیال نہ کرے گا تو وہ اسکی ثبوت ہرگز نہ پہچانے گا۔ یہاں بھی جیسا کہ اکثر توراتوں

میں مذہب عیسوی اور مذہب عقل کے سچ میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ جہاں تک مذہب عقل کا تعلق ہے خدا نے انسانوں کو اپنی مینجمنٹ پر کر دیا اس کے دل میں ہادی اور حاکم ہوئے۔ اگر وہ اسکی آواز سن کر قبول کرے وہ اپنا فرض سمجھنے اور اس کے ادا کرنے کے لئے توت پاویں گے مگر وہ اپنے ضمیر کی زبان بند کر سکتے ہیں دیریوں اپنی سمجھ کو تاریک اور دلوں کو سخت کر سکتے۔ کوئی شخص مجبور ہو کر نیک اخلاق نہیں ہوتا ہے۔ ماں بلکہ کوئی شخص مجبور ہو کر خدا کے جوہر اعتقاد نہیں کھتا ہے۔ خدا نے ثبوت دیا ہو مگر تو بھی انکی کثرت تحقیقی منطقی کو قائل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ بات دین سچی کے باب میں سچ ہو۔ اسکا ثبوت کافی ہو مگر زیادہ نہیں۔ مذہب خواہ عقل خواہ الہامی نزہت دینے کی خاصیت سے کبھی خالی نہیں ہے۔ کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں یا نہیں ہمارے دلوں کے اخلاقی حال پر موقوف ہو اور اس طرح پرکھیں اس کا ثبوت سچا نہیں یا نہیں ہمارے فہم کے اخلاقی حال پر موقوف ہے جہاں تک کہ انسان کریشی سے مدد ملے گی کہ یہی گئے وہاں تک ثبوت کی بائبل تک

رکھینگے۔ ناخدا ترس اور بد اخلاق ان دنیا پرست مسک مزاج لوگوں کا ہی
طور پر ایمان نہیں لاسکتے ہیں۔

اس سبب سے اچھو عزیز و مترو اپنے دل کے اخلاقی حال کی بابت
ہوشیار ہو۔ سیدھے دل مرگرم و حلیم مزاج ہو نیکی کو شش کرو۔ جھوٹو
ہمت کو تم کو نقد غلطی کرنے پر مایل ہوا و کسی آسانی سے تم تعصب کے پانہ
ہوئے۔ یہ صرف خدا ہی پر نازل رکھو۔ کاش کہ تم سناغہ گریہ و زاری کے
آس سے مدد مانگ سکتے۔

کیا تم تائب کرتے ہو کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ گریہ و زاری سے دعا
مانگو۔ جب تعصب کا جالانہا ہمارے فہم کی آنکھوں میں چڑ گیا تو توبہ و محبت
کے آنسو بے بہتہ طور پر دھو ڈالینگے۔ اور تم کو کلام الہی کی سچائی
دیکھنے کی طاقت بخشینگے۔

اچھو عزیز و مترو تم ہمت تک ہند و نہیں رہ سکتے ہو۔ تعلیم تمہارا
اغنا جو تم اپنے بزرگوں کے دین پر رکھتے تھے جلد دور کرتی ہے۔
تب تم کیا ہو گے۔ کیا پارسی نہیں۔ کیا مسلمان نہیں۔ کیا تم محمد

ہو جاؤ گے یعنی ایسے شخص جو کہتے ہیں کہ خدا نے از روئے الہام اپنی معنی
طاہرہ نہ کی اور انسان سے کچھ نہ کہا ہو۔ یہ بچارے قصور دار اور جاہل
اُسکے فرزند ہیں کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ باپ کا دل بلکہ باپ کا دم نہ کہیں رکھنا
ہو۔ کیا وہ ہم پر دم نہیں کرتا ہو۔ کیا وہ ہم کو ناامیدی میں بھرتے ہوئے
بے تسلی چھوڑ دینکا حقیقت میں نہیں۔ ایسا کہنا اسکی لاثانی اور جسد
رحمت پر عیب لگانا ہو۔ ایسا مت کہو بلکہ ایسا خیال مت کرو۔

اگر تم ملی ہو جاؤ گے تمہاری موت بے آرامی اور ناامیدی سے
سناغہ ہوگی جو کچھ سچائی طرفہ توحید میں پائی جاتی ہو دین عیسوی میں
شامل ہو۔ مگر سوائے اسکے مذہب عیسوی اکثر سبک پر تسلی خدایتیں رکھنا
ہو جو کہ صرف اسی سے متعلق ہیں اہل تعقین جنکی احتیاج تمہارے دل کو
ہو کہ حالت زندگی میں تمہاری ہدایت کریں اور وقت موت تم کو تسلی
بخشیں۔ موت جلد آنیوالی ہو۔ جلد ہم تمہیں خدا کے عادل کا جانچنے والا
قدوس احکام الہامی کے سامنے حساب دینا پڑیگا۔ جب تم اس کے
تحت عدالت کے سامنے طلب کئے جاؤ گے کیا تم بغیر کاہنے کے

اُسکے سامنے چار انگلیں کر سکو گے۔ کیا تم اُسکے وعدہ قدرتوں پر جو اُسے
 گھیرے اور تمہاری ہلاکت پر آمادہ ہیں بے خوف نگاہ کر سکو گے۔ کیا
 تم یہ اطمینان اپنی ابدی ہلاکت کا فتویٰ سن سکو گے ؟

امروز بزدل و سٹو خدا ایسا نہیں ہے کہ ہم بے پرواہ اُسکے حکموں کو
 بدول کریں۔ اُسکے رعبدار تخت عدالت کے سامنے مجھ کو جواب دہی کرنا
 پڑے گا بابت اپنے اُس مزاج کے جس میں ان خطوں کو لکھتا ہوں اور
 تم کو اُس مزاج کے لئے جس میں تم نے انکو پڑھا۔

اب خدائے حافظ خدائے قادر مطلق سے پہلے میری دعا ہے کہ
 تم اپنے سارے دل سے یسوع مسیح کو ہنگاموں کے پچانیوالے پر
 ایمان لاؤ اور کہہ گس پر ایمان لانے کے باعث نکلو وہی سلامتی ملے
 جسے دنیا نہیں جانتی اہل ایسی سلامتی جسے کہ دنیا نہیں دے سکتی
 اور پھر تم سے کبھی نہ لے سکتی ۔

تمام شد